THE BOOK WAS DRENCHED

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222531

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5,000

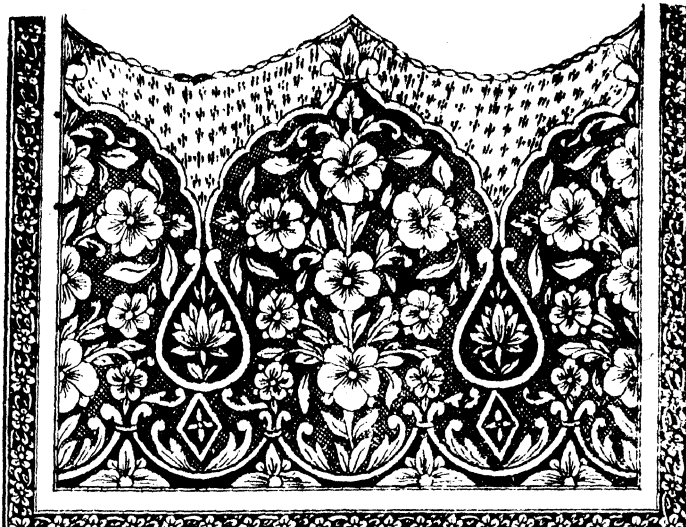
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. [illegible] Accession No. 818

Author [illegible]

Title [illegible]

This book should be returned on or before the date last marked below.



بسم اللہ الرحمن الرحیم

آپ نے دیدار دیکھا ہی جمالِ پاک کا
واہ وا کیا مرتبہ ہی صاحبِ لولاک کا

ہی سرِ دیوان جو مطلع اوسکی حد پاک کا
آسمان سے بڑھ گیا رتبہ مرے ادراک کا

ایک شعلہ سے جلے پر طائرِ افلاک کا
الامان ایسا اثر ہے آہِ آتشناک کا

ایسے امر سخت مین کوئی بشر سمجھیگا کیا
وہان پتا لگتا نہین ہی عقل کا ادراک کا

ایک نالے سے زمین و آسمان تھرا گئے
واہ کیا کہنا ہماری آہِ آتشناک کا

بل بے سوزِ آتشِ غم اسقدر ہونگا مجھے
ہی جہنم کا شرر ہر ذرہ میری خاک کا

خاکساری کا دماغ اب آسمان پر ہوگیا
کس کے دامن پر لگا دھبا ہماری خاک کا

آگیا گورِ غریبان کی طرف وہ شہسوار
اب دماغ افلاک پر پہنچا ہماری خاک کا

بعدِ مردن بھی رہا ہی دل مین کیا نورِ جمال
ہمسری خورشید سے کرتا ہی ذرہ خاک کا

ہو وہی گردش وہی اوسکی کدورت راتدن | آسمان بھی کیا بنا ہو میری مشتِ خاک کا



کیا ٹھکانا گمرہی کا دین و ایمان چھوڑ کر
ہو گیا حسرت کو سودا اک بتِ بیباک کا

دشمن ہوا وہ ظالمِ بیباک ہمارا | اب کیا ہو ٹھکانا دلِ صد چاک ہمارا
ہمنے جو اسیری پہ کیا ناز تو بولے | خالی کبھی رہتا نہین فتراک ہمارا
سینہ پہ نہ ہین نیل نہ ہین بال پریشان | پھر سوگ لیا آپ نے کیا خاک ہمارا
تاثیر تری جذبۂ دل جب ہو سرِ حشر | وہ بول اوٹھین ہو یہی غمناک ہمارا
سیدھی جو ذرا بھی ہون تری ترچھی نگاہین | کچھہ کر نہ سکے گردشِ افلاک ہمارا
کرلے ہدف ناوکِ انداز کسی دن | یہ صید عجب صید ہو دل تاک ہمارا
اک عمر سے پھرتے ہین بتیلی پہ لیے سر | تم قصہ کرو جلد کہین پاک ہمارا
یکسان ہین تری عشق مین یہان ظاہر و باطن | دل بھی ہو گریبان کیطرح چاک ہمارا
طاعت کے عوض خوب گنا ہو نہین کٹی عمر | کیا دیکھیے ہو حال نہ خاک ہمارا
شہرہ ہو کہ اب داغ یہان لائے ہین تشریف | کیا خوب زمانہ ہو طرب ناک ہمارا
دیتے تھے وہ کیا لاؤ ذرا ہم بھی تو دیکھین | دل چھین کے کہتا ہو یہ بیباک ہمارا

دیوانہ ہوا ایک ہی انداز مین حسرت
دل تھا جو ہر اک کام مین چالاک ہمارا

کیا اب بھی نہ تو نے رحم او بیباک کیا کہنا | اوڑا دی ٹھوکرون ہی مین ہماری خاک کیا کہنا

ہوا غیروں سے اونکا وصل جسدم آپ جا پہنچے
تعالی اللہ تمہارا حضرتِ ادراک کیا کہنا

زہے قسمت کہا اوس نے یہ آکر میری مرقد پر
وفا کی خوب تو نے اومری غمناک کیا کہنا

ہوا ہین برق ہین سیماب ہین بادل ہین عاشق ہے
غضب کے ہو گئے ہین آپ تو چالاک کیا کہنا

بگولا بنکے مدت تک پھرائی دشتِ وحشت مین
صبا تو نے اڑائی خوب میری خاک کیا کہنا

ہزارون ہین ہماری صیدِ دل کو چنکے مارا ہی
قیامت کی بلا کی ہی تمہاری تاک کیا کہنا

ہوا ترکِ تعلق ہی تو کیا موقع شکایت کا
بکھیڑا ہی کیا تمنے ہمارا پاک کیا کہنا

کیا ای دستِ وحشت خوب تو نے ضد سے ناصح کی
گریبان کیطرح دل بھی ہمارا چاک کیا کہنا

پریشان فی الحقیقت تجکو سمجھے تھے مگر اب تو
کسی کی بنگیا چلمن دلِ صد چاک کیا کہنا

جو گذری تجھپہ گذری اوس سے تیرا دل ہی واقف ہی
وفای غیر کا مجھ سے بتِ بے باک کیا کہنا

قیامت وصل کی شب ہین مجھے یہ اونکا کہنا تھا
کہ تم تو منہ لگاتے ہی ہو بیباک کیا کہنا

کیا کرتے ہو توبہ پانی پی پی کر یہ کیون حسرت
قیامت کے غضب کے ہو گئے ہو پاک کیا کہنا

Checked

خالی نہین ہی جانبِ فتراک دیکھنا
ای دل نگاہِ قاتلِ سفاک دیکھنا

پہنچے وہان کسی کا نہ پہنچے جہان خیال
ادنی سا اوج صاحبِ لولاک دیکھنا

کرنے لگے ہین کنہ حقیقت مین سی تو دخل
ان حضرتِ بشر کے بھی ادراک دیکھنا

چاہین ہماری فتنۂ دوران سی سیکھ لین
کس رنگ پر ہی گردشِ افلاک دیکھنا

غیرون کی نعش پر نہ بہانا سرشکِ خون
اپنے پرائے دیدۂ نمناک دیکھنا

افسوس تمکو کچھہ مرے مرنے کا غم نہین
ہی نیلگون فلک کی بھی پوشاک دیکھنا

مژگان سی چشم شعبدہ گر دل کو لیگئی
ہی کسقدر یہ ہات کی چالاک دیکھنا

سُنتا ہون تمکو شوق ہی مٹی کے عطر سی
سچ ہی اگر تو اسکے مجھے خاک دیکھنا

زاہد سی گفتگو ہی تو واعظ سی بحث ہی
عسرتؔ کلام بے باک دیکھنا

نالے مین درد دل جو سنایا نہ جائیگا
اوس سنگدل کے دل مین سمایا نہ جائیگا

پتھر بجاے دل جو لگایا نہ جائیگا
صدمہ تری ستم کا اوٹھایا نہ جائیگا

اے چارہ گر بُلا نہ مرے مرتے دم اوسے
وہ آگیا تو موت سے آیا نہ جائیگا

سمجھے ہین اوسکو حضرت ناصح خدا کا گھر
اوس بزم مین جناب سے جایا نہ جائیگا

فردای شرد عدۂ دیدار ہو تو ہو
بندے سے اتنی دور تو جایا نہ جائیگا

کیونکر وصال ہو مجھے جلتا ہون رشک سے
مین جاؤن گا تو کیا مرا سایا نہ جائیگا

مجھہ بیگنہ کا نامۂ اعمال حشر مین
کیا آپ کو بغور سنایا نہ جائیگا

نیند آگئی جو اوسکو شب وصل قہر ہی
افسانہ غم کا مجھسے سنایا نہ جائیگا

تیرا اگر ہو راز تو دل مین چھپا رہے
حسرت سے درد دل تو چھپایا نہ جائیگا

ہی وہ نقشہ تری یکتائی کا
اوڑ گیا رنگ تماشائی کا

ہو گیا دل کی تمناؤن سے
ایک شہرہ مری رسوائی کا

ٹوٹ کر گر نہ پڑی چرخ کہین نالہ پہنچا تری شیدائی کا
دو ہی باتو نمین کہلای ناصح حال ہمکو تری دانائی کا
پاسبان ہی ہمین دہشت کیا تی پاس تہا آپکی رسوائی کا
روز محشر بھی نہ نکلے وہ ہی حوصلہ تیرے تمنائی کا
بیخودی تک بھی کہے جاونگا مجکو دعوی ہی شکیبائی کا
اک نظر دیکہہ لین اوسکی صورت جنکو دعوی ہی شکیبائی کا

سچ کہو دیکہہ کے اوسکو حسرت
اب بھی دعوی ہی شکیبائی کا

ہوا ہی نام خدا شوق عشقبازی کا طریقہ سیکہہ چلے ہین وہ دل نوازی کا
اگرچہ رنگ مین بخت سیہ سے مل ہی گئی جواب کیا ہی تری زلف کی درازی کا
اوٹہائے رہتے ہین چلمن نگاہبان اونکی نتیجہ دیکہیے کیا ہونگا ہ بازی کا
نیازمند خدا کے نہون جو اونکے ہون بلا سے گر اونہین دعوی ہی بے نیازی کا

نشست گاہ بنی رہ گذر پہ کیون حسرت
جناب کہیل نہین شوق دیدہ بازی کا

ہوا جب شہرہ صحرانوردی تیرے مفتون کا بیابانمین کہین ٹکتے نہ دیکہا پاون مجنون کا
کسیکو بادۂ عشرت نہین ہوتا نصیب اس سے خم گردون بھی گویا بنگیا ہی خم فلاطون کا
علامت اہل وحشت کی مٹائے سے نہین مٹتی کہ ابتک گور مجنون پر شجر ہی بید مجنون کا

ظالما آشنا دل اور دلبر بیوفا مجکو
شکایت چرخ کجرو کی نہ شکوہ بختِ واژون کا

بہرا دیکھا اگر فرقت مین ہمنے ساغرِ صہبا
پہرا نظرون مین نقشہ ہو ہواوس چشمِ میگون کا

بہا ہی اشک ہو ہوکر یہانتک دیدۂ تر سے
مری دل مین نہین باقی نشان بھی قطرۂ خون کا

سخاوت گریہی ہی آپکی حسرت تو کیا کہنا
خزانہ چاہیے اس ہمتِ عالی کو قارون کا

تہ دل ہی یہ کس نے نالۂ آتش فشان پہونکا
قیامت نے بہی ڈر کر جس سے صورِ الامان پہونکا

اگر پہونکا تو کیا پہونکا جو کاخِ آسمان پہونکا
عدو کا گھر نہ تو نے نالۂ آتش فشان پہونکا

جلایا دل کو سینہ مین جگر کو جا کے پہلو مین
سراپا مثلِ مشعل مجکو ای سوزِ نہان پہونکا

وہ کہتے ہین الٰہی کیون قیامت ہو گئی برپا
یہ کسکے نالۂ دل نے زمین و آسمان پہونکا

ہوے کیا کیا وہ مجھپر آگ شبکو اتنے کہنے پر
کسی کے نالۂ سوزان نے دشمن کا مکان پہونکا

خیالِ کینہ و بے رحمیِ صیاد ہے بیجا
ہمارے نالۂ دل نے ہمارا آشیان پہونکا

تمنای وصالِ شعلہ رویان کہا گئی آخر
کہ سوزِ عشق نے حسرت سا یکہ نوجوان پہونکا

پر تو پڑے جو اوس رخِ گلگون نقاب کا
آئینہ مین بہی رنگ ہو پیدا شراب کا

حیرت فزا ہی عکس کسیکی نقاب کا
آئینہ ہو گیا ہی جو منہ آفتاب کا

پہر پردہ در ہی حسن کسی بیحجاب کا
ہی بند بند درہم و برہم نقاب کا

سوچا نہ کچھ برا ہو مرے اضطراب کا
قاصد کا سر جواب ہی خط کے جواب کا

اوس معرکہ مین ہوش نہوگا جواب کا
اندیشہ کیا ہی پرسشِ یوم الحساب کا

ناحق کسی کے عشق مین بدنام کردیا
خانہ خراب ہو دلِ خانہ خراب کا

اندوہ و یاس و حسرت و بیم و ہراس مین
ملتا نہین پتا کہین آرام و خواب کا

گو مجھ سے دور اور قریب عدو سہی
انداز آتو جائے اونہین اجتناب کا

اگلا سا وہ زمانہ وہ دورِ فلک کہان
نقشہ بدل گیا ہی جہانِ خراب کا

رہتی ہی یہ چھری کوئی دل پر چلے بغیر
چینِ جبین ہی صاف نمونہ عتاب کا

یاد آگئے ہین مجکو بہت دل کے آبلے
دیکھا ہی جب زمانہ شکستِ حباب کا

افسردگی آتشِ دوزخ کو ہی بہت
اک قطرہ خون شدہ مری چشمِ پرآب کا

ہی آرزو ی بخششِ فردای حشر کب
کیا خوگرفتہ دل نہین تیرے عذاب کا

گو کچھ نہو امید عجب شی ہے زاہدا
اچھا ہی مشغلہ تجھی فکرِ ثواب کا

مے کو اگر حرام ہی کرنا تھا ای خدا
جنت مین بھی نہ دینا تھا قطرہ شراب کا

حسرت کو شوق شاہد و بادہ بخیر ہو
نامِ خدا ہی گو ابھی عالم شباب کا

جلوہ فرما سرِ بالین جو وہ دلبر ہوگا
چینِ مرقد مین الٰہی مجھے کیونکر ہوگا

اونکو آسان نہین خون مسلمان کرنا
قتل کرنے کو مرے کوئی تو محضر ہوگا

عرصۂ حشر مین اک اور قیامت ہوگی
گر یو ہین شور فزا یہ دلِ مضطر ہوگا

خونبہا قاتلِ بے رحم نہ دیگا مجکو
شاہدِ قتل ہی گو حشر مین مخبر ہوگا

قدردان چاک گریبان کا نہوگا کوئی
ای جنون آج یہ صحرا تو تری سیر ہوگا

بے سبب بہر عیادت نہین آنا اون کا
ہین نہ مانونگا کوئی راز مقرر ہوگا

واہ برجستہ غزل خوب کہی خوب کہی
کون حسرت سا زمانے مین سخنور ہوگا

جچتا نہین ہی خلد مین کچھ حسن حور کا
جلوہ مری نگاہ مین ہی تیرے نور کا

گر سایۂ خیال پڑے اوسکے نور کا
یہ داغ دل چراغ بنے کوہ طور کا

افسوس وقف حسرت واندوہ ہوگیا
جو دل مقام خاص تہا اوسکے ظہور کا

کیا سوچتا ہی ای دل اندیشہ ناک تو
قاصد کو دیر ہوتی ہی جانا ہے دور کا

اچھا نہین ہی اس کا ستانا خدا سے ڈر
دل ہی مقام خاص کسی کے ظہور کا

زاہد یہ ابر و باد مین انکار مے کشی
گل ہوگیا چراغ تمہاری شعور کا

جی مین ہی ایک روز تو ہم جاکے دیکھ آئین
شہرہ تمام عمر سے سنتے ہین طور کا

جہٹ پٹ لیا ہی بوسۂ رخسار وصل مین
ممنون آج مین ہون دل ناصبور کا

زاہد نئی سنی ہی خبر میکدہ مین آج
اجلاس دھوم دہام سے ہوگا حضور کا

حسرت کو دل ہی آپنے بالکل بھلا دیا
وہ بھی کبھی شریک تہا بزم سرور کا

دیکھا آخر یہ نتیجہ ہوا جلادی کا
حشر مین شور ہی ظالم تری فریادی کا

بیکسی بھی تو ہی خائف مرے ویرانہ سی
سیکڑون کوس نشان تک نہین آبادی کا

نیم بسمل مجھے مقتل مین نچھوڑا ہی قاتل
کیا طریقہ نہین آتا تجھے جلادی کا

خوش نوائی سے مری شاد ہی صیاد بہت
قید مین لطف ملا ہی مجھے آزادی کا

صورتِ شمع مجھے اشک بہانے سے غرض
ایک ہی خانۂ ماتم ہو کہ گھر شادی کا

چرخ کی مجھکو شکایت نہ عدو کا شکوہ
کہ مرا دوست ہی باعث مری بربادی کا

کام پردے ہی مین وہ تیغِ نگہہ کرتی ہی
اک بہانہ ہی او نہین خنجرِ فولادی کا

کر دیا عشق نے پابندِ تعلق کیسا
یاد آتا ہے زمانہ مجھے آزادی کا

چشم بد دور عجب رنگ جمایا حسرت
واہ قائل ہی زمانہ تری اُستادی کا

گرچہ وہ آج لیئے خنجرِ بُرّان نکلا
ہای افسوس مگر دل کا نہ ارمان نکلا

جوشِ وحشت مری رسوائی کا خواہان نکلا
ہات دامن پہ جو رکھا تو گریبان نکلا

آج کس طرح کی کیا جانے ہوا چلتی ہی
غیر بھی کوچۂ جانان سے پریشان نکلا

سر مراتن سے جدا اوس نے کیا خوب ہوا
خوب ہی قاتل و مقتول کا ارمان نکلا

اثرِ جذبِ محبت نے خلش ہی رکھی
تیر نکلا مرے پہلو سے نہ پیکان نکلا

رنگ چہرہ سے گیا ہاتھ سے دل سری حواس
تو جو بیٹھا تو نہ دل سی غمِ ہجران نکلا

چاک ای دستِ جنون تو نے کیا تھا اچھا
اوس کے دامن مین مرا تارِ گریبان نکلا

اس سے ہی دعوتِ مژگان کا ارادہ کرتا
خون تجھہ مین بھی ذرا سا نہ رگِ جان نکلا

ہمتو سمجھے تھے کہ اس مین بھی ملیگا کچھہ لطف
عشق کم بخت مگر جان کا خواہان نکلا

ہو گیا پار مرے دل سے ترا تیر نگہہ
حیف صد حیف کہ اس گھر سے یہ مہمان نکلا
حسرتین اس مین قیامت کی بھری ہتی ہین
میرا سینہ بھی کوئی حشر کا میدان نکلا

جا کے بتخانہ مین پڑہتا ہی نمازین حسرت
گبر سمجھے تہے تجھے تو تو مسلمان نکلا

دوست دشمن کا آشنا نہ ہوا
مدعی کا بھی مدعا نہ ہوا
حسرتین بنکے میرے پاس رہا
چارہ گر میرا مدعا نہ ہوا
لاغری مانع جفا ٹھہری
قابلِ چشمِ فتنہ زا نہ ہوا
فیض ہوگا تو ہوگا دشمن کو
تجھہ سے میرا تو کچھہ بھلا نہ ہوا
مجکو چاہت کی داد ملجاتی
تو کسی پر بھی مبتلا نہ ہوا
ای غمِ یار آفرین تجکو
دل سے میرے کبھی جدا نہ ہوا
آج واعظ کو مے پلا دینا
مے کا شیشہ کوئی بہرا نہ ہوا
اونکی رفتار سے تو کچھہ ہوگا
حشر نالون سے گریبا نہ ہوا
غیر میری طرح سے روتا ہی
وہ کسی کا بھی آشنا نہ ہوا
تو ہی ای موت اب کہین آجا
آج وہ خنجر آزما نہ ہوا
دل نے رکھا عزیز پیکان کو
دل سے پیکان کبھی جدا نہ ہوا

وہ ادائین تو دیکھہ لین حسرت
صبر دل کو ہوا ہوا نہ ہوا

دل نہوتا نہ دل مین غم ہوتا
اپنا مسکن اگر عدم ہوتا

غیر پر بھی اگر ستم ہوتا
شکوہ ہوتا نہ مجکو غم ہوتا

لطف ہر چیز کا ہی وقت کے ساتھہ
کیا ستم بھی نہین کرم ہوتا

دل مین رہتی نہ آرزو دل کی
مجھپہ بھولے ہی سے کرم ہوتا

بد دعا دی نہ ہمنے دشمن کو
کہ کوئی سنکے چشم نم ہوتا

مجکو مارا ہی آرزو نے تیری
تو جو ملتا تو کیا ستم ہوتا

میرا قصہ عجیب قصہ ہی
سنکے دشمن بھی چشم نم ہوتا

کوئی رہتا ہی اپنے سینہ مین
دل نہوتا تو دل کا غم ہوتا

موم بنتا وہ سنگ دل حسرت
اپنا احوال گر رقم ہوتا

دل مین نہین رہا غم پنہان نہین رہا
بربادِ گھر ہوا کوئی مہمان نہین رہا

کیون آج ہجر مین نہین آتی ہی موت بھی
کیا کوئی میری جان کا خواہان نہین رہا

مین آج مرتے مرتے بلاؤن سے بچ گیا
دل کو خیالِ کاکلِ پیچان نہین رہا

افسوس وقفِ حسرت و اندوہ ہوگیا
دل قابلِ تصورِ جانان نہین رہا

افسوس ہی کہ موت مجھے جلد آگئی
اکدن بھی تو تو اور غم ہجران نہین رہا

دل مین ہمارے تابِ محبت نہین رہی
کوئی نہین رہا ہمین ارمان نہین رہا

ایسے نصیب کب ہین جو وہ مجھہ سے یہ کہین
اب دل مین اور تو کوئی ارمان نہین رہا

دستِ جنون اوڑائیگا اب دھجیان مری | دامن نہین رہا ہی گریبان نہین رہا

حسرت کسے ہے تابِ ستم ہای روزگار
اوسکی جفا کا جب مجھے ارمان نہین رہا

اسکے باعث سے ہوا کونسا جوہر پیدا | نہ کیا ہوتا الٰہی دلِ مضطر پیدا
شوق سے کیجے جفا طالبِ بیداد ہے دل | کرلیا ہمنے بھی اب جور کا نوگر پیدا
ہوگیا کوچۂ دلدار مین عنقا بھی | بہرِ نامہ جو کیا کوئی کبوتر پیدا
پسِ مُردن بھی ترے قد کا تصور گیا | خاک سے میری ہوئے سرو و صنوبر پیدا
بانکپن سے کبھی تیور ہی چڑہائے ہوتے | قتل کرنے کو نہ تھا گر کوئی خنجر پیدا
کھیل ہی کوئی کہ ہو خونِ مسلمان جائز | قتل کرنے کو مرے کیجے مضفر پیدا
مین بھی دیکھون کہ کھلے اپنی حقیقت مجھپر | ہوا گر کاتبِ تقدیر کا دفتر پیدا
سچ تو یہ ہے کہ ہوے دہر سے دونو معدوم | دل ہی پیدا ہی زمانے مین نہ دلبر پیدا

یون تو ہر شخص کو ہوتا ہی سخن کا دعوی
مجھسا حسرت نہین دنیا مین سخنور پیدا

جو ترے ہاتھ سے تلف ہوگا | فخرِ عشاقِ ماسلف ہوگا
روزِ محشر نہ ہوگا وہ تنہا | لشکرِ فتنہ صف بصف ہوگا
آرزو میرے دل کی نکلے گی | گر تری تیر کا ہدف ہوگا
حشر مین ہونگے میرے دشمن بھی | تو خدا جانے کسطرف ہوگا

جب چلے گی کسی کی تیغ ادا
اک زمانہ ہی سر بکف ہوگا

مژدہ ای مے کشو کہ جنت مین
شور قلقل کا ہر طرف ہوگا

تیرے ملنے سے مجکو کیا حاصل
جسکو ہوگا اوسے شرف ہوگا

غیر کو دے نہ پی پہ پی ساقی
اک مسلمان کا حق تلف ہوگا

حشر مین خوف کیا تجھے حسرت
تیرا حامی شہ نجف ہوگا

اشارہ اک قیامت ہی کسی کی چشم جادو کا
نظر آئیگا عالم عالم امکان مین بھی ہوکا

کوئی روکے نہین رکتا کوئی تھامے نہین تھمتا
جگر ہی اپنے قابو کا نہ دل ہی اپنے قابو کا

خیال صدمۂ چشم تغافل کسکو باقی ہی
کہ خنجر جا گزین دل مین ہوا ہی اوسکے ابرو کا

چبھے جاتے ہین پہر دل مین مرے کچھ آج خنجر سے
مری آنکھون مین نقش پھر رہا ہی اوسکے ابرو کا

تماشا جذبۂ دل یہ دکھا دی آج دشمن کو
کہ تکیہ ہو ہمارے سر کے نیچے اوسکے زانو کا

لکھی ہی کیون مقدر مین شب ہجر انکی تاریکی
مری قسمت پہ سایہ پڑ گیا کیا اوسکے گیسو کا

یہی کمبخت مجکو راتدن بے چین رکھتا ہی
کہ دل ہی ہو گیا ہی درد اتو میرے پہلو کا

گھٹا ربط عدو تو یہ بڑھا ہی شوق خود بینی
کہ آئینہ مصاحب بن گیا اب اونکے پہلو کا

مجھے دیکھا کبھی اوسنے اوسے دیکھا کبھی مینے
اثر دل مین نہوگا کیا نگاہونکی تگاپو کا

رخ زہاد پھر جائے وہین محراب کعبہ سے
اشارہ ہو اودہر بھی گر تمہاری چشم و ابرو کا

ابھی تو چند دن گذرے ہین نکلے اس مصیبت سے

ارادہ کرلیا پھر تمنے حسرت وصل بدخو کا

تیغِ قاتل کا اگر زخم نمایان ہوگا
ملک الموت مری نعش پہ قربان ہوگا

اور ایسا کوئی کیا موت کا خواہان ہوگا
کہ مجھے مار بھی ڈالوگے تو احسان ہوگا

ایسے مجمع مین بھلا بات کی پرسش کیسی
حشر مین ایک زمانہ ترا خواہان ہوگا

رایگان جائیگا کیا جذبۂ الفت میرا
کہ مری قتل سے وہ آپ پشیمان ہوگا

لطف دیجائیگا کچھ شورِ تبسم مجکو
وہ ستمگار دمِ قتل جو خندان ہوگا

ہمنے کی تھی تجھے محبوب سمجھکر الفت
یہ نہ سمجھے تھے کہ تو جان کا خواہان ہوگا

چھوڑ جائین نہ کہین چاہنے والے تیرے
رحم کر رحم نہین دیکھہ پشیمان ہوگا

یہ نہ معلوم تہا غم بیٹھہ رہیگا دلمین
مین یہ سمجھا تہا کوئی روز کا مہمان ہوگا

خوب حسرت کا مزا تونے اٹہایا حسرت
اب بھی کمبخت تجھے چاہ کا ارمان ہوگا

میرے مرنے کا زمانے مین بہت غم ہوگا
گہر مین دشمن کے بھی برسون مرا ماتم ہوگا

زخم دیکھا مرے دل کا تو یہ عالم ہوگا
میرے بدلے دلِ جراح کا ماتم ہوگا

خوفِ دوزخ کسے باقی ہی جناب واعظ
کیا نہ محشر مین مرا دیدۂ پرنم ہوگا

خوگرِ جور نہ کس طرح بنائین دل کو
ظلم معلوم بھی ہوگا تو بہت کم ہوگا

کون کرتا ہے نصیحت کی برائی لیکن
تجکو سودا مری گفتار سے ہمدم ہوگا

عیش و آرام سے ہم خواب عدم مین ہونگے
شور و فریاد نہ اندوہ نہ ماتم ہوگا

دیکھہ برباد نہ کر مفت جوانی حسرت
پھر نہ اس طرح کا تجھپر کبھی عالم ہوگا

جب رہِ شوق مین وہ آکے مقابل ہوگا
مجھسے تو خضر بھی پیچھے کئی منزل ہوگا

کوئی ارمان جو نکلنے کے نہ قابل ہوگا
وہی کمبخت تو دل مین مرے داخل ہوگا

روزِ محشر جو نمایان ترا بسمل ہوگا
یہ پہن ہوگی کہ لاکھون ہی کا قاتل ہوگا

آئنہ دیکھے سے کچھہ اور نہ حاصل ہوگا
یہی ہوگا نہ ترے بس مین ترا دل ہوگا

شکوۂ غیر سے کچھہ اور نہ حاصل ہوگا
یہ گلہ حق مین مرے زہرِ ہلاہل ہوگا

فتنۂ حشر کی بے واسطہ شہرت کیسی
واقعی وہ تری رفتار کا مائل ہوگا

پارسائی تری کھل جائیگی زاہد مجھپر
وہ پریرو جو کبھی تیرے مقابل ہوگا

زندگی کے اسی امید مین دن کٹتے ہین
میرا دل ہی کبھی ارمان کے قابل ہوگا

باتون باتون ہی مین ٹالو نہ تمنا دلکی
بددعا نکلے گی محروم جو سائل ہوگا

بے حواسی مین بہلا زہر کی تدبیر ہو کیا
ہجر کی رات مین مرنا مجھے مشکل ہوگا

چیز اچھی ہو تو ہوتے ہین خریدار بہت
تمسے ملجائینگے لاکھون جو مرا دل ہوگا

ابھی کم سن ہے نہین تاب محبت تجکو
وہ بھی دن آئینگے تو بھی کسی قابل ہوگا

وصل ہے یا نہین قسمت کا نوشتہ پڑھ لون
اوسمین تحریر مرا حال مفصل ہوگا

کرتے ہین ماہِ شب چاردہم کی تعریف
حال کھل جائیگا جب تجھہ سے مقابل ہوگا

ساتھہ اعدا کے جو آیا وہ ستمگر حسرت

تو دمِ نزع بھی مرنا مجھے مشکل ہوگا

اوس ستمگار نے مقتل مین جو بسمل چھوڑا
مینے تا مرگ نہ پھر دامنِ قاتل چھوڑا

لاکھ تدبیر سے گو جان بچائی مینے
اوس ستمگار نے پر تجکو نہ اے دل چھوڑا

آشنائی اسے کہتے ہین محبت یہ ہے
دل نے پیکان نہ پیکان نے ہمارا دل چھوڑا

اور کیا حال کہون رہروی شوق کا مین
حضرتِ خضر کو پیچھے کئی منزل چھوڑا

بعد مدت کے ملی آرزو اور مجھ سے کہا
چین مجکو نہ ملا جب سے ترا دل چھوڑا

کوئی ایسا نہ دیکھا جو نتیجہ اس مین
ہوکے مایوس دعا نے لبِ سائل چھوڑا

ایک ہی ہاتھہ مین عاشق کا کیا کام تمام
سانس بھی مجھہ مین نہ باقی مری قاتل چھوڑا

منع کرتے رہے احباب تجھے پر حسرت
حیف صد حیف نہ تو نے درِ قاتل چھوڑا

سہل مین دل کے لگانیکو مرے جان سمجھا
ہای جو کام تھا دشوار وہ آسان سمجھا

بیخودی کا ہو برا ہاے کیا کیا مینے
دامنِ یار کو بھی اپنا گریبان سمجھا

لاغری سے یہ تماشا پسِ مردن دیکھا
گوشۂ قبر کو مین حشر کا میدان سمجھا

نہین جاتی جو مرے کلبۂ احزان سے کہین
کیا یہی تو نے ٹھکانا شبِ ہجران سمجھا

پای افگار کو لذت ہوئی حاصل کیا کیا
سیر ہر خار کو مین تیر کا پیکان سمجھا

مسکراتے ہوے قاتل کو جو دیکھا دمِ قتل
زخمِ دل شورِ تبسم کو نمکدان سمجھا

زاہد و بت سے بھی یکسان ہے نفرا اوسکو
وہ پریزاد نہ انسان کو انسان سمجھا

جزو سے مجکو ہوا کل کا تصور پیدا
قطرۂ اشک کو مین موجۂ طوفان سمجھا

لاکھہ تدبیر کرو چھوڑ کے جاتا ہی نہین
قدر کچھہ دل کی ہماری غمِ ہجران سمجھا

اس سمجھہ پر مجھے دعوی ہی فلاطونی کا
بحر کو بحر بیابان کو بیابان سمجھا

مفت برباد ہوئی جنس گرامی افسوس
عمر کی قدر نہ کچھہ حسرتِ نادان سمجھا

شکر غیرون سے احتراز ہوا
دوست دشمن مین امتیاز ہوا

قدر کرتی ہی تیرے کشتہ کی
موت کو بھی یہ امتیاز ہوا

زک اوٹھائی جو قیس و وامق نے
کیا ہی وحشی کو تیری ناز ہوا

دل مین میری ہوئی ہی غم کی جگہ
عیش و عشرت سے بے نیاز ہوا

حشر تک ہم جیے شبِ ہجران
رشتہ عمر کیا دراز ہوا

جان میری نہ کیون نکلجاتی
آپکا یہ بھی کوئی راز ہوا

ابتو مدت ہوئی کہ حسرت کو
مے کے پینے سے احتراز ہوا

مہربان جب وہ بدخصال ہوا
مجکو شکوہ سے انفعال ہوا

اب جنازہ پہ آئے ہو صاحب
خوب میرا تمہین خیال ہوا

دل کو حاصل یہ سرفرازی ہی
تیری ٹھوکر سے پایمال ہوا

تیری کوچہ مین وہ جو وحشی تھا
آج اوسکا بھی انتقال ہوا

اس بہانہ سے موت آنی تھی — نہوا وصل تو وصال ہوا
یہ تو فرماؤ کس کے باعث سے — شہرۂ حسن بے مثال ہوا
دل سے ارمان مٹ نہین سکتا — یہ بھی کیا آپ کا ملال ہوا
اون سے کہتا ہون مرگ دشمن کا — رنج دل کو مرے کمال ہوا

کسکا سودا ہوا ہے حسرت کو
دو ہی دن مین جو غیر حال ہوا

وصل سے اونکو اجتناب ہوا — دل یہان وقف اضطراب ہوا
کچھہ مری آہ مین اثر آیا — اونکو پیدا جو اضطراب ہوا
اوس ستمگر نے چاک کر ڈالا — خط مرا خوب لاجواب ہوا
کبھی رہتی تھین صحبتین کیسی — وہ زمانہ خیال و خواب ہوا
چشم میگون یہ کسکی یاد آئی — آج مین مست بے شراب ہوا
کیا غضب ہے کہ سوے دشمن ہی — دل مرا اونکے ہمرکاب ہوا
ابتو شوخی مین مل چلی تمکین — اونکو نام خدا شباب ہوا
مے کی حرمت کو کس طرح مانون — یہ بھی زاہد وضو کا آب ہوا
گر مجوشی وہان عدو سے ہوئی — یان کلیجہ مرا کباب ہوا
ٹال دی بات گالیان دیکر — عرض مطلب کا یہ جواب ہوا
رشک نے کام یان تمام کیا — وصل سے غیر کامیاب ہوا

جب کیا عرضِ مدعا اوں نے
چُپ رہو بس یہی جواب ہوا

نہیں سنتے ہو حرفِ مطلب کیوں
کیا گلستاں کا یہ ہی باب ہوا

حشر مین دیکھیے گا حسرت کو
وہ ہزارون مین انتخاب ہوا

شام سے وہ مئے مُنوش ہم آغوش رہا
صبح تک فرطِ خوشی سے نہ مجھے ہوش رہا

دل مرا یاں غم و افسوس کا ہمدوش رہا
غیر کے ساتھہ وہان وعدہ فراموش رہا

وصل کی شب وہ پریزاد جو روپوش رہا
بیخودی یہ ہوئی مجکو کہ نہ کچھہ ہوش رہا

ہوش آئے تو کرے خون کا دعوی کوئی
کشتۂ تیغِ ادا حشر مین بے ہوش رہا

کر دیا عشق کے آزار نے کیسا کمزور
نہ وہ صورت رہی اپنی نہ وہ توش رہا

حیف صد حیف کہ فریاد بھی میری نہ سُنی
وقف دشمن کی تو باتون مین ترا گوش رہا

بات کرتی ہے مجھے مشکل ہے شکایت کسکی
حشر مین گریہ میرا لبِ خاموش رہا

صبح تک ہجر مین ہم رات کو بیتاب رہے
ساتھہ سویا بھی ستمگار تو کروٹ لیکر

غیر کی بزم مین وہ وعدہ فراموش رہا
وصل کی رات بھی خالی مرا آغوش رہا

ہجر مین گرچہ قیامت کا زمانہ گذرا
شکر یہ ہے تری احسان سے سبکدوش رہا

تو نے محفل مین ہزارون کو پلائی ساقی
ایک محروم رہا تو یہ بلا نوش رہا

خاک ہو وصل کی ایسے سے توقع مجکو
جو ستمگر مری تصویر سے روپوش رہا

ہائے کیا طالبِ بیداد جفا کو ترسے
خانۂ غیر مین وہ کل سے ستم کوش رہا

مجمعِ حشر مین کی میرے گنہکی پرسش
تیرا احسان نہ کچھہ ربطِ خطا پوش رہا

لذتِ وصل ملی وصل کی شب بھی مجھے
رات بھر جلوۂ دیدار سے بے ہوش رہا

کر دیا گردشِ ایام نے مردہ حسرت
نہ وہ دل اور نہ وہ دل مین مرے جوش رہا

یون رات مصیبت کی یہ ٹل جای تو اچھا
فرقت مین یہ دم آج نکل جای تو اچھا

منظور اوسے رشک سے ہی دل کا جلانا
پہلے ہی جلانے سے یہ جل جای تو اچھا

اس کاہش پنہان سی تو خون ہو کے مرا دل
ہمراہ جو اشکون کے نکل جائے تو اچھا

تکلیف مری دیکھہ کے کہتے ہین یہ دشمن
دم اس کا کہین آج نکل جائے تو اچھا

رہنے نہین دیتی ہی کہین خانہ خرابی
وہ بھی مجھے کہتی ہی نکل جائے تو اچھا

حسرت ہی کہ وہ ذبح کری ہاتھہ سی اپنے
یہ بھی مرا ارمان نکل جائے تو اچھا

دشمن سے بھی بیزار ہوای کاش وہ ظالم
حسرت کی طرح وہ بھی نکل جائے تو اچھا

کب انجمنِ نازمین جلسہ نہین ہوتا
ہوتے ہین سبھی پر یہی بندا نہین ہوتا

بچتے نہین دنیا مین کبھی ظلم سے عاشق
پر مجھہ سا جو گذرا کہین ایسا نہین ہوتا

کس روز تری جان یہ آفت نہین آتی
کس روز تری کوچے مین جانا نہین ہوتا

ظالم نے کیا قتل جو پیغام رسان کو
دستور کسی ملک مین ایسا نہین ہوتا

ملتی نہین افسوس مجھے داد ستم کی
کیا حشر تری کوچے مین برپا نہین ہوتا

باقی زہا حیف کوئی طالب بیداد
اب اونپہ جفاؤنکا تقاضا نہین ہوتا

دل لیتے ہو اور بوسہ سے انکار ہی تمکو
اس جنس کا اس طور سے سودا نہین ہوتا

فرصت نہین ہوتی جو مرون زہری کہاکر
مرنا بھی اگر چاہون تو مرنا نہین ہوتا

موجود نہو جب تو بہت ہوتے ہین خواہان
دل ہو تو کوئی مانگنے والا نہین ہوتا

صد حیف کہ اس کا کبھی تقوی نہین جاتا
حسرت ہی کہ اوس زلف کا سودا نہین ہوتا

فاتحہ پڑہنے کو آیا بت پُر فن اپنا
عشق نے جذب دکہایا پس مردن اپنا

مرتبہ ایسا بڑہا ہی پس مردن اپنا
ہے غشر تہ نمین بپا عرش پہ شیون اپنا

کسطرح چاک ہمارا نہ گریبان ہوتا
اوس نے رکہا تہا رخ غیر پہ دامن اپنا

اونکو ملتی ہی نہین بزم عدو سی فرصت
کام آتا ہی نہین نالہ و شیون اپنا

کر دیا تنگ زمانہ نے بہانتک ہمکو
دوست تو دوست ہی ملتا نہین دشمن اپنا

صاف کر کے مرا دیوان جناب افسوس
نام دنیا مین کیا آپنے روشن اپنا

یاد آتا نہین نسیان کا برا ہو مجکو
پوچہتے ہین وہ بتاؤ مجھے مسکن اپنا

کام کس روز مرے آئیگا اے دست ہوس
لے وہ جاتے ہین بچائے ہوئے دامن اپنا

کعبہ و دیر مین ہی دہوم پڑی حسرت کی
شیخ اپنا اوسے کہتا ہی برہمن اپنا

کیون فتنہ خیز اب نہین قامت کو کیا ہوا
دیکہین تو آپ آئنہ صورت کو کیا ہوا

وہ تیر یان کہان گئین جو دت کو کیا ہوا
کیا جانے ہای میری طبیعت کو کیا ہوا

اوٹھتے نہین وہ بزم عدو سے غنا فغان
آتی نہین ہے ہای قیامت کو کیا ہوا

مہمانی رقیب مین کیا صرف کر چکے
آنکھون مین اب نہین ہے مروت کو کیا ہوا

آتے ہین وہ بھی دن کہ کہو گے تمام اس طرح
ملتی نہین جہان مین محبت کو کیا ہوا

کیا آسمان مین اس کا ٹھکانا نہین رہا
اس دل مین کیون رہی ہے کدورت کو کیا ہوا

روز جزا بھی تا بزبان آ کے رہ گئی
دل مین بھری ہوئی ہے شکایت کو کیا ہوا

انداز لطف غیر سے ہین کیون خلاف وضع
او بے وفا بتا تری عادت کو کیا ہوا

ملنا ہے اب نہین نہین منظور یہہ کہو
فرصت بھی ہو ہی جاتی ہے رخصت کو کیا ہوا

کس فتنہ جو کی یاد پس مرگ آ گئی
لرزان شال بید ہے تربت کو کیا ہوا

ای ساکنان کوچۂ دلدار کیا کہون
آشفتہ حال وادی الفت کو کیا ہوا

مجھہ سخت جان پہ تیغ ہو اس خو سے روان
ای دست یار تیری نزاکت کو کیا ہوا

خنجر بکف وہ آج ہین ملت مین کوئی
ان طالبان مرگ شہادت کو کیا ہوا

کیون دل سے دور ہو گئے بیوجہ بے سبب
تاب و توان و راحت و طاقت کو کیا ہوا

پوچھے جو مجھ سے کوئی تو اوسکا جواب دون
کہتا ہے ایک ایک سے حسرت کو کیا ہوا

فاتحہ کو مرے کیون وہ ستم ایجاد آیا
ظلم باقی کوئی چھوڑا تھا جو یاد آیا

کل جنازہ جو مرا اوسکی گلی سے نکلا
گھر سے روتا ہوا باہر ستم ایجاد آیا

اوسکو مینے نہ اکیلا کبھی دم بھر پایا
کوئی بھی گر نہ ہوا ساتھہ تو ہمزاد آیا

کیون مری قبر پہ مجمع ہی آلہی کیا ہی
فاتحہ پڑہنے کو کیا وہ ستم ایجاد آیا

کیا وہ کمبخت مرے عشق کو سودا سمجھا
فصد لینے کے لئے آج جو فصاد آیا

پھر تقاضا طلب دل کا کیا ہی کس نے
آج اپنا دل گم گشتہ مجھے یاد آیا

سوی صحرا کبھی وحشت مین جو پہنچا حسرت
قیس چلاّکے یہ بولا مرا اوستاد آیا

رات جو یار سے بے نقاب آیا
شرم سے ماہ کو حجاب آیا

پا ہی نازک پہ آبلے ہی پڑے
زیر پا اونکے گر حباب آیا

دیدہ و دل کی آرزو نکلی
وہ مرے گھر مین بے نقاب آیا

شرم کس کی حجاب اب کیسا
بزم مین شیشۂ شراب آیا

منہ چہپاتا ہی دونون ہاتھون سے
وصل مین بھی اوسے حجاب آیا

حیف ہی دوست ہوگئی دشمن
کیا زمانے مین انقلاب آیا

جذبۂ دل کی ہوگئی تاثیر
کہ وہ دوڑا ہوا شتاب آیا

ذہن واعظ کا کھل گیا کیسا
آج پیکر کہین شراب آیا

نیند اے غافلو کہانتک اب
دن چڑہا سر پہ آفتاب آیا

غیر کے گھر مین وہ رہا جاکر
برج عقرب مین ماہتاب آیا

صورت وصل کیا بنے حسرت

غیر بھی اوسکے ہمرکاب آیا

یہ میرے دلپہ داغ ہی چسرخ کبود کا
سامان ہی روے یار پہ خط کے نمود کا

آتا ہی اوسکو اسکے جلانے مین کیون مزا
سینہ مین میرے دل ہی کہ ٹکڑا ہی عود کا

ملتا نہین ہی جلنے سے اوسکو کبھی فراغ
ہی شمع بزم یا کہ یہ دل ہے حسود کا

کرتے ہین خوب اپنے شہیدون کی آپ قدر
یہ کہہ ذکر فاتحہ کا نہ چرچا درود کا

لو خود بخود ہوا وہ نہین دشمن ہی اجتناب
احسان ہی میرے حال پہ رب ودود کا

اک بوسہ کے عوض مرے دو آپ لیجئے
اک اصل کا وصول ہو تو ایک سود کا

آیا ہی بے ثباتی دنیا مین ایک رنگ
دیکھا ہی مسلہ جو تری ہست و بود کا

افسوس تیرے عشق نے اوسکو مٹا دیا
حسرت بھی ایک شخص تھا سو ہین نمود کا

زندگی تلخ ہوئی عشق بتان مین کیا کیا
آفتین ہمنے سہین آکے جہان مین کیا کیا

زخم دل پر جو کیا خندۂ پنہان تم نے
لذتین آئین مجھے درد نہان مین کیا کیا

مفت دل لیکے بھی ہوتی نہین پوری تسکین
بحث رہتی ہی اوسے سود و زیان مین کیا کیا

کوئی ملتا نہین اس حال کا سننے والا
دلمین کیا کیا ہی بھرا اور زبان مین کیا کیا

یہ غنیمت ہی کہ ہو فتنۂ محشر ہی بپا
ہی خدا جانے بھرا آہ و فغان مین کیا کیا

دو ہی باتین تو نہین جو مین سناؤن تمکو
اور پہلو بھی ہین اس راز نہان مین کیا کیا

گالیان دیکے جو منہ پھیر لیا کرتا ہے
لطف آتا ہی مجھے تیرے بیان مین کیا کیا

دل کی ہستی بھی ہوئی تیری کمر کے مانند
بے نشانی کا اثر بھی ہے نشان مین کیا کیا

کچھ اسی پر نہین موقوف کہ مرد ہی جیئین
اور اعجاز بھی ہین تیری زبان مین کیا کیا

دل کو جب سے کسی کافر نے لیا ہے حسرت
فرق آیا ہے مری تاب و توان مین کیا کیا

پاؤن مین گر باندھ کے ٹکڑا دل پامال کا
شور ہو محشر مین کیا کیا پھر تو تیری چال کا

آگیا دل مین تصور جب سے تیری چال کا
نقش کندہ ہوگیا دل پر مرے زلزال کا

بڑھگیا شوق اسیری اس کی ہی آواز سے
طوق گردن ہوگیا حلقہ تری خلخال کا

دوست دشمن بن گئے ہین انقلاب چرخ سے
پوچھنے والا نہین اب کوئی میرے حال کا

فیض پاؤگے تو نسے کچھ نہ کچھ کہتا تھا وہ
زائچہ دیکھا نجومی نے جو اپکے سال کا

عشق کرنا مہ جبینون سے کہین آسان ہے کیا
بھاؤ تو پوچھ آئے پہلے کوئی آٹے دال کا

خوب واقف ہین نہین ہے حرف نیکی نام کو
دیکھلو دفتر ہمارے کاتب اعمال کا

عشق پیدا ہو جو ایسے راہزن سے کیا بنے
پہلے گاہک جان کا ہو پیچھے گاہک مال کا

سنگ اسود آپ بوسے لے وہ جذب حسن ہے
آئنہ کعبہ مین رکھدین گر تری تمثال کا

خط تڑپتا جائیگا بے قاصد و بے نامہ بر
گر لکھا حسرت نے پرچہ کوئی دل کے حال کا

تیرے آگے تو نہ اعجاز کو چلتے دیکھا
دم مسیحا کا مری جان نکلتے دیکھا

دشمنون کا نہین شکوہ کہ تری الفت مین
دوستونکو انہین آنکھون سے بدلتے دیکھا

سیکڑون یونتو مسیحا نے جلائے مردے
کوئی بیمارِ محبت نہ سنبھلتے دیکھا

سحر برحق ہی مگر اوبتِ کافر ہمنے
کوئی جادو نہ تری آنکھ پہ چلتے دیکھا

لوگ سیماب سمجھتے تھے مگر ابتو کبھی
دلِ بیمار کو کروٹ نہ بدلتے دیکھا

دیکھہ لی طاعتِ دوشینہ جنابِ زاہد
آج میخانہ سے حضرت کو نکلتے دیکھا

دہر مین نقشِ وفا صورتِ عنقا سمجھو
عاشقون کو کفِ افسوس ہی ملتے دیکھا

دل لگاکر نہ ملا یارِ محبت ہم کو
یہ شجر وہ ہی کہ جسکو نہین پھلتے دیکھا

آگئی پھر کسی کافر پہ طبیعت حسرت
پھر کسی کوچہ سے حضرت کو نکلتے دیکھا

کیون مرے قتل ہی انکار یہ کیا
سامنے رکھی ہی تلوار یہ کیا

دل مین آنا تو نظر سے چھپکر
آپکی طرز ہی دلدار یہ کیا

ہوگیا آنکھہ سے تیری ملکر
دلِ بیمار بھی بیمار یہ کیا

آہی جاتی ہی طبیعت تجھہ پر
ہوگیا ہی مجھے آزار یہ کیا

دیکھہ تو دل کو ذرا تیرِ فگن
جاگزین ہی ترا سوفار یہ کیا

مجکو ہی خواہشِ دیدار یہ کیون
وہ مری شکل سے بیزار یہ کیا

آئے تھے بہرِ عیادت تمتو
لیچلے ہو دلِ بیمار یہ کیا

بے مزہ تو دہنِ زخم نہین
مُنہ لگاتا نہین سوفار یہ کیا

کیا کسی کی ہی تمنا حسرت

ہوگئے جان سے بیزار یہ کیا

چرخ اپنا ہی نہ ہی دوست ستمگر اپنا
دیکھین کس طرح سے ٹھہری دل مضطر اپنا

روز محشر تری بیداد ہی ہونگے لاکھون
اپنے ہاتھون مین لئے خون کا محضر اپنا

کعبہ و دیر ہوی شیخ و برہمن کے سپرد
ہم بھی دیکھہ آئین ٹھکانا کہین چلکر اپنا

دیکھنا رہروی شوق کہ ہر گام پہ آج
پوچھنے راہ لگا ہمسے ہی رہبر اپنا

آسمان گرتا ہی یا کوہ و زمین ہلتے ہین
کیا کرے دیکھیے یارب دل مضطر اپنا

بے بلائے مری وہ آپ چلے آئین یہان
آج ایسا کوئی نالہ ہو موثر اپنا

امتحان کل ہی مری سختی جانکاہ قاتل
سان پر آج لگا لیجیو خنجر اپنا

آرزو شوق شہادت کی نکلجائی کہین
چاٹ لے خون تری تیغ ستمگر اپنا

جا چکے سوی عدم اپنے پرائے لاکھون
کسکے ہمراہ ہو کل دیکھیے محشر اپنا

تمنو ہر بات پہ کہتے ہو کہ کیا بکتا ہے
حال پھر کس سے کہے حسرت مضطر اپنا

الٰہی خاک بچے جسم ناتوان اپنا
زمین نہ دوست ہی اپنی نہ آسمان اپنا

نہ اونکو غیر سے نفرت نہ ہمکو اون سے حجاب
غلط گمان ہی اون کا غلط گمان اپنا

یہ انقلاب خدا تجھسے ای فلک سمجھے
عدو کا دوست ہوا تھا جو مہربان اپنا

حریم کعبۂ مقصود مین بہت ڈھونڈا
تمام عمر نہ پایا کبھی نشان اپنا

مری زبان پہ رکھی ہی بات مطلب کی
کہین رقیب نہ ہوجائے رازدان اپنا

برا ہو سادہ دلی کا کہ وصل کی شب بھی
اونہین خیال عدو کا ہمین گمان اپنا

رہے نہ قابلِ پرواز بال و پر حسرت
قفس سے چھٹ کے رہا دور آشیان اپنا

لطف کیا پوچھتے ہو تم شبِ تنہائی کا
ناز رہتا ہی مجھے اپنی بھی یکتائی کا

دیدۂ و دل نے تو رکھا نہین پردہ باقی
پاس تجکو ہی خدایا مری رسوائی کا

زلف ہوتی تو سہر کرتی ترے چہرہ سے کبھی
چھا گیا بختِ سیہ کیا کسی سودائی کا

ہتھکنڈے آپنے تو بدلے نہین جاتے تمسے
نام بدنام کرو پھر مری رسوائی کا

لیچلے کھینچ کے اب جانبِ زندان مجکو
یہ نتیجہ ہے مری بادیہ پیمائی کا

حور و غلمان و ملائک کو تعجب آیا
خلد مین ذکر جو چھیڑا تیری رعنائی کا

طرزِ رفتار تری دیکھہ کے او فتنۂ خرام
حوصلہ پست ہوا گنبدِ مینائی کا

اب بھی کچھہ یاد وہ باتین ہین مریجان تمہین
نام حسرت بھی کبھی تھا کسی شیدائی کا

ہوا آخر بتِ پرفن کسی کا
فلک ہونے لگا دشمن کسی کا

وہ شرمائی ہوئین آنکھین کسیکی
وہ گدرایا ہوا جوبن کسی کا

کسی سے کوئی رہتا ہی گریزان
کسی کے دل مین ہی مسکن کسی کا

نگاہین صاف کہتی ہین کسیکی
کریگی خون یہ چتون کسی کا

تسلی کی رہی بہر خاک امید
چھٹا جب ہاتھہ سے دامان کسی کا

تمنا ہی محشر مین یارب ہمارا ہاتھ ہو دامن کسی کا
ملی شوخی مین اونکی اضطرابی اثر کچھ کر چلا شیون کسی کا
ہمارے زخم دل ہنستے ہین اسپر کہ مُنہ چومے گی اب سوسن کسی کا
کسی کی تاک مین رہتا ہی کوئی کسیکو وقف ہی جوبن کسی کا
ہوئی دستِ ہوس کی یہ درازی گریبان بن گیا دامن کسی کا

تسلی ہو چلی کچھ دل کو حسرت
مزا دینے لگا جوبن کسی کا

امتحان کر چکے ہین ہم سب کا یہ زمانہ ہی اپنے مطلب کا
اب ہی امید و یاس کیون ہمکو دل تو مرحوم ہو چکا کب کا
لبِ اظہار کو سزا دیجے آشنا تھا یہ حرفِ مطلب کا
فرطِ شادی مین غم نہین بھولا یاد ہی مجکو نعرہ یارب کا
شبِ دیجورِ ہجر مین نہ ہوا آسمان پر طلوع کوکب کا
ہونٹھ چاٹا کرین نہ کیونکر ہم یاد آتا ہی چوسنا لب کا
وہمِ خوف و رعایت سے ہای وہ جاگنا تراشب کا
وہ گلے سے لپٹ کے سو رہنا یہ بھی انداز تھا کسی شب کا
بوسہ دینا نہ شرم و شوخی سے اور چھپانا وہ ہاتھ سے لب کا

عشقِ کامل پہ نازی ہی حسرت

تو ہی اوستاد ہو گیا سب کا

شکر لازم ہی اس عنایت کا
وصل مین کام کیا شکایت کا

جلوہ دیکھا تمہاری قامت کا
کون سنکر رہا قیامت کا

خط مرا پاس غیر کے بھیجا
لکھا پورا ہوا ہے قسمت کا

غیر سے کب بھلا یہ ممکن ہی
جان دینا ہے کام ہمت کا

امتحان آج بزم مین کر لے
کون عاشق ہی تیری صورت کا

دو قدم جب چلے وہ محفل مین
فتنہ برپا ہوا قیامت کا

وصل کی آرزو کہان باقی
دل تو خوگر ہوا ہی فرقت کا

غم کے حالات کوئی کیا جانے
آشنا ہی قدیم مدت کا

اونکے آتے ہی اپنی ہونٹونپر
حرف آتا نہین شکایت کا

کوئی پوچھے تمہاری کشتون سے
نام اک مرگ بھی ہی راحت کا

اب وہ پہلو مین آکے بیٹھے ہین
کوئی پہلو نہین شکایت کا

ہجر مین یہ بھی ہو نہین سکتا
زہر کھانا ہی کام فرصت کا

نالۂ دل ذرا ٹھہر جانا
وقت ہی اونکے خواب راحت کا

یہ بھی اک شان کبریائی ہے
آپ دعوی کرین محبت کا

کوئی اتنا تو سوچ لے دل مین
کوئی ساتھی نہین ہی قسمت کا

بے نشانی بتائے دیتی ہی
یہ نشان ہی ہماری تربت کا

دیکھیے یہ ستم غریبون پر
خوف کیجے ذرا قیامت کا

بیکسی تو ہی کچھہ بتا جا کر
وہ پتا پوچھتے ہین تربت کا

جان دیتا ہی حور پر زاہد
کیا ٹھکانا ہی تیری نیت کا

کوئی امید اب نہین باقی
ولولہ مٹ گیا طبیعت کا

منہ مین پانی بھر آئے زاہد کے
ذکر ہو گر شراب جنت کا

ایک ٹھوکر مین آج تو تمنے
فیصلہ کر دیا قیامت کا

نام اچھونکا اب بھی باقی ہی
گو نہین ہی نشان تربت کا

دو ہی دن مین بھلا دیا تمنے
یاد رکھنا نہ لطف صحبت کا

آپکی کیا بھلا شکایت ہے
یہ نوشتہ تھا میری قسمت کا

آپکو کام گو نہین مجھہ سے
سلسلہ رکھیے خط کتابت کا

کون گردن جھکائے بیٹھا ہی
کون پتلا بنا ندامت کا

کہہ رہی ہی مری گنہگاری
ہی یہ امید وار رحمت کا

اوس نے بسمل ہی آج ہی چھوڑا
دل مین ارمان ہا شہادت کا

مٹ گئے اور ولولے سارے
اک سہارا رہا ہی وحشت کا

خاک لکھیے غزل کوئی حسرت
وقت ملتا نہین ہے فرصت کا

جھوٹ سچ مین فرق ہی دن رات کا
پاس اچھونکو ہے اپنی بات کا

مشغلہ ہی غیر سے دن رات کا
پاس رکھیے آپ اپنی بات کا

بیکسی مین کوئی بھی ساتھی نہین
ہی بھروسہ اک خدا کی ذات کا

ہجر کی شب کسقدر آتا ہی یاد
وصل مین ہونا وہ پچھلی رات کا

دیکھیے کہتے ہون اب توبہ شکن
سر پہ موسم آگیا برسات کا

ہان مدد ای دستِ قاتل آکر اور
مجھ مین دم باقی نہین اک بات کا

تم مری گھر مین اگر آؤ کبھی
دن سے بہتر ہو عالم رات کا

جی مین ہی بھجین اونہین لختِ جگر
سلسلہ جاری رہی سوغات کا

حسنِ یوسف پر جسے کچھ ناز ہو
دیکھ لے نقشہ وہ تیری گات کا

دیکھنا وہ نام سے واقف نہین
ساتھ رہتا تھا کبھی دن رات کا

وہ ہوے برہم عدو کے نام سے
بند ہگیا طوفان فراسی بات کا

وہ ہون پہلو مین تو حسرت کو ملے
لطف کچھ دن کا مزا کچھ رات کا

اور تو کچھ نہین ملتا ہے ٹھکانا اونکا
ہان مگر ہی دلِ مشتاق مین جلوا اونکا

داد ملنے کی نہین کوئی تمنا ہمکو
داورِ حشر ڈھکا رہنے دے پردا اونکا

وا رخجر کا کچھ ایسا نہ پڑا تھا کاری
ناتوانی نے مری رکھا ہے پردا اونکا

وہ جو ہین پردہ نشین کاش یو ہین ہو جائے
پردہ در ہو مری آنکھ کا پردا اونکا

یہی باعث ہی جو آنکھون سے نہان رہتے ہین
دل مین رہتا ہی سوا آنکھ سے پردا اونکا

نہ وہ صورت نہ وہ انداز نہ وہ بات نہ گات
ابتو کچھ آنکھ مین جچتا نہین نقشا اونکا

لطف تو جب ہے کہ تم سے مرے احباب کہین
تم کیے جاتے ہو کیون خون تمنا اونکا

دل کو جسکے ہو لگی وہ ہی بتا سکتا ہے
چشم مشتاق سے پوچھے کوئی جلوا اونکا

لطف تو یہ ہے کہ سُن سُنکے مرے جاتے ہین
آجتک ہمنے تو دیکھا نہین جلوا اونکا

ابتو ہی نام خدا شوق جیسا کا یا تک
آئنہ دیکھنے پاتا نہین جلوا اونکا

حضرت داغ کا بھی دم ہے غنیمت حسرت
اس زمانے مین تو ثانی نہین پیدا اونکا

میرے ملنے سے یہ کچھ ہو گیا شہرا اونکا
ابتو مشتاق ہوا سارا زمانا اونکا

اسی باعث سے تو ہم چھیڑتے ہین محشر مین
دیکھنا ہو جسے دیکھے وہ تماشا اونکا

پاس جبتک نہو یہ چین نہ آئے اونکو
دل بیمار بنے کاش مسیحا اونکا

ہجر مین بھی وہی صورت نظر آتی ہے مجھے
میری آنکھون مین سمایا ہے یہ جلوا اونکا

ہر جگہہ ڈھونڈھنے والے کو وہ ملجاتے ہین
دیر اونکا حرم اونکا ہے کلیسا اونکا

عشقبازی کے لئے دیدۂ بینا ہی ضرور
دیکھہ سکتی نہین ہر آنکھ تماشا اونکا

داغ لگجانے سے ہوجاتی ہے تصویر خراب
رنگ دشمن نے کیا بزم مین پھیکا اونکا

پھر تو پورا ہو مرا دور محشر انصاف
میری صورت سے بدل جائے جو نقشا اونکا

اور ہوتا ہے فزون شوق طلبگارون کو
قہر ڈھاتا ہے لب بام پہ پردا اونکا

وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غزل کو سنکر

کیون نہون ہمنے کہین نام سنا تھا اونکا

جدا اک دم خیال یار جی سے ہو نہین سکتا
یہ غم سی ہو نہین سکتا خوشی سی ہو نہین سکتا

مقدر جب برا ہو کچھہ کسی سے ہو نہین سکتا
مثل سچ ہے کہ کچھہ بھی آدمی سے ہو نہین سکتا

قضا جب آگئی پھر کچھہ کسی سی ہو نہین سکتا
یہی وہ وقت ہے کچھہ آدمی سے ہو نہین سکتا

پریشان ہو گیا دیکھا جو اونکو سو گوارون مین
عدو کا بھی تو ماتم اب خوشی سی ہو نہین سکتا

مری ناکامیان دیکھو کہ میرا قتل بھی ابتو
جو تجھہ سے ہو نہین سکتا کسی سی ہو نہین سکتا

شب ہجران مین کہنا نزع کا آسان ہے لیکن
مگر یہ بھی تو ممکن بے خودی سی ہو نہین سکتا

خدا کے ہاتھہ مین سب ذلت و عزت ہے انسانکی
جو وہ ہو مہربان تو کچھہ کسی سے ہو نہین سکتا

بھروسا چاہیے انسانکو شان رحیمی پر
نہین تو کچھہ کسیکی بندگی سے ہو نہین سکتا

ہمین کو چاہیے کرنا ہمین جو کام کرنا ہے
کسی کا کام یہ سچ ہے کسی سے ہو نہین سکتا

نہ مرنے ہی کے قابل ہون نہ جینے ہی کے قابل ہون
یہ آفت ہے کہ کچھہ بھی بے بسی سے ہو نہین سکتا

تمہارے ہاتھہ مرنا ہے تمہارے ہاتھہ جینا ہے
مرا جو کام ہو میری خوشی سے ہو نہین سکتا

ہماری جان جاتی ہے نہین اغماض ہوتا ہے
کسی کا قتل کیا اس بے رخی سے ہو نہین سکتا

وہی تم ہو کہ کچھہ بھی ناز کی سے کر نہین سکتے
وہی مین ہون کہ کچھہ بیطاقتی سے ہو نہین سکتا

کہان کے نامہ بر احباب کیسے ہمنشین کس کے
بیان درد فرقت خود مجھی سے ہو نہین سکتا

ازل مین مبتلا جو ہو گئے عشق حقیقی کے
اونہین پھیرے یہ حسن عارضی سے ہو نہین سکتا

یہی وہ جنس ہے انسان جو مشکل سے دیتا ہے
متاع دل کا سودا دل لگی سے ہو نہین سکتا

خدا کی شان ہی ایسی زمانے کی ہو بدلی
کہ کوئی کام ابتو راستی سے ہو نہین سکتا

خدا کی مہربانی ہو پیمبر کی شفاعت ہو
قیامت مین بھی پھر تو کچھ کسی سی ہو نہین سکتا

یہ جینا کوئی جینا ہی کہ جس سے موت اچھی ہو
ہمین کچھ لطف حاصل زندگی سی ہو نہین سکتا

وہ محبوبِ زلیخا آپ محبوبِ الٰہی ہین
تقابل کچھ بھی حسن یوسفی سی ہو نہین سکتا

ہمین وہ قتل ہی ای کاش اپنے ہاتھ سی کرتے
مگر یہ بھی تو عذرِ ناز کی سے ہو نہین سکتا

نہ مرنا ہی طریقے کا نہ جینا ہی سلیقے کا
تہی دستی مین کچھ بھی آدمی سی ہو نہین سکتا

عدو کو چھوڑ دین وہ یہ خوشی سی کر نہین سکتے
مین اونکو چھوڑ دون یہ خود بھی سی ہو نہین سکتا

بناوٹ تو بناوٹ ہی تمہین حاجت ہی کیا اسکی
قیامت کا سمان کیا سادگی سی ہو نہین سکتا

محبت جب کسی سی ہو گئی پھر چپ نہین سکتی
اوسی پنہان کرے یہ آدمی سے ہو نہین سکتا

کبھی صدمہ نہ بھکتا ہو نہ جس نے چوٹ کھائی ہو
اوسے کچھ لطف حاصل عاشقی سی ہو نہین سکتا

ضرورت وہ بری شی ہی کہ کچھ بھی بن نہین پڑتی
اسے ٹالے یہ ممکن آدمی سے ہو نہین سکتا

قیامت یہ ہوئی ہی دشمنی تو کر نہین سکتے
اور ادن سے وصل ممکن دوستی سے ہو نہین سکتا

نہ دنیا اوسکی اچھی ہی نہ عقبیٰ اوسکی اچھی ہی
جہانمین کام کوئی بے زری سی ہو نہین سکتا

متاع دل جو رکھتے تھے اوسی کو ہم لٹا بیٹھے
کرین کیا اب تو کچھ بھی مفلسی سی ہو نہین سکتا

فقط باقی رہا ہی ایک حسرت اس زمانے مین
کوئی واقف رموز عاشقی سی ہو نہین سکتا

مقدر کا شکوہ کیا ہی کسی کا
زمانا ہمیشہ رہا ہی کسی کا

ہماری وفاؤن پہ کرنا جفائین
زبانزد یہ قصہ ہوا ہے کسی کا

سبب کیا اونہین نیند آتی نہین ہے
مگر آج نالہ رسا ہے کسی کا

سمجھ رکھیہ دل صاف دیکھا ہے تجکو
ہوا تہانہ وہ آشنا ہے کسی کا

دیا ہمنے دل اوسکو ناصح تجھے کیا
اجارا بھلا اس مین کیا ہے کسی کا

یہی کہہ رہی ہین نگاہین کسیکی
کہ آنکھون مین نقشہ جما ہے کسی کا

لڑی ہین جو رک رک کے آنکھین کسیکی
جگر ٹکڑی ٹکڑی ہوا ہے کسی کا

مٹاتی تو ہو دلکو پر یہ بھی سنلو
کہ برسون یہی گھر رہا ہے کسی کا

ادہر آجو منظور مشق جفا ہے
ستم ہمنے برسون سہا ہے کسی کا

جو مشتاق ہون دید کے جلد آئین
کہ اب رخ سے پردا اوٹھا ہے کسی کا

تمہاری یہ باتون سے کہلتا ہے حسرت
کہ تمکو بھی سودا ہوا ہے کسی کا

فتنۂ حشر کی صورت نہ خراماں ہونا
شعلۂ طور سر گور غریباں ہونا

صورت چشم مرا نقش قدم دشت مین ہے
لازم آیا سر ہر خار کا مژگان ہونا

اب تو تم مین بھی ہوتا نہین آنا اون کا
ناامیدی کو میسر نہین ارمان ہونا

اس ترحم کے تصدق یہ تماشا کیا ہے
آپ آکر مری بالین پہ پشیمان ہونا

زلف آشفتہ و گیسوی پریوش بنتا
دل کو منظور تہا گر یون ہی پریشان ہونا

آرزوی دل بیتاب کا بر آنا تہا
تیر کا سینۂ بسمل مین پراشان ہونا

وصفِ گل چہرہ مین کاغذ پہ قلم کا چلنا
سرو کا صحنِ چمن مین ہی خرامان ہونا

جان دینے سے تسلّی دلِ مضطر ہوگی
زہر کھانا ہی ترے کام کا آسان ہونا

چاندنی ہے دلِ زخمی کے لئے ای ظالم
جلوہ افروز سرِ بزمِ رقیبان ہونا

دل لگا کر کسی بیرحم سے ہی فرض ہمین
مبتلای غمِ مایوسی و حرمان ہونا

امتحانِ خنجرِ قاتل کا بگڑنا افسوس
اور میرا وہ دمِ ذبح گران جان ہونا

رخ خجالت سے قیامت مین چھپانا تیرا
اور مرا روزِ جزا دست بدامان ہونا

باہر آتے ہی ترے تیرِ نگہ کا ظالم
میری کوتاہیِ قسمت سی ہے مژگان ہونا

بے حواسی کا برا ہو یہ تغافل کیا ہے
چاک ہاتھون سے مرے دامنِ جانان ہونا

جان دینے کی تمنا بھی سہی پر مجھکو
کب ہے منظورِ نظر غیر کا شادان ہونا

تو تو ہے حورِ لقا گھر ہی ترا خلدِ برین
تیرے دربان کو آتا نہین رضوان ہونا

آمدِ فصلِ بہاری کی خبر دیتا ہے
ابر کا چرخ پہ آہستہ خرامان ہونا

پرسشِ خاطرِ وحشی کو وہ آنا انکا
میرے ویرانہ کا جلوی سی پرستان ہونا

کچھ اسی ڈھب کے سُنا اور بھی حسرتؔ اشعار
تاکہ ظاہر ہو ترا آج سخندان ہونا

بادہ کا عالمِ مستی مین نمایان ہونا
قطرۂ آب کا ہے مایۂ حیوان ہونا

تیری رفتار سے ممکن ہی پہ سامان ہونا
حشر کے بعد بھی اک حشر نمایان ہونا

واسطے چشمِ جراحت کے ہی مژگان ہونا
دلِ بسمل مین تری تیر کا پیکان ہونا

آتش افروختۂ داغ سے سوزان ہونا
دلِ مضطر کو ہوا سروِ چراغان ہونا

دستِ نازک سے تری خونِ شہیدان ہونا
عرصۂ حشر مین ہی مہر بعنوان ہونا

تیرے قبضہ مین ہی جب زندہ و بیجان ہونا
ہم سے ممکن ہی نہین توبہ و عصیان ہونا

چشمِ خونابہ فشان نے مری سیکھا کس سے
خون مالیدہ سر انگشتِ حسینان ہونا

لذتِ خلدِ برین کا ہے نمونہ زاہد
بادہ و جام و گل و سنبل و ریحان ہونا

ہی قیامت کہ مشتونکے لکھے پر ٹھہرا
حشر مین نامۂ اعمال کا میزان ہونا

مژدہ اے ساقیِ گلفام کہ مشہور ہوا
آمدِ فصلِ گل و بادِ بہاران ہونا

طائرِ جان کو ہوا شوقِ ہوای پرواز
موسمِ گل مین تری تیغ کا عریان ہونا

کشتیِ نوح کے مانند پھرے گا گردون
جوشِ بادہ سے ہی میخانہ مین طوفان ہونا

نہ جفاؤن کی تمنا نہ ستم کی خواہش
اور پھر غیر کو یون عشق مین نازان ہونا

وعدۂ جلوۂ دیدار معطّل رکھنا
حشر مین بھی نہ مری حال کا پرسان ہونا

خامہ انگشت بدندانِ تحیر ہے مرا
دلِ وحشی کو ہی کس بت کا ثناخوان ہونا

جان دینا شبِ ہجران مین ہی آسان لیکن
اضطرابی مین کہان زہر کا سامان ہونا

دل وحشت زدہ اس جال مین پھنسجاتا ہی
خوب سیکھا تری زلفون نے پریشان ہونا

شور و فریاد سے اک شورِ قیامت کرنا
چاہیے سینہ مین اک حشر کا سامان ہونا

ہمسے گر عاشقِ جانباز نہون دنیا مین
ای بتو تمکو میسر نہو جانان ہونا

جمع ہوتے نہین اوراقِ پریشان حسرت

میری قسمت مین نہین صاحبِ دیوان ہونا

بخت نہ دل اپنا گر تجھپہ فدا ہوتا
کیون جور و ستم سہنے یہ تیرا سہا ہوتا

موقع نہ رقیبون کو آنے کا ملا ہوتا
ای کاش وہ دم بھر کو مجھسے جدا ہوتا

شکوہ ستم و غم کا ہان لب پہ بجا ہوتا
بے جانے اگر سہنے دل تمکو دیا ہوتا

خواہش ہی پہ دل میرا خود تمنے لیا پھر کیون
گر جنس بری سمجھے سودا نہ کیا ہوتا

گر لطف نہ تم کرتے دل وقف ستم رہتا
منظور تہا گر یون ہی دھوکا نہ دیا ہوتا

قابو مین جو دل ہوتا اپنا تو بتا دیتے
تم یون نہ چلے جاتے پھر دیکھتے کیا ہوتا

رنجش یہ مزا دیتی کچھ ہم بھی اگر ہوتے
تم ہمسے خفا ہوتے دل تمسے خفا ہوتا

نام اہل وفا کا ہی دنیا مین ستم ہے سے
اچھا جو نہوتا مین یہ بھی تو برا ہوتا

حسرت سے بگڑ کر تم کب چین سے گھر رہتے
عالم مین خدا جانے کیا فتنہ بپا ہوتا

نورِ نگہہ کا کام دے تنویرِ نقشِ پا
آئے جو میری آنکھو تمین تصویرِ نقشِ پا

تیرے قدم سے یہ بڑہی توقیرِ نقشِ پا
رہتی ہی دل کی آنکھو تمین تصویرِ نقشِ پا

یارب ہماری خاک پہ اونکا قدم پڑے
سنتے ہین زندہ کرتی ہی تاثیرِ نقشِ پا

آخر کسی کے پای حنائی کا عکس ہے
کیون مہر سے فزون نہو تنویرِ نقشِ پا

جب خاک مین ملے تو کوئی آشنا نہین
یہ ہی زبانِ حال سے تقریرِ نقشِ پا

اولٹے ہی پاؤن خانۂ دشمن سے وہ پھرے
کیونکر نہو عروج پہ تقدیرِ نقشِ پا

وہ سجدہ گاہِ عام ہے یہ سجدہ گاہِ خاص | بیت الحرم سے کم نہیں توقیرِ نقشِ پا

حسرت عدو شریک ہی اونکے خرام
بن بنکے پھوٹ جاتی ہی تقدیرِ نقشِ پا

تمکو جانا ہی گھر چلے جانا | شب کی شب ٹھہر کر چلے جانا
حضرتِ دل تم اوسکے کوچہ مین | گرتے پڑتے مگر چلے جانا
یہ بھی جائینگے اک ذرا ٹھہرو | لیکے دل اور جگر چلے جانا
شب اندھیری ہی اب ٹھہر جاؤ | صبح ہوتے ہی گھر چلے جانا
آتو جاؤ مری عیادت کو | اک ذرا دیکھکر چلے جانا
مرنہ ہو آندھی ہو یا قیامت ہو | اونکو دشمن کے گھر چلے جانا
نالۂ دل فلک کے پار مگر | چھوڑکر تم اثر چلے جانا
جب گذرنا ہماری تربت پر | اونکو مُنہ پھیرکر چلے جانا
جاؤ مقتل سے تم نہ خالی ہاتھ | کاٹ کر میرا سر چلے جانا
جاتے ہین جانسے ذرا ٹھہرو | ہم ادہر تم ادہر چلے جانا
یاد ہی خوب دیکھتے ہی مجھے | وہ چوراکر نظر چلے جانا
خوب جانا ہی آپکا شاباش | سفت دل چھینکر چلے جانا

تیرے کوچہ سی ہای حسرت کا
دل کو وہ تھام کر چلے جانا

بزمِ دشمن مین جا کے دیکھہ لیا
یہ ستم بھی اوٹھا کے دیکھہ لیا

اوس بے دل کو لگا کے دیکھہ لیا
بس نصیب آزما کے دیکھہ لیا

حسن کو آزما کے دیکھہ لیا
عشق مین دل جلا کے دیکھہ لیا

نگہہ شوق نے جو کی تاثیر
اوس نے چلمن اوٹھا کے دیکھہ لیا

آرزو دل کی مٹ نہین سکتی
خوب ہمنے مٹا کے دیکھہ لیا

وصل دشمن بھی اک تماشا تھا
ہمنے آنکھون جا کے دیکھہ لیا

شوق بیتاب ہوگیا دل مین
اوسنے جب مسکرا کے دیکھہ لیا

وہ مرا دل چرائے جاتا ہے
جس نے آنکھین چرا کے دیکھہ لیا

وصلِ دشمن کا جو معاملہ تھا
ہمنے بھی چپ چپا کے دیکھہ لیا

وہ کہانی اسے سمجھتے ہین
حالِ دل بھی سُنا کے دیکھہ لیا

لطف پایا نہ کوئی بھی اس مین
ہمنے دل بھی لگا کے دیکھہ لیا

ہمکو لہنا نہین مقدّر سے
بارہا آزما کے دیکھہ لیا

زاہدا ہمنے مے کشی کا مزا
پیکے دیکھا پلا کے دیکھہ لیا

آنکھہ سے آنکھہ تو ملی تھی مگر
دل سے دل بھی ملا کے دیکھہ لیا

کبھی شوخی سے مُنہ کو پھیر لیا
کبھی کچھہ مسکرا کے دیکھہ لیا

نقشِ حب ہے عجیب جذبۂ دل
جسکو چاہا بُلا کے دیکھہ لیا

نام سنتے تھے ہم تو حسرت کا

آج آنکھوں سے جا کے دیکھہ لیا

آہ کا لب پہ محبت مین یہ لانا کیسا
دے چکے دل ہی تو پھر شور مچانا کیسا

جوش وہ طبع کا کچھہ اور اُمنگین دل کی
یاد آتا ہے ہمین ہاے زمانا کیسا

غیر نے تمکو ستایا تو شکایت کیسی
تم ہی منصف ہو کہ ہے دل کا ستانا کیسا

آپ کے حسن کی دو دن مین وہ رونق نہ رہی
دل کا ہوتا ہے مریجان لگانا کیسا

بال سے دیتے ہیں اس گل کی کمر کو تشبیہ
سب نے باندھا ہے یہ مضمون پُرانا کیسا

وصل مین شاد کبھی ہجر مین ناشاد رہے
ہمنے دیکھا ہے اِن آنکھون نے مانا کیسا

کہتے ہین پھیر دین کیون لیکے اسی جلنے کو
دل نہ دینے کا ملا اون کو بہانا کیسا

کبھی رہتا تھا اسی دل مین ہجوم حسرت
اب ہین ارمان کے ارمان مٹانا کیسا

تو تو ہشیار رہے نادان نہین اے حسرت
جان کو عشق کا پھر روگ لگانا کیسا

کل بزم غیر مین جو مرا وار چل گیا

کل بزم غیر مین جو مرا وار چل گیا
اب کیا ہے ہاتھہ سے وہ تماشا نکل گیا

وہ بے وفا جو غیر کے گھر سے نکل گیا
میرا نصیب آج بگڑ کر سنبھل گیا

جھگڑا چکا فساد مٹا سب خلل گیا
آتے ہی آتے اونکے مرا دم نکل گیا

آنا ہے میرے پاس تو موقع یہ خوب ہے
دشمن کے گھر وہ آج کی شب ای اجل گیا

کوئی کمی نہ کی تھی تری تیغ ناز نے
تقدیر تھی مری جو مین بچکر سنبھل گیا

راہ عدم مین رہتا ہے تانتا لگا ہوا
کوئی مسافر آج گیا کوئی کل گیا

بیتابیون کی نذر کیا صبر و قرار
جانا کسی کا یہ مری حالت بدل گیا

مدت سے روک تھام تھی آج انکو دیکھکر
لو دل ہی ابتو ہاتھ سے میرے نکل گیا

وہ ہنس رہے تھے غیر سے اللہ تیری شان
دیکھا جو مجھکو دور سے نقشہ بدل گیا

آنکھین بچھائی دیتے ہین ہم اونکی راہ مین
جب یہ سنا کہ غیر وہان سہر کے بل گیا

مین کیا کہون کہ کیا مری حالت بدل گئی
بیتاب ہو کے سینہ سے دل ہی نکل گیا

کیون ہاتھ دوڑتا ہے گریبان کیطرف
کیا پاؤن اونکا شرم سی باہر نکل گیا

چولی کسی کی سکی ہوئی کیا نظر پڑی
کیون خود بخود یہ میرا گریبان چل گیا

بیٹھے ہوئے پہر آپ تماشا ہی دیکھتے
اچھا ہوا عدو مرے آگے سے ٹل گیا

اوسکو بٹھا کے پاس وہ حسرت نہین رہے
حضرت کا کچھ اب اور ہی نقشہ بدل گیا

قتل نامہ مرا تم ساتھ لگائے رکھنا
اور دو چار گواہون کو ملائے رکھنا

ٹالنا وصل کے وعدہ کو یوہین آجکی کل
برسون امید مین عاشق کو لگائے رکھنا

سامنے اونکے تو جاتا تو ہی قاصد لیکن
دل کو اون تیز نگاہون سے بچائے رکھنا

مانگتے دل ہو دکھاتے نہین اپنا دیدار
تاکنا مال مرا اپنا چھپائے رکھنا

ایسے مجمع مین تو ہوتے ہین طلبگار بہت
عرصۂ حشر مین دامن کو بچائے رکھنا

مجکو بے درد تری ایسی حیا نے مارا
وصل کی رات مین بھی منہ کو چھپائے رکھنا

تمکو ہر کام کا آتا ہے سلیقہ کیسا
دل چرا کر بھی وہی آنکھ چرائے رکھنا

ہمتو کہتے ہین کہ یہ کام نہین انسان کا
دل حسینون سے ہی دشوار بچائے رکھنا

گو وہ آئین کہ نہ آئین مجھے وعدہ پہ ضرور
فرش آنکھونکا سرِ راہ بچھائے رکھنا

سن لے اے زاہد گمراہ یہ ایمان ہی مرا
نامۂ یار کو چھاتی سے لگائے رکھنا

اونکے دربان کی آنکھون مین نہ جانا ایخواب
بختِ خفتہ کو مگر میری جگائے رکھنا

پنجگانہ یہی حسرت کی دعا رہتی ہے
میرے اللہ گناہون سے بچائے رکھنا

پہلی ہی بات کہنے مین وقتِ نماز تھا
ایسا شبِ فراق کا قصہ دراز تھا

دشمن کے گھر مین آپ ہون ہمکو خبر نہ ہو
کیا ملنا آپ کا کوئی پوشیدہ راز تھا

تشبیہہ اوس سے آپکو کیا لغو بات ہی
محمود کا غلام ہی آخر ایاز تھا

سننا ہی تھا نہین تمہین منظور یون کہو
کم رہ گئی تھی رات نہ قصہ دراز تھا

بیڑا اوٹھائین کسکے بھروسے پہ عشق کا
وہ دل نہین رہا ہی جسمین ناز تھا

لڑتے ہی آنکھہ آپسے نقشہ بدل گیا
دل کی جگہہ بھی سینہ مین سوز و گداز تھا

منظور ہوا نہین تو نہین کچھہ جگہہ کی قید
موتی سے کوہِ طور پہ راز و نیاز تھا

چھایا تھا رعب یہ کسی بادہ فروش کا
زاہد کے سامنے درِ میخانہ باز تھا

جس دل کو تونے جان کے بیچین کر دیا
ظالم اوسی مین کچھہ ترا پوشیدہ راز تھا

جو کچھہ کیا وہ اس دلِ بیتاب نے کیا
میرا قصور اس مین نہ بندہ نواز تھا

ہان دل ملے کی بات ہی حسرت ہے اور کچھہ

کل ناز تھا اودھر سے ادھر سے نیاز تھا

دلبری مین پہلے تو بھی طاق تھا
حسن تیرا شہرۂ آفاق تھا

راتدن در پر لگی رہتی تھی بھیڑ
اک جہان ظالم ترا مشتاق تھا

اور کیا تھا نامۂ اعمال مین
جرم کا کھاتہ مگر بیباق تھا

غیر کی صورت نظر آئے تھے آپ
کچھ ہمارا وہم بھی خلاق تھا

کشتۂ خط کو سنائین گالیان
زہر خوردہ کا یہی تریاق تھا

دید بازی کا مزا پایا ہے اب
مین تو بے دیکھے ترا مشتاق تھا

مہندی ملنے کا بہانا مل گیا
اونکو پہلے ہی سے آنا شاق تھا

آج اوسجا پر ہین پروانون کے پر
جس جگہہ کل مجمع عشاق تھا

اب جو دیکھا خاک کا اک ڈھیر ہے
ہای وہ گلرو جو سیمین ساق تھا

خیر ہے حسرت یہ کیا حالت ہوئی
آپکو تو دل لگانا شاق تھا

محفل فروز ہونے کے قابل نہین رہا
ہمرنگ شمع جل کے مرا دل نہین رہا

سر ہے نثار راہ تو دل پایمال راہ
ساماں برائے دعوت قاتل نہین رہا

پورا گلا دیا مری آہون نے آئنہ
اب نام کو بھی اون کا مقابل نہین رہا

حیران ہین کہ پیش کش یار کیا کرین
تو ہی ہمارے پاس ترا دل نہین رہا

پردہ ٹنگا ف ہوگئی اپنی نگاہ شوق
اب کوئی درمیان مین حائل نہین رہا

پوری پڑی جو تیغِ ادا کام کر گئی
کشتہ ہوا ہون شکرِ ہے بسمل نہین رہا

کی ہے تری جفا کی نزاکت نے روک تہام
سامانِ بیقراریِ بسمل نہین رہا

حسرت جگر سے کام لے سوز و گداز کا
یہ تو ہے تیرے پاس اگر دل نہین رہا

سچ تو یہ جب ہاتھ سے وہ مہ لقا جاتا رہا
زندگی کا لطف جینے کا مزا جاتا رہا

رات تھوڑی رہ گئی وہ ملکے مہندی سوگئے
آج تو ملنے کا اونکے آسرا جاتا رہا

ہوش کیا ہو لڑ گئی جب سے بتِ کافر سے آنکھ
ہاتھ سے میرے مرا دل ناصحا جاتا رہا

لطف ہی ویسا نہین ہے گو وہی ہو معشوق ہون
سچ تو یہ ہر چیز کا اب تو مزا جاتا رہا

قدرِ الفت میری اونکو بعد مرنے کے ہوئی
ہاتھ ملکر کہتے ہین کیا آشنا جاتا رہا

آپنے تو دل لیا ہے اور پھر طرہ یہ ہے
چھیڑ کر کہتے ہین مجھسے کیے کیا جاتا رہا

سبکو کہو یا ہمنے جب ظالم تجھی کو کہو دیا
اور باقی کیا رہا جب آشنا جاتا رہا

روک بھی سکتا ہے کوئی جانیوالی چیز کو
دل ہمارا ناصحا جاتا رہا جاتا رہا

دل ہے اک بوسہ کے بدلے تم سمجھ لو سوچ لو
اسکے یہ سودا اگر جاتا رہا جاتا رہا

دل کو دیکر اسطرح کہوئے گئے اون بزم مین
فہم مین یہ بھی نہ آیا اپنے کیا جاتا رہا

ہمتو کیا کیا سوچتے تھے ہای اونکو دیکھکر
ہاتھ سے دل اور دل سے مدعا جاتا رہا

مجھسے مطلب کو پوچھین اور مین خاموش ہون
ہای میرا وہ دلِ پُر مدعا جاتا رہا

پوچھتے پھرتے ہین وہ بھی آج راہِ عشق مین
خضر کے بھی ہاتھ سے وہ راستا جاتا رہا

رو رہے ہین وہ بناوٹ سے دلِ مرحوم کو
اون سے پوچھے تو کوئی کیا آپکا جاتا رہا

رات دن رہتی تھی کیا کیا حسرت و ارمانکی چیڑ
دل کے جاتے ہی وہ سارا جمگھٹا جاتا رہا

رات وہ کہتے تھے حسرتؔ یہ تمہاری ذکر پر
میکدہ سے آج کیا وہ پارسا جاتا رہا

وہی دیکھو دشمن ہے پیارا تمہارا
یہی تھا نہ وعدہ ہمارا تمہارا

نہ ہو اور جانب اشارا تمہارا
یہی تو ہے جھگڑا ہمارا تمہارا

نہین کوئی مجنونکی سنتا کہانی
سنا ہے جو قصہ ہمارا تمہارا

وفاؤن کے بدلے جفا کر رہے ہو
طریقہ ہے یہ آشکارا تمہارا

مین دون یا نہ دون کچھ تقاضا نہین ہے
مرے دل پہ کیا ہے اجارا تمہارا

پھری ہے او دھر ہی کو ساری خدائی
جدھر ہو گیا ہے اشارا تمہارا

مرے آگے دشمن سے آنکھین نہ پھیرو
سمجھتا ہون مین بھی اشارا تمہارا

شفیعِ گناہانِ امت تمہین ہو
ہمین حشر مین ہے سہارا تمہارا

نبھے کس طرح سے ہمارے تمہاری
جو دشمن ہمارا وہ پیارا تمہارا

نہین آنکھ وہ آنکھ ہونے کے قابل
کیا ہو نہ جس نے نظارا تمہارا

یہی کہہ رہی ہین جفائین تمہاری
نہ لون نام ہرگز دوبارا تمہارا

دوئی گر نہین ہے تو کیون کہہ رہے ہو
ہمارا ہمارا تمہارا تمہارا

ذرا روز محشر کو آنے تو دیجے
وہان فیصلہ ہے ہمارا تمہارا

مرا حال سنکر وہ کہتے ہین مجھ سے
نہو گا یہان تو گذارا تمہارا

مسیحا بھی آئین تو ممکن نہین ہے
نہین بچتے دیکھا ہی مارا تمہارا

کبھی آنکھ لڑتی تھی پہرون ہمین سے
نہین اب تو ملتا نظارا تمہارا

نجومی نے ہم سے کہا ہے حسرت
کہ چمکے گا اب کے ستارا تمہارا

یہ دشمن جو ہی آج پیارا تمہارا
بُرا چاہتا ہے ہمارا تمہارا

دلِ نازپرورد رکھتا ہے ابتک
بھروسا سہارا سہارا تمہارا

تکلف یہ ہے غیر ہی کی زبانی
مجھے کہل گیا حال سارا تمہارا

نہ تیزی نظر مین نہ آنکھون مین شوخی
کرے سامنا کیا چکارا تمہارا

جفا کو سمجھتے ہین عاشق وفا ہے
وہ انداز ہے پیارا پیارا تمہارا

پتا اتنا ملتا ہے اے عشق ہمکو
کہ بحرِ فنا ہے کنارا تمہارا

کوئی کاش آکر شبِ ہجر کہدے
کہ تمکو بُلاتا ہے پیارا تمہارا

نگاہِ تلطف ہے دشمن کی جانب
کبھی ہو اِدھر بھی اشارا تمہارا

اثر اونکو ہوتا نہین آہ حسرت
فلک پھونکتا ہے شرارا تمہارا

بحمدِ ایزدی خامہ ہوا جب مدح گر میرا
ثنا گر نام لکھا ہے قلم نے لوح پر میرا

ہوا کب سرنگون ہنگامِ گریہ غیر کے آگے
سرِ نوکِ مژہ پر ہے رہا لختِ جگر میرا

نمک پروردۂ دیرینۂ عشقِ بتاں ہیں ہم
ہوا ہر گز نہ مرہم آشنا زخمِ جگر میرا

کیا سوزِ جگر نے خاک آخر کچھ تو حاصل ہی
ہوا ہی دیدۂ دشمن میں اک مدت سے گھر میرا

خیالِ خونبہای روزِ محشر کسکو باقی ہی
جھکا جاتا ہے بارِ منتِ قاتل سے سر میرا

بُرا ہو جان دینے کا کیا کسطرح کا رسوا
سرِ بالینِ مرقد رو رہا ہی چارہ گر میرا

دماغ اپنا اب اے حسرت نکیونکر آسمان پر ہو
ہوا زینت دہِ فتراکِ قاتل آج سر میرا

آنکھہ کی تاب نہین دیکھے جو جلوا اوسکا
سب مین ظاہر ہی مگر سب سے ہی پردا اوسکا

دیر مین ہی کبھی کعبہ مین ہی جلوا اوسکا
کوئی دیکھے تو ذرا آکے تماشا اوسکا

شبِ معراج کا باعث یہ کہلاہی مجکو
کہ ملے جلوۂ محبوب سے جلوا اوسکا

اور بھی طالبِ دیدار یہان لاکھون ہین
تو ہی مشتاق تجلّی نہین موسیٰ اوسکا

کعبہ و دیر کے جانے پہ نہین ہی موقوف
جلوہ ہر چیز مین ہی دیدۂ بینا اوسکا

وہ تو واحد ہے مگر پھر بھی ہی کثرت ایسی
سب کی آنکھون مین پھرا کرتا ہی جلوا اوسکا

بتکدہ مین بھی نظر آتا ہی وہ ہی زاہد
دیکھلے دیدۂ بینا سے تماشا اوسکا

طالبِ دید ہوا خود شبِ معراج خدا
اللہ اللہ کوئی دیکھے تو رُتبا اوسکا

ابتو ہے یہ ہی بس اک اپنی تمنا حسرت
دیدہ و دل پہ مرے نقش ہو نقشا اوسکا

جبتک کہ نہ لے دوسرے دل تاک کسی کا
کب یار بنے وہ بتِ چالاک کسی کا

کہلتا نہین کچھہ حال کہ کیا نام ہی اوسکا
شیدا ہی ہمارا دلِ غمناک کسی کا

کیون وعدۂ فردا پہ لگا رکھا ہی ناحق
بہتر ہے کہ قصہ نہ کرو پاک کسی کا

غم کہانے سے کوئی نہین تسکین کیصورت
اچھا ہی تصور دلِ غمناک کسی کا

آنسو نہ نکلجائین کہین نقشِ عدو پر
کچھہ پاس رہے دیدۂ نمناک کسی کا

رہتی ہی یہی مجمعِ عشاق مین شہرت
دل چھین نہ لے وہ بتِ چالاک کسی کا

یہ مجمعِ عشاق سے اٹھتی ہین صدائین
للّٰہ کہین آج تو دل تاک کسی کا

وہ اسکو سمجھتے ہین مگر شانۂ گیسو
کچھہ کام تو آیا دلِ صدچاک کسی کا

ساقی ہی مغنّی ہی مہ و ساغر و گل ہی
کیا خوب زمانہ ہے طرب ناک کسی کا

کیا خاک ہو پھر چینی کی امید جہان مین
دشمن ہو اگر آپ سا سفاک کسی کا

ہم پہلے ہی کہتے تھے لو اب دیکھلو حسرت
ہرگز نہوا وہ بتِ چالاک کسی کا

یارب نہ کوئی بندۂ حاجت ہو کسی کا
انسان نہ مرہونِ عنایت ہو کسی کا

پورا نہ اگر شوقِ شہادت ہو کسی کا
پھر کیون نہ گلا روزِ قیامت ہو کسی کا

لب پر نہ کبھی حرفِ شکایت ہو کسی کا
انسان اگر عاشقِ صورت ہو کسی کا

دل یون نہ گرفتارِ مصیبت ہو کسی کا
دشمن بھی نہ بیمارِ محبت ہو کسی کا

یون ظلم اگر حد سے زیادہ غایت ہو کسی کا
کیون کوئی نہ سرگرمِ شکایت ہو کسی کا

آجائے اگر موت تو یہ بات ہے بہتر
لیکن نہ کبھی صدمۂ فرقت ہو کسی کا

ہو جای کسیکے دلِ بیتاب کو تسکین
گر آج بھی آنا سرِ تربت ہو کسی کا

پردہ ہو ذرا دیر کو ای داورِ محشر
انصاف اگر روزِ قیامت ہو کسی کا

کس طرح کوئی چھوڑ دی پھر طرزِ جفا کو
یہ ہی اگر آئینِ محبت ہو کسی کا

چھپتا ہی کہین منہ پہ ہون گر لاکھ نقابین
جب حسن ہی خود طالبِ شہرت ہو کسی کا

دن رات کسی کو چہ مین دشنام سنکون
قابو مین اگر جوشِ طبیعت ہو کسی کا

کیون اپنی ہی صورت کا نہو آنکھ مین نقشہ
معشوق جو وہ آئنہ طلعت ہو کسی کا

ہرگز کسی کافر کو نہ دون ناصحِ نادان
سینہ مین جو دل میرے امانت ہو کسی کا

کہتے ہین وہ مقتل مین مرے سامنے آئے
دل آج جو مشتاقِ شہادت ہو کسی کا

کس طرح سناؤن تجھے ای داورِ محشر
قصہ جو مرے دل مین امانت ہو کسی کا

ہان اور تو سب صدمے اوٹھا لیتا ہی انسان
اوٹھتا ہی نہین صدمۂ فرقت ہو کسی کا

ہونے لگے کچھ میری محبت کی اوسی قدر
وہ بھی جو کہین عاشقِ صورت ہو کسی کا

مین مرتا ہون یان آنے مین اغماض ہی اوسکو
یارب نہ کوئی باعثِ راحت ہو کسی کا

آتا ہی اسی تاک مین ہر روز وہ ظالم
سودا سرِ بازارِ محبت ہو کسی کا

انسان کا دل ہاتھ سے کس طرح بچائے
چہرہ ہی اگر قابلِ الفت ہو کسی کا

دیتا نہین کمبخت کسی وقت بھی آرام
دل ایسا زمانے مین نہ حسرت ہو کسی کا

ظالم جو ترا طالبِ دیدار رہے گا
وہ موت کا اپنی ہی طلبگار رہے گا

ہر شخص دل وجان سے خریدار رہے گا
جس گھر مین ہو تو مصر کا بازار رہے گا

پہیلے گی اگر سیر مقدر کی سیاہی
تو یوم قیامت ہی شب تار رہے گا

مایوس نہوائی دل ناکام ترا کام
سو بار جو بگڑیگا تو اکبار رہے گا

کر لیجیے جو ہو سکے کچھ آپ سے کوشش
لیکن کبھی دشمن نہ وفادار رہے گا

بدلے گی یہ بگڑی ہوئی تقدیر کبھی تو
اپنا بھی کبھی بخت نگونسار رہے گا

یہ بھی ہے مری خوبیِ قسمت کا کرشمہ
آسان ہی جو کام ہو دشوار رہے گا

اک بوسہ کی قیمت دل وجان کتنی ہو لیکن
اوسکو بھی تو دیکھو جو خریدار رہے گا

ہر طالب دیدہ ہین تو تم طالب دل ہو
ایسا تو نہ سودا سر بازار رہے گا

گر ہو گئی تیرے لب جان بخش سے صحت
تو رشک مسیحا ترا بیمار رہے گا

آنکھون کی نہین تاب کہ دیکھین ترا جلوہ
کچھ دل ہی مگر طالب دیدار رہے گا

گر مصر مین پہنچے گی تری حسن کی شہرت
یوسف بھی مریجان خریدار رہے گا

کہتا ہی کہ دیکھون تو ذرا کیسی ہی صورت
وہ کون ہی جو میرا خریدار رہے گا

دل بیچنے ہم جاتے ہین اب کوی دمانمین
اس جنس کا کوئی تو خریدار رہے گا

دل ہمنے لگایا تھا سمجھکر اوسے دلدار
کیا اسکی خبر تھی کہ ستمگار رہے گا

کم خلد سے ظالم جو نہین ہی ترا کوچہ
طوبےٰ بھی ترا سایۂ دیوار رہے گا

کچھ بھی جو ہوی کد ذرا نیری روانی
تو کام نہ ای خنجر خونخوار رہے گا

صحرا مین جو آیا ترے امرد کا تصور
تلوار مجھے دشت کا ہر خار رہے گا

حسرت سے یہ فرماتے ہین وہ چھپکر تو دیکھو
اس شکل پہ تو میر خریدار بنے گا

حال پوچھو نہ تم مرے دل کا
پورا نقشہ ہی مرغ بسمل کا

دیکھکر رنگ تیری محفل کا
دل ہین ارمان رہ گیا دل کا

کس نے نیچی نگاہ سے دیکھا
لٹ گیا قافلہ مرے دل کا

قتل کرنے سے اجتناب ہی ہے
دیکھیے انداز کوئی قاتل کا

تیری تصویر کا تصور ہے
یہی باقی ہے مشغلہ دل کا

بیٹھہ جاتا ہون تہام کر دلکو
دیکھکر رنگ تیری محفل کا

اوس ستمگر سے لڑ گئین آنکھین
فیصلہ آج ہو گیا دل کا

کون کوٹھے پہ آج آیا ہے
رنگ بگڑا ہے ماہ کامل کا

ناز سے منہ کو پھیر لیتے ہین
دیکھکر رقص اپنے بسمل کا

تیرے آنے سے چھٹ گئی مہتاب
رنگ ہے زرد شمع محفل کا

وادی شوق کا یہ عالم ہے
گم ہوا ہے نشان منزل کا

نہ سہی بوسہ گالیان دیجے
رد نہ کیجے سوال سائل کا

کسی کافر پہ آگیا حسرت
حال پوچھو نہ تم مرے دل کا

مل کے ہوتا ہے جدا آج وہ دلبر کیسا
بنکے بگڑا ہے مرا ہای مقدر کیسا

قہر سمجھے گا اگر اونکی عنایت ہو گی
دلِ ناکام ہوا ظلم کا خوگر کیسا

تیری رحمت نے گنہگار نچھوڑا کوئی
مٹ گیا کاتبِ اعمال کا دفتر کیسا

بام پر دور سے دیکھی جو کسی کی صورت
آج قابو سے ہی باہر دلِ مضطر کیسا

غیر سے ہی مین بھلا آپکا شکوہ کرتا
مفت الزام لگایا یہ مرے سر کیسا

آگیا اس مین تری دل کی رکاوٹ کا اثر
آج رُک رُک کے چلا ہی ترا خنجر کیسا

کیا کہون ہین کسی کافر کی نگاہین نیچی
لے گئین دل مرے سینہ سے چرا کر کیسا

کیا لکھون کب تمہین تحریر سے باور ہوگا
آکے دیکھو تو مرا حال ہے ابتر کیسا

بیقراری کی ہوئی چھیڑ تری شوخی مین
رنگ لایا ہے ہمارا دلِ مضطر کیسا

سخت جانی کا بُرا ہو نہ تمنّا نکلی
مجھ سے مُنہ پھیر گیا یار کا خنجر کیسا

شکوۂ غیر پہ کچھ آپنے دیکھا حسرت
آج وہ شوخ ہوا جامہ سے باہر کیسا

کچھ اور ہوا طالبِ دیدار کا نقشا
دیکھا جو کسی آئنہ رخسار کا نقشا

دیکھا ہے یہ کس ابروی خمدار کا نقشا
آنکھون مین مری پھرتا ہی تلوار کا نقشا

کیا اوسکو اثر کر گئی کچھ میری محبت
بگڑا ہے بہت آج تو اغیار کا نقشا

تسکین کا شبِ ہجر بھی ایک سبب ہی
آنکھون مین مری پھرتا ہی دلدار کا نقشا

اپنی سی مسیحا تو بہت کر چکے لیکن
بدلا نہ ستمگر ترے بیمار کا نقشا

کیا اسکی لڑی ہین کسی خونخوار چشم سے آنکھین
بدلا ہے [illegible] کا نقشا

ہوتی ہین مرے سامنے اغیار سی باتین
کیا تم سے کہون اوس بتِ عیار کا نقشا

زاہد نہ کبھی یاد کرے حورِ جنان کو
دیکھے جو ترے چاند سے رخسار کا نقشا

جب سے کہ اونہین شوق ہی تصویر کشی کا
وہ روز بنا لیتے ہین دو چار کا نقشا

وہ کہنے لگے آج مہ نو کو جو دیکھا
ملتا تو ہے کچھ ابروی خمدار کا نقشا

یہ جوشِ جوانی مین ہی اون آنکھونکا عالم
مستی مین ہو جیسے کسی میخوار کا نقشا

پھٹ جائے ابھی رستم و سہراب کا زہرہ
دیکھین جو مرے ترکِ ستمگار کا نقشا

آجای کوئی سیر کو گر آپ سا یوسف
کچھ اور ہی ہو مصر کے بازار کا نقشا

ارمان اسے سمجھون کہ حسرت اسی سمجھون
دل مین ہی ترے تیر کے سوفار کا نقشا

اوس بت کی جھلک دور سے دیکھی ہی جو حسرت
ملتا ہی مری شکل سے غمخوار کا نقشا

دیکھکر مجھکو ستمگار نے مائل اپنا
غیر کی نذر کیا رشک سے لو دل اپنا

نہین گاہک جو کوئی حور شمائل اپنا
نیک بختی ہی سے بہلائینگے ہم دل اپنا

بزم مین آپکی کھوئے گئے سب ہوش و حواس
لٹ گیا قافلہ آکر سرِ منزل اپنا

بدحواسی مین کیا اون سے جفا کا شکوہ
ابتو دعوی محبت بھی ہے باطل اپنا

جب طلب کرتے ہین اون سے کبھی دل کی قیمت
وہ یہ کہتے ہین کہ لیجائیے بس دل اپنا

آجتک بھی جو نہین نام وفا سے واقف
اوس ستمگار کو افسوس دیا دل اپنا

اسی دھوکے مین رہے ہمتو جفا سے محروم
ہای قسمت کہ وہ سمجھے نہین مائل اپنا

ظلم ہو جور ہو جو کچھ ہو بلا سی مجھپر
کاش وہ مجکو سمجھ لین کہین مائل اپنا

جان سے تنگ یہانتک ہین تری قہر تین
وہی عیسٰی ہی جو اسوقت ہو قائل اپنا

ہانپ جاتے ہو اگر کھولتے ہو بند قبا
تمسے وا ہو نہ سکا عقدۂ مشکل اپنا

ایسا آنکھون مین سمایا ہی غبار مجنون
ابتو لیلی کو بھی ملتا نہین محمل اپنا

اور کیا چاہتے ہو اوسپہ دھرا کیا ہے تو
دیچکا دل تو تمہین حسرت بیدل اپنا

وہ دل ناز تھا جس پہ اکثر ہمارا
نہین آج قابو ہی اوس پر ہمارا

نہین ہی جو سیدھا مقدر ہمارا
بگڑتا ہی ہر کام بنکر ہمارا

یہ احوال ہی بندہ پرور ہمارا
کہ قابو نہین آج دل پر ہمارا

کری دشمنی ہم سی کیون آسمان پر
ہوا دست جب وہ ستمگر ہمارا

یہ تنہا ناز پروردہ سن لو ذرا تم
چلے ہو جو دل آج لیکر ہمارا

تری سخت جانی کو ہم دیکھ لیتے
وہ کہتے ہین چلتا جو خنجر ہمارا

نہ ای جذب دل تو نے کھینچا ادہر کو
ملا اور سے اب وہ دلبر ہمارا

الگ داور حشر سن لے ہماری
نہ انصاف کر روز محشر ہمارا

جو آنا ہی تجکو ستمگر تو آجا
بہت بتو ہی حال ابتر ہمارا

یہ کہتی ہین دزدیدہ نظرین تمہاری
لیا دل تمہین نے مقرر ہمارا

ملیگا نہ آرام جنت مین ہمکو
گیا ساتھ گریہ مقدر ہمارا

تسلی مگر اوس نے دشمن کو دی ہے
ہوا ہی جو دل آج مضطر ہمارا

بہت ہمنے ایسے سُنے ہین فسانے
وہ کہتے ہین یہ قصہ سنکر ہمارا

نہین اونکو دیکھا یہ کہتے ہین حسرت
وہ دل دیکھین لیتے ہین کیونکر ہمارا

تجکو تو طلب ای غمِ جانان نہ کیا تہا
مہمان کے کچھہ آنے کا سامان نہ کیا تہا

دل کو ہدفِ ناوکِ مژگان نہ کیا تہا
ہمنے تو کبھی موت کا ارمان نہ کیا تہا

یہان شوقِ شہادت سے مری جھک گئی گردن
قاتل نے وہان تیغ کو عریان نہ کیا تہا

بر روے مرے کہتے ہین یہ دیکھو تو صفائی
اقرار کوئی ہمنے تو ہان ہان نہ کیا تہا

پہلے ہی سے پیدا ہوے آثار قیامت
بالون کو ابہی اوس نے پریشان نہ کیا تہا

کیا لطف ہی دشمن ہی سنانے لگا اونکو
مجھپر تو کبھی آپنے احسان نہ کیا تہا

دل دیکے پشیمان ہون کہ وہ کہتے ہین مجھسے
دل تمنے دیا تہا کوئی احسان نہ کیا تہا

اب کیا ہی جو دشمن کو بلایا سرِ محفل
ایسا تو کبھی تمنے مریجان نہ کیا تہا

حیران ہی مقتل مین یکایک جو مین پہنچا
قاتل نے مرے قتل کا سامان نہ کیا تہا

تصویرِ عدو دیکھہ کے ہم کہتے ہین اونسے
اللہ نے اس شخص کو انسان نہ کیا تہا

کب آپکی ایسون پہ عنایت نہ ہوئی تھی
کب آپکو اغیار نے مہمان نہ کیا تہا

اب ضعف سے اوٹھتے ہی نہین ہاتھہ ہمارے
کیا پہلے کبھی چاک گریبان نہ کیا تہا

وہ مجھہ ہی سے فرماتے ہین یہ لطف تو دیکھو
تجھہ سے تو کسی بات کو پنہان نہ کیا تہا

تو کہہ تو سہی پہلے تجھے عشق بتان سے — کیا منع کبھی ای دلِ نادان نہ کیا تھا

دشمن نہیں انسان کہ اللہ نے حسرت
بیرنج تو پیدا کوئی انسان نہ کیا تھا

کسی عاشق کی صورت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا — کسی آئی طبیعت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
جو منکر ہی قیامت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا — مگر اوس فتنہ قامت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
عدو کے رنج فرقت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا — غضب یہ ہی مصیبت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
یہی باعث تھا زاہد کے فدا ہونیکا حوروں پر — کسیکی اچھی صورت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
عدو کی جھوٹی باتونپر فدا رہتا تھا وہ ظالم — کسی مشتاق صورت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
نہوتا ناز ہرگز یوسفِ مصری کو صورت پر — مری آئینہ طلعت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
کبھی ہم اوسپہ کرتے تھے نہیں اب بات بھی کرتے — بدلجاتے طبیعت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
ہر اک سے دل طلب کرتا تھا وہ شمن کے کو کیمین — مگر ہان اہلِ ہمت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
عدو کے غش کے آتے ہی ہوا ہی مضطر کیسا — کسیکی بگڑی حالت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
عدو سے دل لگاتے ہی وہ کچھ بیتاب پھرتا ہے — کہ یون آتے طبیعت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
نزاکت پر جبھی تک ناز تھا غنچہ کو گلشن مین — تری حسنِ نزاکت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
کیا کرتا تھا کیا کیا ہیمشہ دعوئی یکتائی — کہ آئینے مین صورت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا
ترے کوچے کے لوٹنے یون خار و خس مین شکر ہی دیکھا — مری اسبابِ راحت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا

حسینونکو دیا حسرت نے دل ناکردہ کاری سے

کہ تم سی بیمروت کو کبھی اوس نے نہ دیکھا تھا

زلف کا جب بناؤ دیکھا تھا
کچھہ ہی دل کا بچاؤ دیکھا تھا

ہم اسی بات پر بگڑ بیٹھے
غیر سے کچھہ لگاؤ دیکھا تھا

دل کو بیچا ہے ایک بوسہ پر
ہمنے گرتا جو بھاؤ دیکھا تھا

چھیڑ مین ایک چھیڑ پائی تھی
لاگ مین اک لگاؤ دیکھا تھا

کھدیا جھوٹ غیر کا قصہ
ہمنے اپنا بچاؤ دیکھا تھا

حال ابتر ہی اب مسیحا کا
کل مرے دل کا گھاؤ دیکھا تھا

نہین کھلتا ہے کچھہ سبب اس کا
غیر کے گھر جماؤ دیکھا تھا

چھوڑ دی ہمنے حور کی خواہش
تیرا زاہد لگاؤ دیکھا تھا

آنکھہ جب اوٹھہ گئی تھی ظالم کی
ہر طرف اک کٹاؤ دیکھا تھا

ہم خریدار کچھہ نہین اس کے
جنس الفت کا بھاؤ دیکھا تھا

اب جو دیکھا تو ہو گیا ناسور
دل مین پہلے جو گھاؤ دیکھا تھا

آئنہ شب کو سامنے رکھکر
اوسنے اپنا بناؤ دیکھا تھا

آنکھہ سے آنکھہ جب لڑائی تھی
اک طبیعت مین چاؤ دیکھا تھا

اون سے حسرت بگاڑ بیٹھے تھے
کچھہ اسی مین بناؤ دیکھا تھا

دل کا خانہ خراب کرنا تھا
یہ بھی کارِ ثواب کرنا تھا

وصل مین بھی حجاب کرنا تھا — مجھسے یون اجتناب کرنا تھا
ایک ہی یہ جفا پسندون مین — دل مرا انتخاب کرنا تھا
تجکو صانع نے یون بنایا ہی — حسن کا انتخاب کرنا تھا
کہتے مین اب ترا جواب نہین — مجکو یون لاجواب کرنا تھا
سچ تو یہ ہے کہ کو بکو بدنام — مجکو چشم پر آب کرنا تھا
دیدۂ دل سے بھی مرے چھپتے — آپ کو گر حجاب کرنا تھا
تمہین انصاف سے کہو مجھپر — یون ستم بے حساب کرنا تھا
انتہا ظلم کی بھی ہوتی ہے — خوفِ روزِ حساب کرنا تھا
شکوۂ جور کیون کیا اے دل — صبر خانہ خراب کرنا تھا
میری تقدیر یون بگاڑی تھی — غیر کو کامیاب کرنا تھا
آئنہ رکھدیا مقابل مین — آپ کو لاجواب کرنا تھا
دلِ مضطر کا کچھ نہ پوچھو حال — کر چکا اضطراب کرنا تھا
گر حیا آنکھ مین سمائی تھی — غیر سے بھی حجاب کرنا تھا

سچ تو یہ ہے کہ مفت مین برباد
تمکو حسرت شباب کرنا تھا

پھر وہ سنکر حیلہ جو ہونے لگا — دل مین خونِ آرزو ہونے لگا
کان اوسکو زلف بیڈھب لگ گئی — حال دشمن ہو بہو ہونے لگا

لیلےٰ پردہ نشین کیا چھپ سکے
شور مجنون چار سو ہونے لگا

پھر ترا شیدا ہوا حیرت فزا
پھر تماشا کو بکو ہونے لگا

دست وحشت ضعف سے اوٹھتے نہین
جیب و داماں کا رفو ہونے لگا

پھر خیال زہد حسرت کو ہوا
پھر تیمم پھر وضو ہونے لگا

داغ جگر چراغ ہی شام وصال کا
سرمہ ہی دود دل مری چشم خیال کا

انداز بھا گیا ہے کسی بد خصال کا
اب پیسنا پڑیگا دل پایمال کا

کیا کیا لگاوٹین ہین تغافل کے ساتھ ساتھ
ایسے ستم پہ پھر ہی بھروسا وصال کا

اوسکی شمیم زلف جو پھیلی ہی چار سو
بگڑا ہوا ہی رنگ نسیم شمال کا

تجکو بھی رحم آئیگا او بانی ستم
قصہ سنے گا گر کسی آشفتہ حال کا

ہوتا نہین ہی بند کسی فن کا ذکر ہو
حسرت بھی آدمی نظر آیا کمال کا

جذب دیرینۂ دل آج مرے کام آیا
کہ مری نعش پہ روتا بت خود کام آیا

طرز قاصد سے ہویدا ہے کنا کام آیا
مژدہ ای یاس کہ وہ مرگ کا پیغام آیا

لطف آغاز محبت مین بھی پورا نہ ملا
ہای افسوس کہ اندیشۂ انجام آیا

باتین قاصد کی بہت اونکو پسند آئی تہین
قہر ٹوٹا غضب آیا جو مرا نام آیا

وہ یہ فرماتے ہین حسرت نے بہت جلدی کی

ہجر مین جان کا دینا بھی نہ کچھ کام آیا

وہ تعریف سے بھی خفا ہو گیا
کہ شکرِ جفا بھی گلا ہو گیا

بُرا ہو گیا یا بھلا ہو گیا
مقدر مین جو تھا لکھا ہو گیا

ہوا مائلِ زلف یہ دل عبث
گرفتارِ رنج و بلا ہو گیا

اثر آہ مین کچھ تو آیا کہ آج
اوسے بھی خیالِ وفا ہو گیا

گیا آج میخانہ سے کعبہ کو
خدا جانے حسرت کو کیا ہو گیا

وہ شوخ بہرِ غیر جو کل بدحواس تھا
مجمع سا اک ہراس کا اس دل کے پاس تھا

تیرِ مژہ سے دونون برابر چھدے رہے
دل تھا جگر کے پاس جگر دل کے پاس تھا

اللہ کی شان مرے گھر وہ آ گئے
وہ کام ہو گیا جو بعید القیاس تھا

طفلی سے پایمال غم و درد ہو گیا
گویا ازل سے عشق مرا روشناس تھا

ملتے ہی آنکھ ایک بتِ دلفریب سے
حسرت رہین شیون و اندوہ و یاس تھا

اوسکے غضب سے حال نہایت بقیم تھا
مجھپر وصال مین بھی عذابِ جحیم تھا

مین کیا کہون کہ جلوۂ جانان نے کیا کیا
ناصح کا حال مجھ سے زیادہ سقیم تھا

یہ اور بات ہے کہ جو لکنت پسند ہو
کیا اوس سے بات کرنے کا قابل کلیم تھا

قاتل کو خوفِ حشر کہان بلکہ تھی خوشی
کیا میرا قتل کوئی ثوابِ عظیم تھا

کیا مین بتاؤن کون ہین خانہ خراب ہون
وہ ہون جو تیرے کوچہ مین اکثر مقیم تھا

حسرت کو شوقِ بادہ و شاہد سے کیا غرض
ہم جانتے ہین خوب وہ مردِ حکیم تھا

اوس گلی کا غبار ہونا تھا
خاک بنکر نثار ہونا تھا

کی شبِ وصل تیرے وعدہ پر
مفت کا انتظار ہونا تھا

تیرا بروی یار سے حسرت
دل ہمارا فگار ہونا تھا

دیکھکر حالِ پریشان دل کا
کوئی ہوتا نہین خواہان دل کا

وصل سے پہلے ہوا ہای وصال
رہ گیا دل ہی مین ارمان دل کا

کثرتِ یاس خزان بنتی ہے
باغ ہوتا ہے یہ ویران دل کا

ایسی حالت مین خوشی بھی غم ہے
حال پوچھو نہ پریشان دل کا

نا امیدی نے مٹائے سارے
کوئی باقی نہین ارمان دل کا

دیکھکے بال پریشان اوس کے
ہوگیا حال پریشان دل کا

لے چلین کوی بتا نہین یہ جنس
کوئی ہو جائیگا خواہان دل کا

لطف تو یہ ہے کہ وہ مجھسے کہین
حال تمسے نہین پنہان دل کا

کوئی گاہک نہین ملتا ہمکو
اب تو بازار ہے ارزان دل کا

ناصحا تجکو دکھا دیتا مین
زخم ہوتا جو نمایان دل کا

آپ پر گذرے تو باور آئے
حال جو تنہا شبِ ہجران دل کا

ہم بھی لو مفت دیے دیتے ہین
تمکو ارزان ہی مریجان دل کا

ایک کافر کا ہی قبضہ حسرت
دین باقی ہے نہ ایمان دل کا

دشمن کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا
اوس بیوفا کو پیار کیا ہمنے کیا کیا

ابتک بھگت رہی ہین اوسکی مصیبتین
تجکو ستم شعار کیا ہمنے کیا کیا

او بے وفا جہان مین اک تیری واسطے
خود کو ذلیل و خوار کیا ہمنے کیا کیا

گذری شبِ فراق تو کچھہ موت سے بُری
کیون ہای انتظار کیا ہمنے کیا کیا

ممکن نہین کہ قیمتِ دل کچھہ وصول ہو
سودا یہ کیون اودھار کیا ہمنے کیا کیا

کچھہ میکشی سے حضرتِ واعظ کی فائدہ
ناحق گنہگار کیا ہمنے کیا کیا

کچھنا ہی کچھہ تہا اوس بتِ مغرور کا جواب
کیون عجز و انکسار کیا ہمنے کیا کیا

اسکے ہی ہاتھون اپنی تو مٹی خراب ہے
کیون دل کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا

جسکو ہماری نام سے نفرت ہی آجتک
ایسے کو ہای پیار کیا ہمنے کیا کیا

چھپ چھپ کے بتکدے مین سجدے کیا کیے
کیا شیوہ اختیار کیا ہمنے کیا کیا

حسرت جتا کے عشق مین ناداں بقولِ داغ
غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا

کس روز مزاج آپکا برہم نہین ہوتا
کب ابروی نازک مین خم نہین ہوتا

پابند حیا ہو گئی کیا تیری نگہہ بھی
اس آہوی وحشی کو کبھی رم نہین ہوتا

دنیا سے چھٹے بھی تو ہوا دین کا کھٹکا
انسان کسی حال مین بے غم نہین ہوتا

جاتے ہو کہان ہمسے یہ دامن کو بچائے
کیا کشتۂ بیداد مین کچھہ دم نہین ہوتا

مانا کہ جلائے لبِ جان بخش نے مردے
ہر شخص مگر عیسیِ مریم نہین ہوتا

کرتے ہو مری جان عبث اپنا پرایا
قانون محبت مین یہ باہم نہین ہوتا

انکار مرے وصل سے کیون ہے ستم کش
کیا غنچۂ گل قابلِ شبنم نہین ہوتا

کم ظرف عبث داغ کے ہوتے ہین مقابل
روباہ کا بچہ کبھی ضیغم نہین ہوتا

ہو لطف جو وہ مجھہ سے شبِ وصل کہین یہ
ارمان ترا اب بھی کوئی کم نہین ہوتا

پیری مین جوانی کے مزے یاد کروگے
انسان یہ یکسان کبھی عالم نہین ہوتا

مین دیکھتا ہون ملتی ہین جب غیر سے آنکھین
یہ طرز یہ انداز یہ عالم نہین ہوتا

مایوس عبث ہوتے ہو کیون میری دوا سے
کیا زخم کا دل کے کوئی مرہم نہین ہوتا

اب تنگ ہوے عشق کی باتون سے بہت ہم
درمان سے یہ آزار کبھی کم نہین ہوتا

آتے ہین بہت حسرت و افسوس و تمنا
کیا بیکس و مظلوم کا ماتم نہین ہوتا

دل چینتی ہین اور بھی دزدیدہ نگاہین
اس طرز سے جوبن ترا کچھہ کم نہین ہوتا

حسرت کو یہانتک ہے تری وصل کا ارمان
سو بار نکلنے سے بھی یہ کم نہین ہوتا

تمہین پاس ہو گر مری جان کسی کا
رہے دل کا دل مین نہ ارمان کسی کا

نظر آگیا روے تابان کسی کا
یہ ہے وہم نکلا اب ارمان کسی کا

فلک نے ستا کر کیا ہمکو جیسا
نہ ہو حال ایسا پریشان کسی کا

کسیکی نگاہین کلیجے مین اوترین
تصور مین نقشہ ہے مہمان کسی کا

سر حشر یہ بھی تماشا نیا ہو
کسی ہاتھ مین ہو گریبان کسی کا

کہونگا الگ داور حشر تجھ سے
کہ دل مین ہے اک راز پنہان کسی کا

محبت نہ ہوتی تو دل کیون تڑپتا
نہ یون حال ہوتا پریشان کسی کا

شب ہجر کرتا ہون سامان راحت
مرے دل مین مہمان ہے ارمان کسی کا

تسلی کو میری یہ باتین ہین ساری
تمہین پاس کب ہے مرے جان کسی کا

نظر آگئی خوب صورت کسیکی
چلا ہاتھ سے آج ایمان کسی کا

یہ افسوس ہے اپنے مرنیکا حسرت
کھٹکتا رہا دل مین ارمان کسی کا

زاہد جو دیکھے دور سے محکا شراب کا
کرنے لگے خود آ کے تقاضا شراب کا

آنکھین کسیکی نیند بھری کیا نظر پڑین
پھرنے لگا نگاہ مین نقشا شراب کا

دل ٹکڑے ٹکڑے ہوتا ہے اے محتسب تو ڑ
ہمشکل میرے دل کے ہے شیشا شراب کا

کہتے ہین اسکو حضرت واعظ عدو ے دین
دشمن کا خون پینا ہے پینا شراب کا

مانا کہ توبہ کی ہے مگر اب یہ حال ہے
رکھا ہے میرے سامنے شیشا شراب کا

ہر دم خیال رہتا ہے اک چشم مست کا
دل ہے ہمارا یا کہ ہے پیاسا شراب کا

میری شبِ فراق کا یہ بھی ہے اک چراغ
روشن ہے داغِ دل مین فتیلا شراب کا

کچھ میکدون کے دل سے نکلجاتی آرزو
بارش مین اسکے منہ جو برستا شراب کا

زاہد کو اسکے پینے سے کیونکر نہو حذر
ملتا نہین ہے سفت پیالا شراب کا

کیا قہر ہے کہ پاس تو اپنے ٹکا نہین
اور خونِ دل سے سرخ ہے دونا شراب کا

سمجھے اسے کوئی عرقِ انفعال کیون
زاہد کے مُنہ پہ ہے یہ پسینا شراب کا

دیکھو جدھر نگاہ اوٹھا کر وہ مست ہے
برسات مین تو چلتا ہے سکا شراب کا

حسرت مری چُھٹائے چھٹیگی نہ یہ کبھی
بیڈھب پڑا زبان کو چسکا شراب کا

وہ بے وفا عدو سے لپٹکر جو سو گیا
سینہ مین درد دل کے قریب آکے ہو گیا

کیا واسطہ جو ترکِ تعلق ہی کر چکے
اب پوچھتے عبث ہو جو ہونا تھا ہو گیا

ایسی بنی ہی تھی کہین مظلومیت کی شان
دشمن ہی آج تو مری قسمت کو رو گیا

مدت سے کر رہے تھے بہت دل کی دل کا تام
وہ تمکو دیکھکر یہ پکارا کہ لو گیا

وہ کرکے آج وصل کا اقرار پھر گئے
بیدار ہو کے طالعِ بیدار سو گیا

برسات مین یہ آکے پڑا میکشون پہ قہر
دیکھو ہِ صیام نمودار ہو گیا

سارے گناہ اس ہی کی تحریر سے ملے
محشر مین فیصلہ مری قسمت کا ہو گیا

کیا لطف ہو جو حشر مین کہتا اوٹھون یہ مین
دیدار اب دکھاؤ کہ محشر بپا ہو گیا

کہتا نہین کہ کیسی وہ بستی ہے کیسے لوگ
اولٹا پھرا نہ پھر عدم آباد جو گیا

بگڑے جو پوچھا آپ کہان رات بھر رہے
مین اتنی بات کہکے گنہگار ہوگیا

سینہ ہی چاک دلکے ہی ٹکڑی بدن ہی جگر
بسمل کا تیرے آج تماشا سا ہوگیا

اوسکی گلی کہین عدم آباد تو نہین
اولٹا پھرا نہ لیکے مرا نامہ جو گیا

لایا ہے کھینچ کھینچ کے کسکو مرا مزار
آکر رقیب بھی مرے مرقد پہ رو گیا

دشمن وہی بنے ہین کبھی دوست جو کہ تھے
کیا انقلاب آج زمانے کو ہوگیا

خود ہی چرا لیا ہے مگر چھیڑ دیکھیے
کہتے ہین وہ کہ دل تری پہلو سے کھو گیا

آنے لگے ہین آپ بھی اب تو شال مین
لو خوش ہو حسن شہرۂ آفاق ہوگیا

جمنا نہانے غیر کے ہمراہ چل دیا
میری رہی سہی بھی وہ ساری ڈبو گیا

ہمسے خفا ہوئے تو وہ دشمن سے جا ملے
تقدیر کی ہے بات جو ہونا تھا ہوگیا

کیا پوچھتے ہو حضرتِ حسرت کا حال تم
سودا کسی کی زلفِ پریشان کا ہوگیا

طائرانِ خلد مین بھی شور ہے فریاد کا
کام اچھا چل رہا ہے آج کل صیاد کا

یہ نیا انداز ہے اپنے دلِ ناشاد کا
ہوگیا سو جان سے عاشق تری بیداد کا

کیا ٹھکانا پھر رہیگا عاشقِ ناشاد کا
ڈھنگ جب دشمن نے سیکھا نالہ و فریاد کا

آشیان تا کاہ جاکر بلبلِ ناشاد کا
ہوگیا جنگل مین منگل آج کل صیاد کا

مرغِ بسمل کی تڑپ کیا برق کو بھی ہو لیتے
دیکھ لیتے گر تڑپنا کشتۂ بیداد کا

پھنس رہا تھا یان گلو مین نالۂ آہن گداز
پانی پانی ہوگیا خنجر ترا فولاد کا

کُل جہان کی خانہ بربادی وہی کے سر ہی
جو کوئی بانی ہوا اس عشق کی بنیاد کا

عشقِ دشمن مین اگر منظور ہے تاثیر کچھہ
ڈہنگ سیکھو مجھسے آکر تم مری فریاد کا

دیکھنے والے کو کہتی ہی تمہاری ہر ادا
یہ محبت کا چلن ہی یہ چلن بیداد کا

وصل کی شب گر نکل جائے تعجب کچھہ نہین
لب کو لپکا پڑ گیا ہے آج کل فریاد کا

دل کو تہا موسر کو باندہو آنکھہ کر لو بند تم
ہمنے اب خاکا اوڑایا غیر کی فریاد کا

میرا مرنا ہی ہوا ہے عید اونکے واسطے
ہر طرف سے غلغلہ ہی اک مبارکباد کا

جذبِ دل کا کیون نہون ممنون عزت رہگئی
ہاتہہ پورا پڑ گیا مجھہ پر مرے جلاد کا

سخت جانی کا بُرا ہو ہاتہہ اونکے تہک گئے
آج رونا پڑ گیا ہے خنجرِ فولاد کا

وہ ہی دن آئین کہ حسرت تم سے اونکا وصل ہو
شور اوٹہے ہر طرف سے اک مبارکباد کا

رنگ کچھہ بدلا ہے جب سے آپنے بیداد کا
ڈہنگ سب بدلا ہوا ہے عالمِ ایجاد کا

ڈہنگ کچھہ سیکھا ہی جب سے اوس ستم ایجاد کا
آسمان بھی اب تو موجد بن چلا بیداد کا

دل پہنسا کر چھوڑ دینا کیل ہی صیاد کا
وان کوئی قیدی نہین رہتا کسی میعاد کا

ہو گیا دشوار جینا بلبلِ ناشاد کو
اب لڑکپن جوش مین آیا مری صیاد کا

وہ کہین فرمائین بہی یہ ہای کسکا نام لین
ہم غنیمت جان لین بہولے سے آنا یاد کا

یہ تو ممکن ہی نہین وہ رنگ ہو وہ ڈہنگ ہو
آجکل لڑکے کرین گو سامنا اوستاد کا

جسکا جی چاہے چور اکشعر آزادی ملی
ہمنے حق چہوڑا ہی اپنا تو اپنی ہی اولاد کا

مجھ سے کہتے ہو کہ پہچانینگے محشر مین تمہین
اللہ اللہ کیا ٹھکانا ہے تمہاری یاد کا

سب چلے جاتے ہین لیکن اپنا ساماں چھوڑکر
یا خدا اٹھتا ہی رستہ کیا عدم آباد کا

روز مرہ وانکے جانیکا ہی جاری سلسلہ
رات دن چلتا ہی کیا رستہ عدم آباد کا

موت سے جھگڑی ہوی ہین اور وقت نزع ہے
پر ابھی تک منتظر ہون آپکے ارشاد کا

آج لے لیجے گواہِ دل اگر منظور ہے
فیصلہ کرنا کسی کے عشق کی روداد کا

یہ تمنا ہی مرے محشر بھی یہ حسرت رہے
ای مری شیریں خدا یہ وقت ہے امداد کا

بے حواسی مین بُرا ہو اس دلِ ناشاد کا
غیر کو موقع ملا ہے ہی مری امداد کا

پر کے بدلے پاؤن توڑا بلبلِ ناشاد کا
کھلنے والون پر لڑکپن کھل گیا صیاد کا

فیصلہ محشر مین ہوگا داد کا بیداد کا
وہ ہی دن آخر تو ٹھہرا ہی کسیکی یاد کا

ہو گیا دشوار جانا اب مرادآباد کا
دل کا دل ہی مین رہا ارمان دلِ ناشاد کا

کوئی پہلو بھی نچھوڑا اس حسین مین نام کو
سچ تو یہ حصہ ہوا ہی داغ سے اوستاد کا

ایسی قسمت ہی کہان جو کوئی ایسی جان دے
لیجیے مرنا تماشا ہو گیا فرہاد کا

دل سے شیریں کے کوئی پوچھو کہ کیا وہ بات تھی
جو کہا کرتا تھا تیشہ رات دن فرہاد کا

ایک ہی پل مین ہوا برباد کاخِ زندگی
کیا ٹھکانا ہی پھر ایسے قصرِ بے بنیاد کا

داد محنت کی ملے تو پھر وہ دنیا ہی نہین
لطف باقی نے نہ پایا جنتِ شداد کا

دیکھلو تم ہر اہین جاکر جب کبھی منظور ہو
یہ ہی ٹکڑا رہ گیا ہے جنتِ شداد کا

میر کے مرنے ہی سدھارے کیا جہان سے اہل عشق
کوی قاتل ہین سے ماتم آجکل فریاد کا

جو کسی کی زلف مین جاکر خوشی سے پھنس گئے
اون اسیرون کی ٹھکانا کیا رہا میعاد کا

ہوم کرتا گر کسیکے سخت دل کو لطف تہا
کیا سکندر نے بنایا آئنہ فولاد کا

ہم نہ دہوکا کہائینگے دہوکا نہ دیجاؤگے
یاد ہی ہمکو بہی اک پورا سبق اوستاد کا

اب نہ وہ دلی رہی ہی اور نہ ویسے لوگ ہین
نام ہی نام اب تو باقی ہی جہان آباد کا

ناک دلی کی ہین اور ساری جہانکی نوک ہین
آجکل تو دم غنیمت ہی مرے اوستاد کا

تہا کبہی حسرت بہی انسان اب تو ہی وحشت زدہ
پوچہتے ہو کیا پتا اوس خانمان برباد کا

اون گیسوؤن مین دل کو پہنسایا غضب کیا
دام بلا مین آپ ہی آیا غضب کیا

سہہ سہکے ظلم مفت مین عادت بگاڑ دی
اوسکو ستم شعار بنایا غضب کیا

دل مین ذرا خیال کرو میرے سامنے
دشمن کو تمنے پاس بٹہایا غضب کیا

نالون سے میرے کہلگئی وہ چشم مست خواب
فتنہ جو سو رہا تہا اوٹہایا غضب کیا

از حد وہ بدگمان ہی پہر اوس پہ نکتہ چین
کیون ہمنے حال ارسنایا غضب کیا

سچ پوچہیے تو گردش تقدیر یہی ہی
بیٹہے بٹہائے اوسکو بلایا غضب کیا

وہ بیوفا ہی پہلے سے یہ جانتے تہے ہم
جاکر پہر اوس سے دل کو لگایا غضب کیا

دشمن کو دوست سمجہے حماقت تو دیکہیے
ہمنے رقیب یار بنایا غضب کیا

ایسی بڑہی ہوئی ہے جسارت رقیب کی
وہ اونکے ساتہہ گہر مری آیا غضب کیا

وہ آرہے تھے رات کو گھر سے رقیب کے
اور ہمنے حال اپنا سنایا غضب کیا

بیٹھا ہے جا کے محفل اعدا مین اونکے پاس
حسرت نے سبکو خوب جلایا غضب کیا

کچھ تو ہو حیلہ کسی کی یاد کا
سلسلہ جاری رہے فریاد کا

وہ یہ کہتے ہین کہ ہوگا امتحان
خوب موقع ملگیا بیداد کا

جانِ شیرین کا ہی دینا کیا محال
یاد ہے قصہ ہمین فرہاد کا

ظلم سہکر بھی دعا دیتے ہین سب
کیا سلیقہ ہی تمہین بیداد کا

واہ وا ای سخت جانی واہ وا
پھر گیا منہ خنجرِ فولاد کا

دل کو تھا شوقِ اسیری وہ مٹا
ہم پہ احسان ہوگیا صیاد کا

کیا تعجب ہی جو نکلے وصل مین
لب کو چسکا پڑ گیا فریاد کا

شغل دل کو اور تو باقی نہین
مشغلہ ہے اک تمہاری یاد کا

وصل اونکا ہوگیا حسرت سے آج
ہے یہی موقع مبارک باد کا

کیسی شراب موسمِ انگور دور تھا
وہ مست ہون کہ شیشہ مین پہلے ہی چور تھا

دیکھا گیا نہ آپ ہی اس چشمِ شوق سے
جلوہ مری نگاہ سے تھوڑی ہی دور تھا

موسلی کے اشتیاق نے رتبہ بڑہا دیا
وہ ہی تو کوہ طور ہے جو پہلے طور تھا

مدِ نظر جو حسرت و ارمان کی لوٹ تھی
یہ دل تری نگاہ کے قابل ضرور تھا

مانا کہ تم نہیں ہو کوئی اور ہی سہی
آخر ہمارا کوئی تو قاتل ضرور تھا

جلوے نے تیری سرمۂ اہلِ بصر کیا
پتھر کا ورنہ ڈھیر یہی کوہِ طور تھا

معمورۂ چشمِ شوق یہ جلوے سے ہو گئی
اوٹھی جدھر نگاہ اودھر کوہِ طور تھا

حائل تھی ایک بیخودیِ شوق ورنہ یاں
مین ہی نہ اوس سے دور نہ وہ مجھ سے دور تھا

کس کام کے ہین پرسشش وجذبِ دل مرے
اوتنی ہی دور اب بھی ہے وہ جتنی دور تھا

کھولے گئے ہین ہوش مگر یہ تو یاد ہے
ہمسے کسی سے وعدۂ پنہان ضرور تھا

خالق کو تھی یہ حاجتِ نورِ محمدی
جلوے کا کوئی دیکھنے والا ضرور تھا

اوٹھی ہی تھی نہ شاہدِ معنی سے کچھ نقاب
شہرہ کسی کے حسن کا نزدیک و دور تھا

میخانۂ ازل ہی مین رہتے نہ کاش ہوش
اک جام بیخودی کا پلانا ضرور تھا

شاید کہین یہ سایۂ ابلیس پڑ گیا
آدم کی خاک مین تو نہ کبر و غرور تھا

اک پیرِ میکدہ نے اوسے بھی بھلا لیا
وہ دل کہ جسکو شوقِ شرابِ طہور تھا

بیت الحزن ہے اب تو فقط نام رہ گیا
وہ دن گئے جہان یہ دار السرور تھا

نیرنگیان یہ سب تہین فقط حسن و عشق کی
کوئی کلیم تھا نہ کوئی کوہِ طور تھا

کچھ آ گئی تھی یومِ قیامت پہ تیرگی
یہ تیرگیِ بخت کا میرے ظہور تھا

حسرت یہ انقلابِ زمانے کا حال ہے
وہ کام کر رہے ہین کہ جن سے نفور تھا

نام باقی نہین دیانت کا
اک نشان یہ بھی ہے قیامت کا

سامنا پھر ہی لاکھہ آفت کا
آدمی ہو ذرا جو ہمت کا

اب مروت کا چھوٹنا دشوار
خاصہ ہو گیا طبیعت کا

اچھی صورت پہ آج مرتے ہین
کون گاہک ہی نیک سیرت کا

وہ مرے بعد مرگ آئے ہین
وقت تھا یہ ہی تو عیادت کا

مٹگئے راہِ عشق مین پہلے
شوق کچھہ تھا جنہین شہادت کا

رند ہو پارسا ہو کوئی ہو
شیوہ رکھتا ہو آدمیت کا

ترکِ عادت ہی اک عداوت ہی
چھوٹنا سہل کیا ہی عادت کا

ہای ان واعظون کی بحثون سے
فیصلہ ہو گیا شریعت کا

دل مین ارمان آہی جاتے ہین
مقتضی ہے یہی طبیعت کا

مرتے جاتی ہین سیکڑون واعظ
خوب رستہ کھلا ہی جنت کا

زاہدون کو خیالِ حورِ نعیم
مشغلہ مل گیا طبیعت کا

وہ طبیعت ہی اب نہین افسوس
رنگ بدلا ہوا ہی حسرت کا

ردیف الباء

مفت ہوتے ہو کیون خفا صاحب
کچھہ نہین میرا مدعا صاحب

تم خفا ہو تو ہو چکا راضی
مجھہ سے محشر مین بھی خفا صاحب

غیر نے تم سے بے وفائی کی
مجھہ سے کیون ہوتے ہو خفا صاحب

ہم تو کہتے ہین خیرخواہی کی
تم نہین مانتے کہا صاحب

مجھسے بیگانگی ہی کیون کیسی
ہوگیا کون آشنا صاحب

گر یہی حکم ہی تو جانے دو
اب کہونگا نہ مدعا صاحب

کون گنتا ہی مجکو زندون مین
جیتے جی مین تو مر گیا صاحب

حسرت ایسا نہین جو شکوہ کرے
پھر نہ کہنا یہ کیا کہا صاحب

نازل ہوئی یہ جان پہ کیسی بلا ہی اب
میری شب فراق ہی زلف دوتا ہی اب

ارمان وصل جتنی تھی پورے وہ ہو چکے
تجھسے تو قتل ہی کا فقط مدعا ہی اب

مجکو ہوا نہ شکوہ یکے کرنے سے فائدہ
اولٹا اونہین خیال ستم کا ہوا ہی اب

کہتے ہین وہ کہ غیر کا تو نے گلا کیا
یہ میرے ہاتھہ قتل کا حیلہ لگا ہی اب

فریاد میری کیون نہین سنتا ہی ایخدا
کیا تو بتون کے جور سے راضی ہوا ہی اب

معشوق و مے سے توبہ و انکار کر چکا
حسرت بتا تو یار تری دل مین کیا ہی اب

دل کی مراد ہاتھہ نہ آئی تمام شب
کیا کیا نہ اوس نے بات بنائی تمام شب

ذکر رقیب پر ہے لڑائی تمام شب
کل وصل مین بھی نیند نہ آئی تمام شب

صورت دکھا کے چاند نے مجکو شب فراق
اوس ماہ رو کی یاد دلائی تمام شب

ارمان غیر نے تو نکالے ہین صبح تک
مانا کہ تم کو نیند نہ آئی تمام شب

پردے کی بات ہے کوئی کہتا نہیں مگر
تکلیف کچھ کسی نے اٹھائی تمام شب

آفت مژہ نے کی تو قیامت نگاہ نے
کیا کیا بلا نہ جان پر آئی تمام شب

اللہ رے میرے طالعِ بیدار کا اثر
اوس فتنہ گر کو نیند نہ آئی تمام شب

اک ہم ہین اور لب پہ فغان ہے تمام رات
اک وہ ہین اور نغمہ سرائی تمام شب

افسوس و یاس و حسرت و ارمان و درد و غم
کس کس نے مجکو شکل دکھائی تمام شب

او بلی ہوئی ہین نشہ سے آنکھین یہ ہے غلط
کس کس سے تو نے آنکھ لڑائی تمام شب

آرام تمنے خانۂ اغیار مین کیا
حسرت نے خوب دھوم مچائی تمام شب

جب ہو کے رخسارِ انور ماہتاب و آفتاب
رہ چکے پہر آسمان پر ماہتاب و آفتاب

رات دن کہاتے ہین جکو پر ماہتاب و آفتاب
کیا بلا لائینگے سر پر ماہتاب و آفتاب

کر دیا کس نے مشابہ عارضِ پر نور سے
ہو گئے جامے سے باہر ماہتاب و آفتاب

آئنہ دستِ نگارین مین اوٹھا کر دیکھیے
جلوہ گر ہین اک جگہہ پر ماہتاب و آفتاب

یا الٰہی کون ایسا جلوہ گر ہے بام پر
شرم سے کہلتے ہین چکر ماہتاب و آفتاب

ہے جہان مین کون اب تیرے سوا اے رشکِ حور
سر جھکائین جسکے در پر ماہتاب و آفتاب

پڑ گیا ہے عکس کس کے عارضِ پر نور کا
ہین مے گلگون کے ساغر ماہتاب و آفتاب

ساغرِ صہبا ہے دستِ ساقیِ گلفام مین
آج دیکھے ہین برابر ماہتاب و آفتاب

نور مین جلوے ہین انداز و ادا مین بانکپن
کب ہوے اوس بت کے ہمسر ماہتاب و آفتاب

ہمنے حسرت دونوں کی تشبیہ روئے یار سے
دیکھیے کیا لائین چکر ماہتاب و آفتاب

آسمان پورا ہی سفاکی مین قاتل کا جواب
پر نہین ہی مرغ بسمل تیرے بسمل کا جواب

دیکھیے انکار ہو یا روز محشر پر ٹلے
خونبہا کے واسطے جو کچھ ہو قاتل کا جواب

نام لے اس آگ کا تو صاف جلجائے زبان
ہی کہان نار جہنم سوزش دل کا جواب

سادہ رو تھوڑی سی حورین اور غلمان بے نمک
ہمنے جنت مین نہ پایا تیری محفل کا جواب

آسمان بھی گو ستمگار و جفا پیشہ سہی
لائیگا کس گھر سے لیکن تیرے قاتل کا جواب

طالب بوسہ ہی دل یہ کب ملے گا بے لیے
گالیون پر ٹالتے ہوا یسے سائل کا جواب

جو کیا جس نے وہی پیش آئیگا آخر اوسے
حشر مین ملجائیگا سب صدق و طل کا جواب

گدگداتا ہی مجھے ہر طرح حسرت کیا کرون
شوق کہتا ہی کہ لیلون خواہش دل کا جواب

پائے اس دل مین اگر نشو و نما موج شراب
نفس تیز سے ہو جائے سوا موج شراب

نمک حسن سے ساقی کے ہوا نشہ زیادہ
قلزم دل مین ہوئی شور فزا موج شراب

انقلاب شب ہجران کا اثر تو دیکھو
خستہ جانون کو بنی سیل فنا موج شراب

مژدہ ای بادہ کشو دل کی تمنا نکلی
دست ساقی مین ہوئی بال کشا موج شراب

بزم معشوق مین ہی عیش فزا بادہ ناب
دل عشاق سے اندوہ ربا موج شراب

برق خاطف ہی پے خرمن توبہ توبہ
ہی کسی کان کی بجلی کی ضیا موج شراب

بن گئی دل کی تمنا سے الٰہی توبہ
اضطرابِ دلِ بسمل کی دعا موجِ شراب

آج کیا ہی جو درِ میکدہ وا ہی ساقی
اسمین آتے ہی بنی موجِ صبا موجِ شراب

لے رہی ہی نگہِ مست ہزارون لہرین
در و دیوار سے ہی جلوہ نما موجِ شراب

یتمنا دلِ حسرت کی ہی ساقی ابتو
آئے وہ وقت کہ ہو بال کشا موجِ شراب

جلوہ افروز جو ہو وقتِ سحر موجِ شراب
در و دیوار کو دی رنگِ دگر موجِ شراب

عیش کیوقت مین کرتی ہی اثر موجِ شراب
کہ ادہر موجِ طبیعت ہی ادہر موجِ شراب

حلق سے اوتری جو زاہد کے تو وہ بول اٹھے
حکم اکسیر کا رکھتی ہی مگر موجِ شراب

دیکھنا پھر لبِ معشوق سی نکلے کیا کیا
جلوہ افزا محفلِ ہو گر موجِ شراب

یا دیارب ہوا یہ شغلِ صبوحی کس کا
بن گئی شائبۂ بادِ سحر موجِ شراب

بند ہگیا ہے کسی میکش کا تصور دلمین
آئی ہر سمت سے جو آج نظر موجِ شراب

ساقیا کیا ہے سبب کس کی تسلی مکنون
آج اس زور سے جاتی ہی کدھر موجِ شراب

جگمگا بادہ کشون کا ہو تماشا جب ہے
اور بہتی ہو سرِ راہگذر موجِ شراب

ہای افسوس یہ حسرت کا زمانہ پہنچا
اوس سے کرنے لگی کمبخت حذر موجِ شراب

عشق مین گذرینگے اپنے دن خراب
یہ جوانی کا کریگا سن خراب

ترکِ مے کیا ہو سکے برسات مین
واقعی ہین آجکل کے دن خراب

تم خدا جانے رہے ہو کس کے گھر
رات بھر ہوتے رہے تم بن خراب

ہجر مین احباب کی کیا چل سکے
کیا کرین جب آگئی موسن خراب

دوستو مکا آجکل یہ حال ہے
ظاہرا اچھے مگر باطن خراب

گو نہین بنتی مری معشوق بن
دل کا دیدینا تو ہے لیکن خراب

لیجیے دل پر ضمانت دیجیے
اور یہ بھی ہے نہو ضامن خراب

کیجیے لاشہ کو میرے بعد مرگ
آپ سے گر ہو سکے ممکن خراب

تو پریوش وہ ہے انسان ہی نہین
عشق مین تیرے ہوئی ہین جن خراب

آہ کیجے تا اوسے ہو کچھ اثر
رات کیون کرتی ہو تاری گن خراب

حضرت واعظ نہ دل پر یہ سمجھ لو
عشقبازی کو تو ہے یہ سن خراب

حضرت دل تم جدا جب سے ہوئے
کیا کہین کیسے رہے تم بن خراب

تجھ سے بگڑین گے کبھی تو وہ عدو
آئینگے تیری ہی ظالم دن خراب

عشق کا بھی ہے عجائب فیصلہ
مضطرب مدیون ہے دائن خراب

کچھ نہین تدبیر اوسکے وصل کی
کیا کرین ہم آگئی ہین دن خراب

ہان الگ ہی ان سے رہنا چاہیے
کوچہ دنیا کے ہین سا کن خراب

ہم جوانی مین کرین توبہ مگر
ایسی باتون کو ہے حسرت سن خراب

ردیف الباء فارسی

بیباک ایسے ہو گئے کسکی نظر سے آپ
یون تاک جھانک کرتے تھے کب چاکِ در سے آپ

واقف نہین ہوے ابھی روزِ دگر سے آپ
چھپتے پھرینگے حشر کو میری نظر سے آپ

یارب یہ کس کا خلد مین دیدار ہو گیا
جلوے ٹپک رہے ہین جو دیوار و در سے آپ

چہرہ اودا اس رنگ ہے فق نیلگون ہین لب
صورت بنا کے آئے ہین یہ کس کے گھر سے آپ

کیا کیا ہجوم شرم تھا کچھ اب ہی یاد ہے
کب یکتے تھے سوزنِ دیوار و در سے آپ

اوس چشمِ شہر مگین سے عیان ہے خمارِ شب
لو حال کہل گیا ہے کسی کی نظر سے آپ

شرم و حیا و ناز ہین مانع سوال کے
کیا حال پوچھتے کسی خستہ جگر سے آپ

وہ آپ کا وقار وہ تمکین کہان گئی
شوخی مین ہین بڑھی ہوی اپنی نظر سے آپ

سودا یہ وہ ہے جس نے نملایا ہے خاک مین
کیونکر اوتار دینگے اسی پھیر سر سے آپ

شوخی کے ساتھ ایسی حیا ہے بڑھی ہوئی
کوسون گریز کرتے ہین اپنی نظر سے آپ

کیا فائدہ ہے پرسشِ احوالِ عشق سے
بیخود بنے ہوے ہین جو اپنی خبر سے آپ

پھرتے ہین ساتھ غیر کے او بےوفا گلے ملے
جنکو حجاب تھا کبھی اپنی نظر سے آپ

پھر ہم بھی دیکھ لینگے یہ سب زہد و اتقا
حسرت ہے دو چار جو اوس فتنہ گر سے آپ

آرہے گا مری نالون مین اثر آپ سے آپ
وہ چلے آئینگے اکدن مرے گھر آپ سے آپ

صاف کہتا ہے مرجان یہ سینہ کا ابھار
آئینگے نخلِ جوانی مین ثمر آپ سے آپ

آنکھ نیچی نہین ہوتی تھی تمہاری کل تک
آج کیا ہے جو چراتے ہو نظر آپ سے آپ

گر نہین تمکو یقین پاس سے جاکر دیکھو
حال ہو جائیگا یان نوعِ دگر آپ سے آپ

ہم سے تو بہی کوئی کہجائے تو کچہ بیج نہین
آپ ہو جائین خفا کہدے اگر آپ سے آپ

نہ گیا تہا کوئی مہمان بُلانے اسکو
دل مین آیا ہے ترا تیرِ نظر آپ سے آپ

ہاتہہ سینہ پہ رکہا اوسنے جو بہرِ تسکین
دور ہو جائیگا یہ دردِ جگر آپ سے آپ

حضرتِ عشق ہی ایسے ہین کہ آجاتے ہین
اور آتا نہین انسان کو ہنر آپ سے آپ

لاکہہ چہپکر کرو کہلجائے گا وصلِ دشمن
کہ بُرے کام کی ہوتی ہی خبر آپ سے آپ

جذبۂ دل جو مرا کہینچ کے لائیگا اوسے
ہو رہیگی شبِ فرقت کی سحر آپ سے آپ

خونِ اشکون کے جو ہمراہ نکل جائیگا
آنکہہ مین آئینگے پہر لختِ جگر آپ سے آپ

دستِ نازک سے ذرا آکے وہ آنسو پونچہین
رنگ لائینگے مری دیدۂ تر آپ سے آپ

سچ تو یہ ہی کہ ہی کوشش سے ہی ملنا دشوار
اس زمانے مین تو ملنا نہین زر آپ سے آپ

عشقبازی کا تمہین شوق تو ہوای حسرت
دور ہو جائیگی جو کچہہ ہی کسر آپ سے آپ

ہوئے کچہہ دل مین دونون ہو چکر چپ
ادہر خاموش مین ہون وہ ادہر چپ

کرینگے وہ تجہے پیغام بر چپ
نہو نا حرفِ مطلب پر مگر چپ

صدا دیتے ہین ہر فریاد کے ساتہہ
مرے گہر کے نہین دیوار و در چپ

نکل جاتا ہے خاموشی مین مطلب
وہ ہوتے ہین مری ہر بات پر چپ

زمانے کی نہین ہے ایک حالت
کوئی گویا ہے اور کوئی بشر چپ

ندامت سے اوٹھائے پھر نہ گردن ہوسے یہ شکوۂ بیداد پر چپ
کیا کرتے ہو یہان آنے مین سو عذر چلے جاتے ہو تم دشمن کے گھر چپ
یہ کیا کلمہ تمہارے مُنہ لگا ہے کہا کرتے ہو کیون ہر بات پر چپ
اوسے شوقِ ستم مین طالبِ جور نہ مین چپ ہون نہ وہ بیداد گر چپ
ملا یہ بیخودی شوق مین لطف کہ اب رہتے ہین ہم آٹھون پہر چپ

بتاؤ تو کہ ہے کیا بات حسرت
مجھے تم آج آتے ہو نظر چپ

بگڑا ہوا ہے آج مری چارہ گر کا روپ دیکھا ہے اس نے کیا کسی شکِ قمر کا روپ
خط سے زیادہ اوسکا گریبان چاک ہے بدلا ہوا ہے آج مرے نامہ بر کا روپ
غیرون کے ہاتھ پڑنے لگے جب سے بار بار اگلا سا وہ نہین تری نازک کمر کا روپ
پروا رہیگی خلد مین حورونکی کیا اوسے دیکھا ہے جس نے تجھسے بتِ عشوہ گر کا روپ
کیا ہمسفیر دیکھ کے خوش ہونگے باغمین سب بٹ گیا قفس مین مرے بال و پر کا روپ
بزمِ عدو مین اسکو نظر ہو گئی نہو بدلا ہوا ہے آج تمہاری نظر کا روپ
دیکھے ادھر مجال ہے کس خیرہ چشم کی کیا کم ہے آفتاب سے داغ جگر کا روپ
مژگان پہ جم گیا ہے جو کچھ آکے لختِ دل مرجان سے کم نہین ہے مری چشمِ تر کا روپ
حسرت سے داغ کہائین اگر دیکھین مہر و ماہ دل کا ہمارے روپ ہمارے جگر کا روپ

حسرت ابھی تک آپکو دعوی ہے ضبط کا

دیکھا نہین ہی آپنے اوس عشوہ گر کا روپ

ناصح جو دیکھے تو دلِ بیتاب کی تڑپ
پیدا ہوا آنکھ مین تری سیماب کی تڑپ

یون لوٹتا ہے کوچۂ جانان مین دل مرا
ساحل پہ جیسے ماہیِ بے آب کی تڑپ

مجھ سے زیادہ میرے لئے بیقرار ہین
بسمل سی ہے سوا مرے احباب کی تڑپ

دیکھی جو میری نبض کہا چارہ ساز نے
بجلی کی یہ تڑپ ہے کہ سیماب کی تڑپ

کم ابر سے نہین ہی مری چشم اشکبار
بجلی سے کم نہین دلِ بیتاب کی تڑپ

دل سے سوا لپک ہے مری دل کے داغ کی
بجلی سی ہی بڑھی ہوئی مہتاب کی تڑپ

تیور چڑھا کے دیکھ نہ اے سبزہ رنگ دیکھہ
دیکھی ہوئی ہی تیغ سیہ تاب کی تڑپ

دیکھا جو آج خندۂ دندان نما ترا
بجلی سے بڑھ گئی دُرِ نایاب کی تڑپ

کیا کہیے حال حسرتِ خانہ خراب کا
ایسی نہین ہے ماہیِ بے آب کی تڑپ

جان جاتی ہی میری آیئے آپ
آیئے یا مجھے بُلایئے آپ

ہم ہی تو سر جھکائے بیٹھے ہین
تیغ گردن پہ اب لگایئے آپ

موت آتی ہی اور یہ وہ ظالم
اس سے بہتر ہی زہر کھایئے آپ

کوئی فرقت مین زہر کھاتا ہی
کچھہ خدا کا تو خوف کھایئے آپ

تنگ ہوتا ہون حضرتِ ناصح
پاس سے میرے اوٹھکے جایئے آپ

کیا عدو سے نہین ہی میل ملاپ
اوسکے سر کی قسم تو کھایئے آپ

ہو چکے گرم ہو چکا غصّہ | ٹھنڈے ٹھنڈے یہاں سے جائیے آپ

ہو چکی بات عیش کی حسرت
درد و غم کی بھی کچھ سُنائیے آپ

ردیف التاء

کیا ایسے کو بھیجے کوئی پیغامِ محبت | لیتا نہیں جو بھول کے بھی نامِ محبت
گر جور و جفا پر رہا انجامِ محبت | لیگا نہ زمانے میں کوئی نامِ محبت
کہتے ہو شبِ وصل عدو ذبح کرینگے | کیا خوب دیا آپ نے انعامِ محبت
تصویرِ عدو دیکھ کے وہ آپ ہی بولا | ایسوں کا تو اچھا نہیں انجامِ محبت
یہ صاف بتاتی ہے تری زلفِ پریشاں | تڑپا ہے کوئی آج تہ دامِ محبت
یہ ایک قیامت ہے تو وہ سخت بلا ہے | اس طور سے گذری سحر و شامِ محبت
ہو دیدۂ بینا تو کوئی غور سے دیکھے | کم بامِ فلک سے نہیں کچھ بامِ محبت
کہتے ہو کبھی جس نے وہی ذائقہ جانے | شیریں ہیں بہت قند سے دشنامِ محبت
لیتے ہیں مزے رندِ قلندر ہی کچھ اسکے | تقدیر میں زاہد کی نہیں جامِ محبت
جینے کا نہ کچھ لطف نہ مرنے کا مزا ہے | جس پر نہ چلی ہو کبھی صمصامِ محبت
چلتا ہوں یہی بیخودیِ شوق میں کہکر | اچھا ہی جو بڑھتا ہی رہے گامِ محبت
کہتا نہ مرا حال اگر اشک نہ ہوتے | کم بخت یہی ہو گئے نمّامِ محبت

آتا ہے مجھے خوف اسی نام سے حسرت

لینا نہ مری سامنے تم نام محبت

گر یون ہی رہا کوئی دن آزار محبت
بچنے کا نہین ایک بھی بیمار محبت

اچھا نہین ہوتا کبھی بیمار محبت
جاتا نہین ہو کر کبھی آزار محبت

ممکن نہین ایسے سے ہو اظہار محبت
جسنے نہ سُنی ہو کبھی گفتار محبت

یہ گرم ہے اُس کوچہ مین بازار محبت
ہین سیکڑون معشوق خریدار محبت

مقتل مین اگر قتل کرو ہاتھ سے اپنے
تو سر سے اوتر جائی مری بار محبت

رکھا نہ اسے سینے تو مہمان سمجھکر
گھر کر گیا دل مین مرے سوفار محبت

کہنے کو غم و رنج تو ملجاتا ہی مجکو
کافی ہی مرے واسطے سرکار محبت

مین اور کسی بات کا خواہان نہین تم سے
ہون ایک فقط دل سے طلبگار محبت

میرا سا ترا حال ہوا ناصح نادان
کہلجائین اگر تجھپہ کچھہ اسرار محبت

دل دیچکے برباد ہوئے جان سے گذرے
ابتک بھی نہین آپکو اقرار محبت

تیور کہے دیتے ہین کہ دیکھا ہی زمانہ
حسرت ہے عبث آپکو انکار محبت

نہ تم اپنے نہ دل اپنا نہ اپنی آشنا قسمت
یہ میرا طالع وارُون یہ میری نارسا قسمت

نہین لکھا ہی کچھہ اس مین بجز اندوہ و حسرت کے
بدل دی غیر کی قسمت سے میری ایخدا قسمت

کرین وعدہ بھی وہ آنیکا تو مجکو یقین یہ ہی
کبھی پورا نہو نے دیگی میرا مدعا قسمت

مصیبت کونسی تاریخ دآفت کسکے سر پڑی
نہوتی اسطرح کی گر ہماری ایخدا قسمت

نہ سوزش ہو نہ کاہش ہو نہ بیتابی نہ لاچاری
تری قسمت سے لڑجائے جو میری بیوفا قسمت

کیا ہی حال ایسا ابتو تیری سوزِ ہجر ان نے
کبھی یارب زبان پر ہی کبھی کہتا ہون یا قسمت

یہان دنرات ملتی ہی تمنا جسکی تجکو ہے
تری قسمت سی اچھی ہی ہماری پارسا قسمت

عبث سمجھی ہی تو تیری سہارے لوگ بیٹھے ہیں
خدا کا آسرا ہے تیرا کیا ہی آسرا قسمت

دعا یہ ہی کہ سب جن و بشر ہون تابعِ فرمان
سلیمان کی عطا حسرت کو کردے ایخدا قسمت

کیا تابِ اونکی بات کو کہیے جو نادرست
وہ جھوٹ بھی کہین تو کہون مین بجا درست

اس عاشقی مین جیسے کو تیسا ملا ہی خوب
کیا غیر نے کیا ہی تجھے بے وفا درست

یہ ضد بڑی ہوئی ہے کہ وصلِ رقیب کو
گر مین کہون درست وہ فرمائین نادرست

وہ آئین اور کچھ نہو ہمکو موجبِ یقین
گر امتحان مین اوترے کوئی پارسا درست

آتا ہی یاد شکوہ پہ وصلِ رقیب کے
کہنا کسی کا ہی وہ جی ہان بجا درست

پہلو ہر ایک بات مین ہوتے ہین سیکڑون
اک طرح ہی درست تو اک طرح نادرست

اپنون مین پائی ہمنے تو بیگانگی کی بو
ہمکو کوئی ملا ہی نہین آشنا درست

رہبر ہر ایک گام پہ ہی شوقِ بیخودی
کیا رہروانِ عشق کا ہے راستا درست

اوس سنگدل کے دل مین جگہ تک نکر سکے
افسوس کوئی کام نہ ہمسے بنا درست

پھر دیکھون کسطرح تمہین ہوتا نہین اثر
بیٹھے اگر ہدف پہ یہ تیرِ دعا درست

کیا بےبسی ہی غیر کی تعریف اوس نے کی
اور ہمکو دل کو تھام کے کہنا پڑا درست

وہ مہربان ہون تو بھی تو ممکن نہین وصال
حسرت مین کیا کہون مری قسمت ہی نادرست

کیا خاک دل نشین ہو مرے چارہ گر کی بات
ہی دردِ دل کی بات نہ دردِ جگر کی بات

قاصد نہ لینا ہاتھ مین جلجائے گا ورق
تحریر ہوگی جب مری سوزِ جگر کی بات

ہو دردمند میرا نصیحت کو چھوڑ کر
ناصح اگر سنے مرے دردِ جگر کی بات

کوئی بھی اوسکے جور کا کرتا نہین یقین
بیڈھب بنی ہوئی ہی بتِ فتنہ گر کی بات

شرمندگی سے ہوگئی نوبت جنون کی
آتی نہین سمجھ مین مرے نامہ بر کی بات

قسمت کہلے کہ رحم پہ آجائے فتنہ گر
سُن لے جو کوئی حسرتِ خستہ جگر کی بات

نکلی ہی نئی اور یہ بیداد کی صورت
آتی ہی نظر خواب مین جلاد کی صورت

گر یون ہی قفس مین رہی فریاد کی صورت
بگڑیگی اسیرون سے بھی صیاد کی صورت

تصویر تری کھینچکے دل کھینچنے لگا ہے
بگڑی ہی بہت مانی و بہزاد کی صورت

دھوکا ہی مری عشق پہ کیا اوسکو جنون کا
آئی ہی نظر آج جو فصاد کی صورت

ہے عشق ہمین کوچۂ دلدار سے زاہد
دیکھین نہ کبھی جنتِ شداد کی صورت

حسرت کو کبھی دیکھکے کہتا ہی یہ مجنون
اللہ نے دکھائی مجھے اوستاد کی صورت

تڑپ تڑپ کے کسی ڈھب گذاری رات
کسی کی عیش سے گذری ہی آج ساری رات

عدو کے ساتھہ گذاری ہی تمنے ساری رات
خبر ہے کیا تمہین کیسی کٹی ہماری رات

نئی نئی وہ طبیعت کا ٹوٹ کر آنا
کسیکو نیند نہ آنا وہ ہای ساری رات

کسی کے ساتھہ کبھی عیش مین گذرتی تھی
مزے مزے کے وہ دن تھے وہ پیاری پیاری رات

تمہین وصال عدو تھا مجھے وصال وصال
شریک ہو نہین سکتی مری تمہاری رات

کسی نے رات کے آنیکا کیا وعدہ
جو آج صبح سے کہتا ہو نہین کہ آری رات

شبِ فراق گذرتی ہی روزِ غم سی بری
مثل یہ سچ ہی کہ بیمار کو ہے بھاری رات

مزا تو جذبۂ دل جب ہی وہ کہین مجھہ سے
بری طرح سے ترے ہجر مین گذاری رات

نہ آنا تھا تمہین وعدہ کی شب تم آئے
بہت رہی دلِ مضطر کو بیقراری رات

یہ کہہ رہی ہے تمہاری نگاہ اے حسرت
کسیکے ساتھہ گذاری ہی تمنے ساری رات

کچھہ ایسی بنی تھی جان پر رات
اپنی تھی مجھے نہ کچھہ خبر رات

بے چین ہوا تھا فتنہ گر رات
نالون نے کیا تھا کیا اثر رات

بے چین رہا ہون مثلِ ماہی
نیند آئی نہ مجکو تا سحر رات

کیون ہیر یہ طرح تھی غیر بیتاب
کس جا پہ رہا وہ فتنہ گر رات

کچھہ وصل کے ہو رہی تھے چرچے
اک لطف رہا تھا تا سحر رات

تم عیش کرو تمہین خبر کیا
حسرت نے گذار دی کدہر رات

ردیف التا ہندی

ہجر مین سوئین کونسی کروٹ
چین آتا نہین کسی کروٹ

ساتھ سویا تو اس طرح ظالم
میری جانب سے پھیر لی کروٹ

حشر ہو تو بدل لین کچھ پہلو
کب سے سوتے ہین ایک ہی کروٹ

سانس لینے کی جبکہ تاب نہ ہو
لے سکے خاک آدمی کروٹ

غش سے ہوگا علاج بیتابی
لینے دیگی نہ بیخودی کروٹ

دلکے دل مین ہی رہ گئی ارمان
گرم کی اوس نے غیر کی کروٹ

ہای رے زور ناتوانی کا
سانس لینے مین پھر گئی کروٹ

کب سے سویا ہی منہ کو پھیر کے تو
دکھہ نہ جائی کہین تری کروٹ

ہای بدلا نہ کچھہ مزاج ترا
گو زمانے کی پھر گئی کروٹ

اپنی تحریر مین ہین سو پہلو
دیکھین بیٹھے یہ کونسی کروٹ

خواب مین ہی وہ چونک پڑتے ہین
پھیر لیتے ہین دوسری کروٹ

آج حسرت لڑے عدو سے وہ
میری قسمت نے پھیر لی کروٹ

وہ بلاتے ہی مرے گھر مین جو آیا جھٹ پٹ
آج نکلی ہے مرے دل کی تمنا جھٹ پٹ

دیکھہ لین غیر مرا آ کے تماشا جھٹ پٹ
جی مین آتی ہی کہ لیلون ترا بوسا جھٹ پٹ

لے چلا ساتھہ لگا کر سر محفل اونکو
غیر کے دل کی تو نکلی ہی تمنا جھٹ پٹ

وہم یہ تھا کہ دوبارہ نہ کہین جی اوٹھے
کیا اوٹھایا ہی مرا غیر نے مردا جھٹ پٹ

اک نظر دور سے دیکھا تھا کہین کیا ناصح
ہوگیا زلف پریشان کا جو سودا جھٹ پٹ

چلدیئے ایک نگہ مین وہ مرا دل لیکر
یہ ہوا عشق کے بازار مین سودا جھٹ پٹ

تنگ آئی جو بہت عشق کے بیمارون سے
چڑھ گئے چرخ چہارم پہ مسیحا جھٹ پٹ

دو قدم اوسکے سر بزم جو وہ چل نکلے
ہمنے دیکھا ہی قیامت کا تماشا جھٹ پٹ

منہ چھپاتے رہے حسرت وہ ہمیشہ ہم سے
غیر کو جلوۂ دیدار دکھایا جھٹ پٹ

ہجر کی شب ای دل مضطر نہ لوٹ
دیکھہ آیا نا مہ دلبر نہ لوٹ

بے ادب کچھہ پاس قاتل ہی رہے
اے دل مضطر بہ خنجر نہ لوٹ

سر چڑھی ہے کچھہ ادب ہی چاہیے
دیکھہ ای زلف سیہ رخ پر نہ لوٹ

جذبۂ دل جب تری تاثیر ہے
خود کہین وہ ای مرے مضطر نہ لوٹ

لوٹنے کو دیکھکر ای دل ترے
ہوگیا بیتاب وہ دلبر نہ لوٹ

ای دل بیتاب دم بھر تو ٹھہر
ہے زمانہ مین پیا محشر نہ لوٹ

ہین تہ و بالا زمین و آسمان
اس قدر تو ای دل مضطر نہ لوٹ

ہوش مین آ ای دل مضطر سنبھل
آگئے ہین وہ ترے در پر نہ لوٹ

دل تڑپتا ہے عجب انداز سے
کس طرح ہو جای وہ دلبر نہ لوٹ

عشق مین حسرت تحمل چاہیے

گر فلک بھی گر پڑے تجھ پہ الٹ

اچھی نہیں فتنہ گر بناوٹ
کیا دیگی تجھے ثمر بناوٹ

کہنے کے ہیں سارے قول و اقرار
کرتا ہی وہ سیمبر بناوٹ

دشمن سے یہ جنگِ زرگری ہے
باہم ہوئی یکدگر بناوٹ

آئینہ بنا مصاحب اونکا
کرتے رہے رات بھر بناوٹ

درمان سی بڑھا ہی درد میرا
کرتا نہیں چارہ گر بناوٹ

زاہد نے کبھی بھی سچ نہ بولا
کرتا رہا عمر بھر بناوٹ

حسرت نہ یقین دل مین لانا
کرتا ہی وہ حیلہ گر بناوٹ

تو یک بیک نقاب نہ او مہ جبین الٹ
گھبرا کے دم ہی جائے نہ میرا کہین الٹ

چھپ جائے وہ پھر کو بھی مغرب مین آفتاب
پردہ جو رخ سی دی بت پردہ نشین الٹ

میری طرح سی دیکھنا تیرا بھی حال ہو
رخ سی جو دی نقاب وہ اے ہمنشین الٹ

نیچی نگہ کی پڑتی ہے لاکھون کے دل پہ چوٹ
دیگی جہانکو یہ نگہ شرمگین الٹ

دستِ جنون کی اتنی ہی در پردہ روک تھام
جائے نہ دیکے زخم سی دامن کہین الٹ

گر مجھ سی سخت جان کا منظور قتل ہے
دامن سنبھال تیغ مکاں آستین الٹ

حسرت جو دل لگانے ہوا وہ خوش نصیب ہے
کیا جائیگی تمہاری نوشت جبین الٹ

تمنے بدلی مرے بجانب سے جو جانان کروٹ
لیگئی ساتھ ہی کچھ گردشِ دوران کروٹ

دنکو مہتاب سے ہے رات کو خورشید رہے
ایسی بدلے کوئی اب گردشِ دوران کروٹ

کچھ جو اڑتی سی سنی ہے ترے آنے کی خبر
تری بیمار نے بدلی بصد ارمان کروٹ

کچھ خطا دستِ ہوس نے تو نہ کی تھی ایسی
پھیر لی کیون مرے بجانب سے مرے جان کروٹ

دل کو دا بے ہوے ہین ایک ہی پہلو سے رہا
لینے دیتا نہین مجکو غمِ ہجران کروٹ

بوسہ رخ نہین تیرا کہ ہو لینا دشوار
جب مرے جی مین ہو لیلون شبِ ہجران کروٹ

آج ہنستے ہین عدو کل مین ہنسونگا اونپر
میری تقدیر نے لی اگر کسی عنوان کروٹ

منہ کو پھیرا ہے جو کعبہ سے تمہاری جانب
لی شہیدون نے تمہاری سرِ میدان کروٹ

عشق کے نام سے حسرت کو ہے نفرت ایسی
سوئے لیکر نہ سوے کوچۂ جانان کروٹ

ردیف الثار

بے سبب کیون خفا ہو کیا باعث
نہ کھلا ہمکو رنج کا باعث

لطف دیکھو کہ اونکی رنجش کا
ہم نے دشمن سے کہدیا باعث

وصل کی رات منہ چھپانے کا
نہین کھلتا ہے دلربا باعث

گالیان غیر ہمکو دیجائے
آپ کا منہ تھا آپکا باعث

وعدۂ حشر ہو کہ ہو تو سہی
دل کی تسکین کو ذرا باعث

اونکے آنے کی کچھ توقع ہے
ہے یہی اپنی زیست کا باعث

چھیڑ دیکھو کہ بے قراری کا
پوچھتا ہے وہ دل رُبا باعث

شبِ وعدہ جو تم نہیں آئے
اس نہ آنے کا کوئی تھا باعث

غیر سے گر نہیں لگاؤ نہیں
مُنہ لگانے کا پھر ہے کیا باعث

نہیں آیا جو دل کہیں حسرت
بیقراری کا پھر ہے کیا باعث

خفا ہوا ہے وہ دلدار آج کیا باعث
بڑھی ہے مفت میں تکرار آج کیا باعث

وہ دوست ہے بھی تو وعدہ کبھی نہ کرتے تھے
ہوئے ہیں غیر سے اقرار آج کیا باعث

خطا قصور گنہ میرا کچھ تو فرمائیں
خفا ہیں مجھ سے جو سرکار آج کیا باعث

اسی امید پہ کٹتی تھی زندگی اپنی
ہوا ہے وصل کا انکار آج کیا باعث

کسی کا وعدۂ فردا الٹ گیا شاید
تڑپ رہا ہے یہ بیمار آج کیا باعث

وہی تو ہم میں کہ دیدار کی تمنا تھی
ہوئے وہ شکل سے بیزار آج کیا باعث

خدا رتھا حضرتِ ناصح کو اسقدر کل تک
ہوا ہے عشق کا آزار آج کیا باعث

کھلے گی دیکھیے کس خوش نصیب کی قسمت
وہ آئے باندھ کے تلوار آج کیا باعث

مری نگاہ میں آتا رحشر پھرتے ہیں
کھڑے ہیں طالبِ دیدار آج کیا باعث

اثر پڑا ہے بلا شک تری نگاہوں کا
شراب پیتے ہیں دیندار آج کیا باعث

وہ وعظ و پند کی باتیں کہاں گئیں حسرت
جناب ہو گئے میخوار آج کیا باعث

خواہش وصل سی ہے آپکو انکار عبث
عاشقِ زار سے یہ مفت کی تکرار عبث

شکوۂ غیر پہ پھیری ہے نگہ یار عبث
باتون باتون مین کہی جاتی ہے تلوار عبث

قتلِ عشاق کو تو تیغ نگہ تہی کافی
آئے ہو آج یہ تم باندہ کے تلوار عبث

غور سے دیکھو تو مقصود ہی دونو کا وہی
یہ جھگڑتے ہین ہم کافر و دیندار عبث

ایسے ہنگامہ مین کیا کوئی کسیکو دیکھے
حشر کی آس پہ ہین طالبِ دیدار عبث

جب ہو موجود تو مہمان سی چھپا تا ہی کوئی
قطرۂ خون سے ہی برہم تر اسوفار عبث

برگِ گل سی لبِ نازک سے بھلا کیا نسبت
مغز کہاتی ہے مرا بلبلِ گلزار عبث

تو وہ یوسف ہی تری در پہ ہین لاکھون گاہک
بکنے آیا ہے مرا جان سرِ بازار عبث

سخت جان مین ہون کلائی ہی تمہاری نازک
کہینچکر آئے ہو تم خنجرِ خونخوار عبث

پردہ پردہ مین سکھایا ہی عدو نے کچھہ تو
گالیان مجکو سناتا نہین دلدار عبث

ایسی چالون سے تو آتی نہین چالین تیری
حشر ہوتا ہی یہ برپا دمِ رفتار عبث

شکوۂ غیر تو گستاخ کوئی بات نہین
ہمسے ہوتے ہین خفا آپ نو سرکار عبث

جھوٹی باتون سے تو ہوتی نہین دلکی تسکین
وعدۂ وصل کیا کرتے ہو ہر بار عبث

سچ تو یہ ہی کہ ہوئی سخت حماقت حسرت
نوجوانی مین کیا عشق کا انکار عبث

بخت خفتہ کی ہوئی طالعِ بیدار سے بحث
رات انکار کی ہوتی رہی اقرار سے بحث

دلِ بیتاب نہ کرنا نگہِ یار سے بحث
اتنی سی جان پر اس گھات کی تلوار سے بحث

نہ وہ بُرش نہ وہ تیزی نہ وہ دم خم اس مین
تیغ کر سکتی ہی اوس ابروی خمدار سے بحث

سخت جانی کے بھروسے ہین ساری باتین
کی رگِ جان نے مری خنجرِ خونخوار سے بحث

ایسے باتون سے کہین اسکو شفا ہوتی ہی
ہی مسیحا کو عبث آپکے بیمار سے بحث

جلوہ چہنے کا نہین برقِ تجلی کی طرح
آپ کرتے ہین عبث طالبِ دیدار سے بحث

سچ تو یہ ایک ہی مطلب کے ہین طالب دونون
مفت رہتی ہی عبث کافر و دیندار سے بحث

حال کہلجائیگا اے ناجہنم تیرا
دیکھہ کرنا نہ مری آہ شرربار سے بحث

بہا گیا ہی جو ترے جور و ستم کا انداز
موت کچھہ کرتی ہی اب تو تری تلوار سے بحث

اب تو باقی نہین حسرت کی طبیعت مین لگاؤ
تیرے اقرار سے مطلب ترے انکار سے بحث

وحشتِ قیس کو سمجھا دلِ ناداں میراث
ایسے وحشی کی نہ کیون ہو غمِ ہجران میراث

اے جنون یہ نہین انصاف ہمارے ہوتے
قیس و فرہاد کی ہو کوہ و بیابان میراث

لطف دیجاتی ہی ایسا ہی کبھی ہوتا ہی
کچھہ بلاؤن کی نہین ہی شبِ ہجران میراث

اور زخمی بھی ہین کس لطف سے وہ کہتے ہین
تیرے زخمون کا نہین میرا نمکدان میراث

لطف تو جب ہی کہ ایسا ہو اثر اے ناصح
دستِ وحشت کی سہے تیرا گریبان میراث

پوچھتا کیا ہے دمِ قتل تمنا ہے یہی
زخمِ دل کے لئے ہو جای نمکدان میراث

اتفاقاً یہ پھنسا جاکے تعجب ہے یہی
دلِ آگاہ کی نہ تھی زلفِ پریشان میراث

لطف جب ہی کہ دربار پہ لوٹین حسرت

آبلون کی نہین کچھہ خار بیابان میراث

ردیف الجیم

قتل کرتا ہے وہ ستمگر آج
مجھہ سے پہرتا ہی یو مقدر آج

بام پر آئیگا وہ دلبر آج
چاند چمکے گا دیکھین کیونکر آج

کچھہ تو بر آئے قتل کی خواہش
مول لائین کہین وہ خنجر آج

ہای قاصد کا آکے یہ کہنا
تیری گھر آئین گے مقرر آج

کچھہ ستم کچھہ کرم کیا اوس نے
دونون باتین رہین برابر آج

بات کچھہ تو ہی گو نہین کہتی
غیر پہرتا رہا ہی مضطر آج

کل سو ہین طالب شہادت ہون
باندہکر آئے ہین وہ خنجر آج

وعدۂ وصل تو کیا اوس نے
دیر نہ دہو کا اگر مقدر آج

گر ہی آنا تو آچکو اب بھی
لب پہ آئی ہی جان مضطر آج

جذبۂ دل نے کچھہ کمی کردی
ورنہ آتے ہی وہ مقرر آج

کچھہ بن آتی نہین ہی اب حسرت
ایسا بگڑا ہی وہ ستمگر آج

خوب کرتی ہی سنا ہے نگہ یار علاج
آج ہوجائیگا تیرا دل بیمار علاج

مرض عشق کی ملتی ہی نہین کوئی دوا
کر چکے حضرت عیسی بھی تو سو بار علاج

وہ عیادت کے لیے آئین تو جی اوٹھون ابہی
مردی جی اوٹھتے ہین جب کرتی ہی قمار علاج

شہرہ ہی چارطرف اوسکی مسیحائی کا
لبِ جان بخش نے اچھو کئے دو چار علاج

ہوگئی ہی ترے اعجاز کی یانتک تاثیر
ابتو کرتے ہین مسیحا تری بیمار علاج

ہای مقسوم ذرا بھی نہ ہوئی کچھہ تاثیر
بدلی سو بار دوا بدلا ہی سو بار علاج

تیری بیمار کو اللہ ہی شفا بخشے گا
ترک سب کر چکے جب ہو گئی ناچار علاج

چلدئے وہ جنہین دعوی تہا مسیحائی کا
کون پہر تیر اکریگا دلِ بیمار علاج

قتل جب اوسنے کیا مجکو تو دشمن نے کہا
یہی تہا ایسے گنہگار کا سرکار علاج

کہتے ہین تجھسے کیئے ہمنے ہزارون آخر
تیرا بھی اب ہمین کرنا پڑا ناچار علاج

اور بھی کوئی خبر تمنے سنی ہی حسرت
آج وہ میر اکریگے سرِ بازار علاج

دیکھہ لون دشمن کی قسمت کا عروج
رہ گیا تہا یہ ہی شامت کا عروج

جب سے دیکھا ہی تجھے ای مہ لقا
آسمان پر ہی طبیعت کا عروج

جذبۂ دل بات تو جب ہی بنے
دونون جانب ہو محبت کا عروج

نام مجنون کا کبھی لیتی نہ خلق
دیکھتی گر میری وحشت کا عروج

یہ تو ممکن ہی نہین کچھہ ہو سکے
چال سے تیری قیامت کا عروج

ہوگیا ہے نخل طوبی اشر مسار
اللہ اللہ تیرے قامت کا عروج

اونکو شکوہ سے کیا کیون منفعل
ہی یہان اشکِ ندامت کا عروج

جذبۂ دل اوسکو لایا کھینچکر
آج دیکھا ہمنے قسمت کا عروج

اوسکے کوچہ ہی مین جاکر جان دی
اللہ اللہ اپنی ہمت کا عروج

فتنے اوٹھتے مین تمہاری چال سے
اب زمانے مین ہی آفت کا عروج

امتحان کو تیغ لیکر آئے ہو
دیکھنا شوقِ شہادت کا عروج

سامنے بیٹھا ہے وہ خورشید رو
دیکھنا حسرت طبیعت کا عروج

اللہ نے رتبہ یہ بڑہایا شبِ معراج
جبریل نہین لینے کو آیا شبِ معراج

خود طالبِ دیدار ہوئے حضرتِ موسیٰ
اور آپکو آپ اوسنے بلایا شبِ معراج

آنکھون سے اوٹھے آپکے سب پردہ ظاہر
جو کچھ تہا ارادہ مین دکہایا شبِ معراج

اک یہ بہی پسندیدہ ہی جبریل کی خدمت
معشوق کو عاشق سے ملایا شبِ معراج

امت کی شفاعت کے لیے آپکو خلعت
خود عرش پہ اللہ نے پہنایا شبِ معراج

جو جلوہ ازل سے بہی نہ دیکہا تہا کسی نے
وہ جلوہ محمد کو دکہایا شبِ معراج

پوشیدہ ہوا سایہ تو یہ بات تہی واسمین
انکہون مین فرشتونکی سمایا شبِ معراج

ای ختمِ رسل فخرِ رسل شافعِ امت
ان کلمون سے اللہ نے بلایا شبِ معراج

یہ مرتبہ ہان تیرے سوا کسکو ملا ہی
مشتاق تجہے ہوکے بلایا شبِ معراج

اتنک بہی یہی اوسکی تجلی کا سبب ہے
مہتاب نے کچہہ نور جو پایا شبِ معراج

جسوقت فلک پر تری بہنچی ہی سواری
غل تہا یہ فرشتون مین وہ آیا شبِ معراج

امید ہی حسرت کو کہ ملجائیگی جنت

لکھکر تری تعریف وہ لایا شبِ معراج

جاتا ہی پاس غیر کے کیونکر نہ آئے رنج
کیا کیا تری سبب سے نہ مینے اوٹھائے رنج

مین دولتِ وصال سی محروم ہی رہا
حاصل نہین ہوا مجھی کچھہ بھی سوائے رنج

اپنی زبان سے وہ اگر اسکی دا دین
پھر تو خوشی سی دل مین نہ پھولا سمائے رنج

باقی رہیگی کچھہ نہ اذیت عذاب کی
مرقد مین ہجر کے جو مجھی یاد آئے رنج

میری طرح کسی پہ جو دل آئے ای بتو
ایسا ہی پھر تمہین بھی تماشا دکھائے رنج

کرتا ہی کوئی ایسے بھی دشمن کو میہمان
آتا ہی دوڑ دوڑ کے کیون بے بلائے رنج

حسرت کا حال قابلِ حسرت ہی آجکل
ہر مبتلای درد ہی دل مبتلائے رنج

ردیف الجیم فارسی

ہمارے قتل مین اور اسقدر سوچ
ذرا دل مین تو ای بیداد گر سوچ

یہی کہتا ہو نمین ای جوشِ گریہ
نہ گر جائین کہین دیوار و در سوچ

تفکر کی کہین عادت نہو جاے
کیا کرتے ہو کیون ہر بات پر سوچ

جوابِ خط مرا لکھتے ہین جسوقت
کیا کرتے ہین وہ دو دو پہر سوچ

نہ آئی وصل کی شب نیند مجکو
رہا جاتا ہی کا اونکے رات بھر سوچ

ہماری آرزو جس سی بر آئے
کوئی تدبیر ایسی چارہ گر سوچ

کہینگے وہ تو کچھہ مجھسے کہین گے
تری دلمین ہی کیون پیغامبر سوچ

ہوئی ہی ایک سی دونونکی حالت
تفکر ہی ادہر تو ہی ادہر سوچ
طریقہ کیا مصیبت نے نکالا
لیا ہی اس نے کیا میرا ہی گھر سوچ

پھنسا ہی آپکا حسرت کہین دل
کہ دن بہر ہی تفکر رات بہر سوچ

تم وار ہی کرو تو کروتین چار پانچ
گنتی ہماری زخمونکی ہوتین چار پانچ
بوسہ نہ دیتی ہون تو نہ دوتین چار پانچ
تم گالیان ہی دیتی لگوتین چار پانچ
قاتل نہ بن سکوگے فقط میری قتل سے
مقتل مین جاکے قتل کروتین چار پانچ
باتین سنی ہین آپنے دشمن کی سیکڑون
کیا ہو جو میری آکے سنو تین چار پانچ
آتا نہین ہی ایک کے لینے مین کچھ مزا
دینے ہون تمکو بوسے تو دوتین چار پانچ
اندوہ ویاس ودرد والم حزن اور ملال
ہمدم ہماری تم ہی تو ہوتین چار پانچ
برپا ابھی ہو حشر اوٹھین فتنے سیکڑون
گر تم قدم اوٹھا کے چلوتین چار پانچ
تم میری ایک بات بھی سنتے نہین کبھی
سنتے ہمیشہ غیر کی ہوتین چار پانچ
اس کا جواب کیا ہی کہ وہ مجھ سے کہتے ہین
دل لاکے ہمکو آج ہی دوتین چار پانچ
امید تو نہین ہی کہ ہو ایک بھی وفا
کرنے کو جھوٹے وعدے کروتین چار پانچ
جانا کبھی نہ بھول کے بزم رقیب مین
جبتک شہ اپنے ساتھ مین لوتین چار پانچ
بوسے شب وصال جو لون تو وہ کہتے ہین
لینے ہون تمکو لے ہی چکو تین چار پانچ
دھوکا یہ اونکو دیجیے جو بیوقوف ہون
ہر بات مین نہ ہم سے کروتین چار پانچ

حسرت ملا نہ ہمکو تو معشوق ایک بھی
تم لیکے اپنے ساتھ رہو تین چار پانچ

کیا کیا رقیب اونکو سکھاتے ہین جھوٹ سچ
ہر بات کو وہ میری بناتے ہین جھوٹ سچ

دشمن کے گھر وہ روز ہی جاتے ہین رات کو
اور ہم سے آکے باتین بناتے ہین جھوٹ سچ

تمکو تو اوسکے نام سے نفرت ہے واقعی
دشمن کو تمسے لوگ لگاتے ہین جھوٹ سچ

وعدہ کیا ہے وصل کا جھوٹا ہی گو سہی
مجکو پسند ایسے تو آتے ہین جھوٹ سچ

غیرونکو تمنے منہ تو لگایا ہے دیکھنا
کیا کیا ابھی وہ تمکو سکھاتے ہین جھوٹ سچ

اقرار ہے زبان سے تو انکار آنکھ سے
ہر عہد مین وہ روز ملاتے ہین جھوٹ سچ

کہتے ہین داستان محبت کو سنکے وہ
بے پر کی آپ روز اوڑاتے ہین جھوٹ سچ

قاصد سے کہہ رہے ہین مرا حال سنکے وہ
اوسکی طرح سے تجکو بھی آتے ہین جھوٹ سچ

اقرار وصل کی کبھی کرتے نہین وفا
مجکو بھی آپ نبو سکھاتے ہین جھوٹ سچ

اللہ رے رعب کہہ نہین سکتے ہین اپنا حال
قصے ہم اونکو روز سناتے ہین جھوٹ سچ

یہ مکر و دہو نگے نہ شیطان کو کبھی
جتنے جناب شیخ کو آتے ہین جھوٹ سچ

زاہد گیا نہین ہون کبھی میکدہ کو مین
بہتان مجکو لوگ لگاتے ہین جھوٹ سچ

سچی بھی بات غیر کبھی مانتے نہین
ہم ہین کہ تیری روز اوڑاتے ہین جھوٹ سچ

وہ اور آئین میری عیادت کیواسطے
یون ہی خبر یہ لوگ اوڑاتے ہین جھوٹ سچ

پھسلا لیا ہے باتون ہی باتون مین یار کو

حسرت غضب کے آپکو آتی ہین جو سچ

ردیف الحار

مستی مین دیکھنا بت میخوار کی طرح
آنکھین جھکی ہی پڑتی ہین بیمار کی طرح

پہنی گلے مین سبحہ ہی زنار کی طرح
زاہد بھی ہم بنے ہین تو کفار کی طرح

ٹکڑے ہمارے دل کے اشارہ مین سیکڑون
ترچھی نگہ نے کر دیے تلوار کی طرح

مقتل مین مجکو ہاتھ لگا کر وہ کہتے ہین
مردہ تڑپ رہا ہے یہ جاندار کی طرح

اللہ کی ہی شان یہ خوبی نصیب کی
سب آشنا بگڑتے ہین اغیار کی طرح

اچھا ہے اوسکی نرگس مخمور کا اثر
فریاد مست کرتے ہین ہشیار کی طرح

پائے گا ہمسری نہ قد یار سے کبھی
ناحق کو سرو بڑھ گیا مینار کی طرح

زاہد جو دیکھ لیتے ہین اوس چشم مست کو
پھرتے ہین جھوم جھوم کے میخوار کی طرح

حسرت ہمارے درد کا ممکن نہین علاج
کہتے ہین سب بری ہی اس آزار کی طرح

میری شب فراق کو گر دیکھ پائے صبح
کیا شام غم کا شائبہ پھر ہو نجائے صبح

کہتے کسیکو گذری ہی یہ ہای رات بھر
ایسا نہو کہ کوئی مجھے دیکھ پائے صبح

کیا قہر ہے کہ اوسپہ ہی پڑتی ہین گالیان
صورت کوئی جو آپکو پہلے دکھائے صبح

زاہد بھی توبہ توڑ کے ہو جاتے ہین شریک
کچھ گدگدی سی کرتی ہی دل مین ہوائے صبح

چھپکر عدو کے گھر مین رہی تو ہو رات بھر
ہو لطف کوئی در پہ جو آکر بلائے صبح

ہی راتدن کا فرق مری اونکے شوقمین
یان آرزوی شب تو وہان ہی ہوا سے صبح

وہ دن خدا کرے کہ رہو رات بھر یہان
اور غیر ڈہونڈہتا مرے گہر تمکو آئے صبح

زاہد اس آفتاب کو جانے نہ آفتاب
یہ آشنای شب ہی تو وہ آشنا سے صبح

شکوی شب فراق کے حسرت اوٹہا رکہو
لڑتے جہگڑتے دیکہو کہین ہو نہ جائے صبح

ہو گئے ہین نگہ یار سے ذبح
ہم ہوے ہین تری تلوار سے ذبح

چال تلوار سے ملتی ہی تری
سیکڑون ہوتے ہین رفتار سے ذبح

ہمکو تو روز دکہا کر ابرو
کرتے ہو خنجر خونخوار سے ذبح

کیا جلائیگا مسیحا اونکو
جو ہوے ہین تری تلوار سے ذبح

کر کے اقرار جلاتے ہین کبہی
کبہی کرتے ہین وہ انکار سے ذبح

مر گئے دیکہتے ہی ہم اونکو
ہو گئے جلوہ دیدار سے ذبح

شکوہ غیر کو سنکر بولے
ہو گیا دل اسی تکرار سے ذبح

مر گئے یون ہی تڑپ کر بسمل
نہ کیا آپنے تلوار سے ذبح

کل وہ بولے یہ چڑہا کر ابرو
کون ہوگا مری تلوار سے ذبح

اونسے تکبیر پڑہی جب دم قتل
ہو گئی ہم اسی گفتار سے ذبح

وصل کی رات چسڑہا کر تیور
بیخطا کرتے ہین تلوار سے ذبح

اونکی قسمت مین ہی جنت بیشک
جو ہوے خنجر خونخوار سے ذبح

یہ کنایہ کا مزا ہے حسرت
کہ عدو ہون مری گفتار سے ذبح

پیکے پیر یمین ای جناب قدح
مفت کرتے ہو کیون خراب قدح

ساقیا لا پر از شراب قدح
نوش جان کر لین سفیح و شاب قدح

تیری محفل کا واہ کیا کہنا
منتخب مے ہے انتخاب قدح

ہوش اڑ جائین حضرت زاہد
آپ بھی گر پئین جناب قدح

لب دریا جو مست وہ آیا
بن گیا آج ہر حباب قدح

مجکو امید ہے کہ کوثر سے
دینگے محشر مین بو تراب قدح

اتفاق دیکھنا ہے ای حسرت
کیا نہ لینگے کبھی جناب قدح

ردیف الخاء

وحشت ہو حور کا مجھے ہرگز نہ بھائے رخ
اوس سیمبر کا خلد مین گر یاد آئے رخ

کیا جان حور کی ہے کہ تجھسے ملائے آنکھہ
کیا تاب آفتاب کی تجھہ سے ملائے رخ

بیمار تیرے عشق کے اچھے نہو سکے
کیونکر فلک پہ پھر نہ مسیحا چھپائے رخ

ہو جائے وصل بھی تو نہ دیدار ہو نصیب
وہ ماہ رو نہ شرم سے اپنا دکھائے رخ

بیساختہ زبان سے صل علیٰ کہے
زاہد مری بہنم کا اگر دیکھہ پائے رخ

ظاہر مین کوئی خوب ہے باطن مین کوئی خوب
میری صفای دل ہے تمہاری صفائے رخ

تیری سبب سے آنکھ ملاتا نہین کوئی
بدلے ہوی ہین آجکل اپنے پرائے رخ

موسی کی طرح تمکو غش آنے لگے ابھی
حسرت وہ بیحجاب جو اپنا دکھائے رخ

طرز روشت ہی عیان صاف بیان سے ای شیخ
یہ تو فرماؤ کہ آتے ہو کہان سے ای شیخ

منع کیون کرتے ہو پھر عشق بتان سے ای شیخ
مرتے ہو حور پہ تم بھی دل و جان سے ای شیخ

حیف صد حیف تمہین یاد خدا سے نہ ملا
ہمکو حاصل جو ہوا عشق بتان سے ای شیخ

دیکھتے ہی اوسے کیون بدلی ہی حالت کیسی
ابتو کچھ اور نکلتا ہی زبان سے ای شیخ

ہی فقط کوچہ جانان کی تمنا ہمکو
واسطہ کیا ہی ہمین باغ جنان سے ای شیخ

حشر تک آپکی باتون کے سہارے پہ رہے
ایسی ہمت کوئی لائیگا کہان سے ای شیخ

بخشدیجے مجھے بس آپکی جنت کو سلام
لطف حاصل نہو کچھ عمر روان سے ای شیخ

سچ تو یہ آپکو پھبتا ہی طبق روشن ہون
لیجے تھوڑی سی گر پیر مغان سے ای شیخ

پہنکر جبہ و دستار کو حسرت یہ کہے
معتقد آپکا مین ہون دل و جان سے ای شیخ

مجھ سے اوسکو چھڑا دیا ای چرخ
تجھ سے سمجھے مرا خدا ای چرخ

جان دیتے ہین جسکے نام پہ ہم
ہووہ دشمن کا آشنا ای چرخ

بعد مردن خراب ہے مٹی
ظلم کیا اب بھی رہگیا ای چرخ

دل جلون کو ستائیگا کب تک
ظلم کی بھی ہی انتہا ای چرخ

کجروی تو جو چھوڑ دی ظالم
ابھی پورا ہو مدعا ای چرخ

وہ عدو کا ہو ہمنشین افسوس
جو ہمارا تھا آشنا ای چرخ

بیوفائی کی جسکو عادت ہو
وہ عدو سے کری وفا ای چرخ

تجھکو کیا کام ہمپہ جو گذرے
رہ نہ جائے کوئی بھلا ای چرخ

موت آئی مجھے نہ یار آیا
تجھ سے کچھ بھی نہ ہو سکا ای چرخ

وہ خفا ہین تری شکایت کیا
یہ بھی تقدیر کا لکھا ای چرخ

تجھ سے نکلی ہی آرزو کس کی
کس کا بر آیا مدعا ای چرخ

اپنی قسمت ہی جبکہ کھوٹی ہو
پھر شکایت ہے تیری کیا ای چرخ

کیا کہین حال وصل کی شب کا
سچ تو یہ وہ بھی خواب تھا ای چرخ

کون شاکی نہین رہا تیرا
ملگیا کس کو مدعا ای چرخ

ہای حسرت کے سیکڑون ارمان
خاک مین تو ملا چکا ای چرخ

یہ کل کہنے لگے دو چار گستاخ
ہوئی ہے اب نگاہ یار گستاخ

تری آنکھون سے ہم چشمی کا دعوی
ہوئی ہے نرگس بیمار گستاخ

کسی کا ہای وہ شرما کے کہنا
ہوے ہو تم تو ابکی بار گستاخ

گئین وہ شرم کی باتین کدھر کو
نگاہین ہو گئین اے یار گستاخ

کسی کا وصل مین اقرار لینا
نہ ہونا اسکے تم زنہار گستاخ

نکل جاتا تھا خاموشی مین مطلب
ہوے وہ تو دمِ گفتار گستاخ

یہ ہے تاثیرِ الفت کا کرشمہ
زلیخا ہو سرِ بازار گستاخ

مسیحا کا کیا ہے ناک مین دم
یہانتک ہین تری بیمار گستاخ

نہ آئے باز اپنے کام سے ہم
کہا اوس نے ہمین سو بار گستاخ

نگاہین صاف کہتی ہین کسیکی
ہوے ہین یہ ہزارون بار گستاخ

لگا رہتا ہے پہلو مین تمہارے
ہوا ہے خنجرِ خونخوار گستاخ

لکھا اوس شوخ نے جب کوئی نامہ
رقم مضمون کئے دو چار گستاخ

اونہین مدِ نظر ہے چیر حسرت
ہمین ہونا پڑا ناچار گستاخ

ردیف الدال

ہزار ضبط کرون کب ہوئی نہان فریاد
کہ میری طرزِ خموشی سے ہے عیان فریاد

تمہارا دل ہی کسی پر جو ٹوٹ کر آیا
کروگے میری طرح تم بھی مہربان فریاد

فرشتے چرخ کے بھی الامان پکار اوٹھے
جو دل سے میرے گئی سوے آسمان فریاد

یہ دیکھو جذب نے میرے اثر دکھایا ہے
کہ دل کو تھام کے کرتا ہے دلستان فریاد

نہین رہی ہے اوسے تاب سانس لینے کی
کریگا خاک تمہارا یہ ناتوان فریاد

تمہاری طرح سے وہ سنگدل نہین ہوگا
خدا سنے گا ہماری بھی مہربان فریاد

وہ مجھ سے کہتا ہے کیسکی اب سنی کوئی
کہ تیری طرح سے کرتا ہے اک جہان فریاد

جواب حشر مین دوگے بتاؤ کیا صاحب
کریگا جاکے تمہارا جو نیم جان فریاد

یہ اضطراب محبت کے سب کرشمے ہین
وگرنہ حضرتِ حسرت کہان کہان فریاد

تڑپائے کیون نہ مجکو مرے گلبدن کی یاد
بلبل کو داغ دیتی ہی اکثر چمن کی یاد

کس سرو کا یہ قامتِ بالا نظر پڑا
سولی سے کم نہین مجھے سروِ چمن کی یاد

سنتا ہون اوس پری کی بھی آشفتہ زلف ہے
کچھہ آگئی اوسے مری دیوانپن کی یاد

معلوم ہوگیا ہے اثر جذبِ عشق کا
شیرین کو بعدِ مرگ ہوئی کوہکن کی یاد

عریان ہی دفن ہوتے تو وحشت نہ پھیلتی
دستِ جنون کو کس نے لائی کفن کی یاد

پھر ٹوٹے دل مین حسرت و ارمان آ گئے
آئی ہی کس بہار سے اوس دلشکن کی یاد

حسرت عدم کو ہستیِ موہوم کیا بھولا ہے
غربت مین آ ہی جاتی ہی اپنے وطن کی یاد

یہ دعا دیگا جو برلاؤ گے سائل کی مراد
یون ہی بر آئے الٰہی آپکے دل کی مراد

منہ نہ وقتِ ذبح دیکھے ہی یہ قاتل کی مراد
حیف وقتِ مرگ بھی نکلی نہ بسمل کی مراد

دل لگانا سہل ہی دشوار ہی لیکن نباہ
اور پھر مشکل ہے برلانی کسی دل کی مراد

منہ چھپاتے ہین وہ کہکر طالبِ دیدار کو
وہ کبھی پوری نہین کرتے ہین سائل کی مراد

مین بھی ہون تم بھی ہو خالی اور گھر بھی پاس ہے
وقت اچھا ہی جو برلاؤ مرے دل کی مراد

دو لگا رکھی ہین تین حسرتِ دیدار نے
حشر کی دل مین تمنا تیری محفل کی مراد

عشق کی تاثیر پیدا ہو تو دونون ایک ہین
فرق کچھہ کہتی نہین مقتول و قاتل کی مراد

وادیِ وحشت مین کچھہ ایسا ہوا گم کردہ راہ
ایک منزل ہو گئی ہے مجھکو منزل کی مراد

وہ یہ سوچے ہین کہ وعدہ کرکے ٹالا بات کو
اور ہم خوش ہین کہ ہمنے آج حاصل کی مراد

ایسے بھی ہونگے کہ برآئی ہے جنکی آرزو
ایک ہم بھی ہین نہ برآئی کبھی دل کی مراد

آرزو یہ تھی کہ نکلے جان تیرے پاؤن پر
بعد مدت آج برآئی ہے بسمل کی مراد

ناامیدی سب طرف سے ہو تو حسرت کیا کرون
سخت مشکل ہے کہ برآئے مرے دل کی مراد

اونکے جاتے ہی دل مین اٹھا درد
کیون نہ ہو دوست ہے پرانا درد

نہین سینہ مین جانشین کوئی
دل کے بدلے مگر ہے دل کا درد

رنگ یہ ہو گیا زمانے کا
اب کسیکو نہین کسیکا درد

دونون جانب ہو کاش عشق کی چوٹ
مجھکو تیرا ہو تجھکو میرا درد

وہ نگاہین پڑین جو رک رک کر
دل مین تھم تھم کے میرے اٹھا درد

بھی مہمان ہو تو دل مین ہین
حسرت و آرزو تمنا درد

دل لگانے کا لطف جب ہوتا
اون کو ہوتا اگر ہمارا درد

لطف کچھہ پہلے یاد آتے ہین
بیکسی مین ہے اک سہارا درد

دل سے نکلی نہ آرزو کوئی
جانشین پھر ہوا ہے کس کا درد

دل گیا تو بھی وہ ہی حالت ہے
ساتھہ دل کے گیا نہ دل کا درد

یاد آتا ہے جب مجھے حسرت
دل مین اوٹھتا ہے میٹھا میٹھا درد

خط مین لکھا ہے فقط ہمنے یہ فقرا قاصد
تنگ ہو کر تری جانب کو ہی بھیجا قاصد

کوئی کہدو دل بیتاب کی تسکین کے لئے
دیکھنا نامۂ دلدار وہ لایا قاصد

یہ تو ممکن نہین وہ دے نہ مری خط کا جواب
نہین معلوم یہ پہنچا کہ نہ پہنچا قاصد

پاؤن کیون پیچھے کو پڑتے ہین پریشان کیون ہے
کیا کہین خط کو مری پھاڑ کے پھینکا قاصد

حال ابتر وہ ہوا ہوش ٹھکانے نہ رہے
تیرے کوچہ مین بنا جا کے تماشا قاصد

کیا لکھون حسرت دیدار مجھے رشک یہ ہے
مجھ سے پہلے تری برآئی تمنا قاصد

اوڑتے اوس کوچہ مین پھرتے ہین خطون کے پرزے
ہے یہی کوچہ دلدار کا نقشا قاصد

پوچھتے روز ہین ہم جا کے سر راہ یہی
آنے والونمین ہی کوئی بھی ہمارا قاصد

لوٹ لیتے ہین وہ باتونمین متاع دل و جان
دیکھ جاتا تو ہے پر انکو بچانا قاصد

جی مین ہی کچھ تری صورت پہ نشانی کرون
وانکے جاتے ہی بدل جاتا ہے نقشا قاصد

اضطراب دل مشتاق لکھے کیا حسرت
یہی کہدینا جو کچھ تو نے ہے دیکھا قاصد

تمام عمر تو پوری ہوئی تمہاری ضد
شب وصال مین رکھلو ذرا ہماری ضد

کسی کا وصل مین انکار لطف دیتا ہے
وہ میٹھی میٹھی شکایت وہ پیاری پیاری ضد

یہ بیوقوف نہین ہین جو مان لیتے ہین
عدو کے سامنے چلتی نہین تمہاری ضد

مچل رہے ہین وہ کیا کیا سوال بوسہ پر
لگا رہی ہی جگر پر مرے کٹاری ضد

عدو کی بزم نہین آج وصل کی شب ہی
لو اب تو بخشہ نہین سکتی مری تمہاری ضد

مچل سکیگا نہ اب تو سوال بوسہ پر
کہ ہمنے صدقہ مین سر کی اوتاری ضد

شب وصال ہی منہ کھولو بات گونہ کرو
ہمارے کام نہین اور کے تمہاری ضد

کیا تھا ہمنے جو اصرار وصل پر نرہا
لو اب تو خوش ہو کہ تم جیتے اور ہاری ضد

شب وصال کے مین لطف کیا کہون حسرت
وہ بھولی بھولی ادائین وہ پیاری پیاری ضد

گلگشت کو وہ آئے ہین لوگو کہو نوید
گلچین کو آج مژدہ ہو بلبل کو ہو نوید

عاصی و بیگناہ کی تخصیص کچھ نہین
وہ شافع امم ہوے اب کل کو ہو نوید

صحن چمن مین کھول کے وہ بال آئے ہین
تشبیہ کچھ تو پائیگی سنبل کو ہو نوید

اب مسکرا کے چار طرف دیکھتے ہین وہ
ان کشتگان چشم تغافل کو ہو نوید

سنتے ہین آج حضرت واعظ بھی آئینگے
ساقی کو میکدہ کو مے و گل کو ہو نوید

دونون ہی کام کیا ہی جو دنیا ہی چھوڑدی
مژدہ ہو مفلسی کو تمول کو ہو نوید

آئینہ دیکھتے ہین انہین منہ پہ ڈال کے
زلف سیہ کو طرہ و کاکل کو ہو نوید

بیکار بیری آہ و فغان اب نہین رہی
سننے لگے ہین غور سے وہ غل کو ہو نوید

حسرت وہ پھول چنکے بنا لے ہین ہار آج
قسمت کھلی نصیب کھلے گل کو ہو نوید

آتی نہین ہی دل کو کوئی آرزو پسند
ہان ایک تو پسند تری جستجو پسند

پیتا نہین ہون میکدہ جاتا ضرور ہون
مجکو بہت ہی بادہ گلگونکی بو پسند

جب مل گیا تو ساری ہی شکوے مٹا دیے
ظالم مجھے ہی ایک یہی تیری خو پسند

چاہا ہی جب سے خون جگر کا یہ حال ہی
کرتی نہین ہی تیغ تمہاری گلو پسند

سچ ہی بر از زمانہ مین اہل وفا کا حال ہی
جنکو زیادہ جان سے ہی آبرو پسند

بیڈھب لگی ہی چاٹ خدا خیر ی کرے
تیر نگاہ یار کو آیا لہو پسند

کیا لطف ہو وہ مجھ سے کہی جان مرتے ہو
اور مین کہون جواب مین آیا ہی تو پسند

عزت کا اپنی پاس ہی ناصح تو دور ہو
آتی نہین ہی مجکو تری گفتگو پسند

نقشہ جما ہوا تھا جو تیر انگاہ مین
آیا نہ ہمکو خلد مین اک خوبرو پسند

لب پر ہی یہ دعا کہین ہی نکل نجای
ایسی ہوئی ہی دل کو مری آرزو پسند

جی مین ہی اپنے دشمن جان ہم ہی ہو چلین
ہونے لگا ہی دل کو کسیکے عدو پسند

حسرت تری بیان کی کیا بات واہ واہ
آئی رقیب کو بھی تری گفتگو پسند

کیا تیری طرح ہی فتنہ گر نیند
کیون آتی نہین ہی رات بھر نیند

تم ساتھ عدو کے کل جو سوئے
بھولے سے نہ آئی میری گھر نیند

بے تیری نہ آئی رات مجکو
ہمزاد ہوئی تری مگر نیند

فرقت مین جو آئی شب کو دم بھر
انکھون نے کہا بدر بدر نیند

چل سو رہین وقت خواب کا ہی — آنے لگی اتو سیمہر نیند
کیا صبح وصال دیکھیے ہو — آتی ہی نہین گئی کدہر نیند
اب چونک پڑو کہ رات کم ہی — اچھی نہین دیکھو اسقدر نیند
نالون نے کیا ہی کسکے بیتاب — آتی نہین تجکو فتنہ گر نیند

حسرت نے جگا دیا تو بولے
آئی تھی بہت ہی زور پر نیند

ردیف الدال ہندی

یہ حسن و نزاکت پہ اتنا گھمنڈ — تمہین اچھی صورت پہ اتنا گھمنڈ
رہے ہین ہمیشہ نہ رہ جائینگے — نہ کر مال و دولت پہ اتنا گھمنڈ
بہت اہل ثروت زمانے مین ہین — عبث شان و شوکت پہ اتنا گھمنڈ
بُرے وقت مین ساتھ دیتی ہے یہ — ہمین ہے مصیبت پہ اتنا گھمنڈ
ہمین جتنا رسوائی پر ناز ہے — نہین اونکو شہرت پہ اتنا گھمنڈ
وہ کہتے ہین یہ خواہش حور پر — تمہین ایسی نیت پہ اتنا گھمنڈ
کوئی ہیچ چلتا نہین موت سے — عبث تاب و طاقت پہ اتنا گھمنڈ
جنون مین لگے بیڑیان توڑنے — ہوا زور وحشت پہ اتنا گھمنڈ
وہ تصویر یوسف سے کہتے ہین یہ — اسی بھونڈی صورت پہ اتنا گھمنڈ

سمجھتے نہین کچھ بھی حسرت تجھے

ہمین ہے طبیعت پہ اتنا گھمنڈ

کیا بُرا ہے گر کرین دلبر گھمنڈ
زیب ہے اچھونکو صورت پر گھمنڈ

ہے عجب دُہن کا ترا دلبر گھمنڈ
رات بھر ہی عاجزی دن بھر گھمنڈ

کہتے ہین تصویر یوسف دیکھکر
اسقدر اور ایسی صورت پر گھمنڈ

تنگیٔ دل سے تعجب ہی مجھے
آگیا دل مین ترے کیونکر گھمنڈ

صاف کہتا ہی یہ سینہ کا ابھار
دل مین جو تھا آگیا باہر گھمنڈ

عشق نے دونون کا حصہ کردیا
میری سر وحشت تمہاری سر گھمنڈ

کچھ نرالا ہے حسینون کا بناؤ
چار دن کا حسن اور اوسپر گھمنڈ

بے وفا ہے یہ صفت شیطان کی
تو کیا کرتا ہے کیون اکثر گھمنڈ

دیدۂ عبرت سے دیکھین پہلے حال
جنکو ہو کچھ مال و دولت پر گھمنڈ

یہ سمائی ہے کوئی ہمسا نہین
آگیا ہی آئنہ لیکر گھمنڈ

آپکی ایسے سے حسرت کیا بنے
جسکو ہو ہر ایک کلمہ پر گھمنڈ

بھرے پُری ہین چنار کھے کیا تمہاری ڈنڈ
یہ گوری گوری کلائی یہ پیاری پیاری ڈنڈ

کبھی وہ سوئے ادہر کو کبھی ادہر سوئے
بجائے تکیہ ہے رات بھر ہماری ڈنڈ

جو ایک ہاتھہ مین شمشیر کا اوڑا دو تم
تو قتل گاہ مین ہم بھی ہلین تمہاری ڈنڈ

کسی کے آتے ہی یہ بزم کی ہوا بدلی
کہ سینہ تانے ہی کوئی کوئی اوبھاری ڈنڈ

سمجھ لیا ہی مقابل جو مجھ سے لاغر کو
کہے ہین غیر نے کیا کیا خوشی کی ماری ڈنڈ

جہان مین ہی کوئی ایسا کہ سامنے آئے
کسی کے دو رہے کرتے ہین یہ اشاری ڈنڈ

گر آج دل کی ہی خواہش تو کل جگر کی ہی
کہانتک اب کوئی بھگتا کری تمہاری ڈنڈ

مزا تو جب ہی کہ دونون سرونکے نیچے ہون
کبھی ہمارے ہون پیارے کبھی تمہاری ڈنڈ

نہ کیون خوشی سی چمک جائے آکے بازو پر
پسند آگئے تعویذ کو تمہاری ڈنڈ

وہ اپنا جوشِ جوانی ہی یاد ہی حسرت
کیا جو کرتے تھے دریا کے تم کناری ڈنڈ

باقی نہین ہی ابتو کسی زخم پر کہرنڈ
نوچے ہین داغ دل کے یہان رات بھر کہرنڈ

درکار پھر مدد ہی تری ناخنِ جنون
پھر لا چلا ہے کچھ مرا زخمِ جگر کھرنڈ

دستِ جنون کی تجکو دکھاتا بہار مین
ہوتا جو زخم دل پہ مری چارہ گر کھرنڈ

یہ حال ہی تو چارہ زخمِ نہان ہو کیا
رکھتا نہین ہون کوئی پہر دو پہر کھرنڈ

شیدا بنے اسی کی ابھی گل کو بھول جائے
بلبل کو زخم دل کا جو آئے نظر کھرنڈ

زخمی دلون کا ہو نہین سکتا ہی التیام
آیا نہ ارغوان کے کبھی داغ پر کھرنڈ

دل پر لگی دوبارہ تمہاری نظر کی تیغ
آنے نہ پائے پہلے مری زخم پر کھرنڈ

رکھونگا زخم دل پہ نہایت لگا ہوا
یہ تاب ہی نہین کہ رہے چارہ گر کھرنڈ

اوسکے بھی دل مین داغ لگے مدعا ہے یہ
پہینکا ہے زخم دل کا جو دشمن کے گھر کھرنڈ

اوٹھتے نہین ہین ضعف سے دستِ جنون مرے
افسوس آنہ جائے کہین زخم پر کھرنڈ

تیغِ جفا کے وار ہون ہان دلپہ متصل
آنے نپائے زخم پہ بیدار گر کھرنڈ
کہتا ہی چارہ گر ترے توڑونگا آج ہاتھہ
زخمِ جگر کا اب کے بہی نوچا اگر کھرنڈ

مین تمسے حال حسرتِ وحشی کا کیا کہون
زخمونکا آج نوچکے پہینکا ہی ہر کھرنڈ

ردیف الف ال

درد کا حال جو لکہا تو یہ تڑپا کاغذ
دامنِ برق بنا ہی مرے خط کا کاغذ
بیقراری کا ذرا حال مجہے لکہنے دو
ناصحو تمکو دکہائیگا تماشا کاغذ
چاہتے تو تمہین دشوار نہ تہا خط کا جواب
کچہہ نہ کمیاب سیاہی تہی نہ عنقا کاغذ
جب فرشتون نے مرا نامۂ اعمال لکہا
جرمِ عصیان سے مری پوٹ کے رویا کاغذ
وہ دکہانے کو مری پاس اوڑا لائی صبا
اوس نے خط کا جو مری پہاڑ کے پہینکا کاغذ
خط دیا اوس نے مرا غیر کو اس حیلہ سے
دیکہنا کیسی سیاہی ہی یہ کیسا کاغذ

لکہہ ہی دیتا ہون خطِ شوق اوسی حسرت
ہاتھہ آتا ہے کسی وقت جو اچہا کاغذ

ہو نہ انکار کا یارو یہ کہین ہان کاغذ
آج لایا ہی نیا قاصدِ جانان کاغذ
تیرے نامہ کو جو درکار ہے جانان کاغذ
سوچتا ہون کہ بنے یہ ورقِ جان کاغذ
تیرا ہو جائے اگر شورِ تبسم تحریر
زخمِ دل کے لئے بنجائے نمکدان کاغذ
نامۂ غیر کے مضمون تو دل مین رکہو
اور مرے خط کا اوڑاؤ سرِ میدان کاغذ

تیری کھینچی تھی جو نقاش ازل نے تصویر
ورق جان کا بنایا تھا مری جان کا غذ

دیکھتے ہی جسے ہو جائے تسلی دل کو
کاش ایسا کوئی لائے شب ہجران کا غذ

مل گئی ہے مری طالع کی سیاہی شاید
دم تحریر جو ہوتا ہے پریشان کا غذ

دیکھ لینا تمہاری قسمت کا نوشتہ کیا ہے
نہ کیا کاتب قسمت نے نمایان کا غذ

حال لکھون جو کبھی دل کی پریشانی کا
آپکی زلف سے بڑھکر ہو پریشان کا غذ

لکھنے دیتا نہین یہ رشک خط شوق مجھے
تیری صورت کا نہ نکلے کہین حوالان کا غذ

جوش گریہ مین لکھا اوسکو جو حسرت نامہ
ہو گیا دیدہ خونبار سے افشان کا غذ

ایسا تر ابیان ہے اوخوش بیان لذیذ
میری ہی ہو چلی ہے کچھ اب تو زبان لذیذ

پس ماندگون سے پوچھے منزل کے لطف کو
گم کردگان راہ کو ہے کاروان لذیذ

کرتے ہین آج میٹھی نگاہون سے قتل وہ
ہے طالبان شوق کا کچھ امتحان لذیذ

دلسے وہ ٹھائین گر کسی شیرین دہن کے ہون
ہمکو ترے ستم تو نہین آسمان لذیذ

سنتے ہین جو سیر آئے تو اسکا جواب دون
میری زبان ہے یا کہ تمہاری زبان لذیذ

وہ جانتے ہین جن سے پڑا ہے معاملہ
تیرا دہن لذیذ ہے تیری زبان لذیذ

مطلب نہین ہے کچھ بھی مگر چھیڑتا ہون مین
مجکو تو گالیان ہین تری پاسبان لذیذ

پیری مین لطف آئے یہ کہنے کی بات ہے
سچ پوچھیے تو سبکو جوانی ہے ہان لذیذ

دن رات کا ہوا ہے اوسے ایک مشغلہ
دل کو ہوا ہے کچھ مرے سوز نہان لذیذ

نفرت سے پھینکیے نہ مرے لختِ دل کو آپ
چکھیے ذرا کہ سب سے ہی یہ مہربان لذیذ

دیتے نہین جو بوسہ تو دشنام دیجئے
حسرت کو ہر طرح ہی تمہارا بیان لذیذ

ساقیا آج مجھے بھر کے پلا جامِ نبیذ
مردہ دل مین ہون تو ہی روح فزا جامِ نبیذ

ساقیا ابر ہی دے آج ذرا جامِ نبیذ
ایسی سردی مین تو کمبخت پلا جامِ نبیذ

عید کا دن ہی ذکر پاسِ ادب کچھ ساقی
آج زاہد کے بھی دی مُنہ سے لگا جامِ نبیذ

جام پر جام عدو کو تو دیے ہین تم نے
ایک ہی دیجے مجھے بہرِ خدا جامِ نبیذ

چشمِ میگون کا کسیکی ہی تصور جب سے
دل مین پاتا ہی مرے نشو و نما جامِ نبیذ

مین یہ سمجھا کہ سحر ہوگئی سورج نکلا
ہاتھ مین رات جو ساقی نے لیا جامِ نبیذ

ایک پیالی مین تو کھلتی ہی حقیقت ساری
چشمِ بینا ہو تو دیتا ہے دکھا جامِ نبیذ

مجکو معلوم ہوا عیش مین بھی گردش ہی
کہ سرِ بزم جو ہاتھ مین پھرا جامِ نبیذ

میکدی ہو کے چلو جانبِ مسجد واعظ
مجلسِ وعظ مین کچھ دیگا مزا جامِ نبیذ

کوئی دم نشہ کی حالت مین سکون ہوتا ہی
دردمندانِ الم کی ہی دوا جامِ نبیذ

لاکھ واعظ مجھے سمجھائے مگر کیا ہوگا
یہ تو ممکن نہین ہو لب سے جدا جامِ نبیذ

کیا کہون حضرتِ واعظ کی حقیقت حسرت
لطف ہو جائے جو دو اونکو پلا جامِ نبیذ

کیا کہین ہی دلِ عاشق کی تمنا تو یہ
آپ کے سینے سے رہتا ہے جو لپٹا تو یہ

نہین معلوم برآئین گی مرادین کیا کیا
آج تو نام خدا آپنے پہنا تعویذ

بے بلائے مرے گھر آپ چلے آئین وہ
ہای کردے کوئی ایسا مجھے گنڈا تعویذ

ہمنے دیکھا ہی کسی مین کوئی تاثیر نہین
کاغذ زر ہی ہے اسوقت مین چلتا تعویذ

خیر ہے مدّ نظر اب ہے اسیری کسکی
آج کیون آپنے جوڑی مین ہے باندہا تعویذ

دل مین معشوق کے تاثیر ذرا سی ہوجائے
آج تک ہمنے نہ ایسا کوئی دیکھا تعویذ

نقش دل کو مرے کیا کہیل سمجھ رکھا ہی
دیکھنا تمکو دکہائیگا تماشا تعویذ

ہوسکے خاک وہان میری دعا کی تاثیر
جسکی گردنمین پڑی رہتی ہین صدہا تعویذ

کچھ ذرا جذبۂ دل مین ہو ترقی میرے
ہای ایسا کوئی اب تک نہین لایا تعویذ

فاتحہ پڑہنے کو آنا تو غلط ہی لیکن
اوس نے مرقد کا مری دور ہی دیکھا تعویذ

دل کو دیکر جو کہا اسکی حفاظت رکہنا
تو کہا دل ہی ترا یا کوئی گنڈا تعویذ

دیکھتے ہی مجھے وہ آنکہہ چرا لیتی ہین
خیر کرنے لگا اتنا اثر اپنا تعویذ

اور بھی سیکڑون باندہے ہوئے ہونگے ظالم
تیرے بازو پہ نہین ایک انوکہا تعویذ

حضرت داغ کی ہوجائے ترقی جس سے
ہای ایسا کوئی حسرت نے بنایا تعویذ

ردیف الراء مہملہ

لذت عشق اوٹہانی ہی جو مائل ہوکر
میری سینہ ہی مین رہ جاؤ ذرا دل ہوکر

جان سے جائین ترے طالب دیدار مگر
در فردوس پہ جائین گے نہ سائل ہوکر

حسرتِ مرگ کی امید تھی بر آنے کی
وہ بھی سینہ مین رہی جاتی ہی اب دل ہو کر

ساتھ سوئے ہو مگر بل کی لیے جاتے ہو
پھر الگ مجھ سے ہو کے جاتے ہو شامل ہو کر

ہو جو توفیق وہی نامِ خدا پر دیدے
آج تو آئے ہین در پر ترے سائل ہو کر

نیک بختون کے لئے خلد ہی یہ سُن رکھو
ہمسے جاؤ گے کہان حور شمائل ہو کر

وہ یہ کہتے ہین کہ دل آپ تو دیدیتے ہین
آپ کے سینہ مین پھر خاک رہین دل ہو کر

رقصِ بسمل کا تماشا نظر آجائے انہین
کوئی آجائے نظر اونکو مرا دل ہو کر

نہ تکلم نہ اشارت نہ تبسم نہ نگاہ
کیا کرے کوئی بھلا آپکا مائل ہو کر

ڈھونڈھنے اونکو بیابانِ عدم مین جاؤن
عمرِ رفتہ بھی گئی ہی اسی منزل ہو کر

بھولکر بھی کوئی آئی جو تمنا حسرت
رہ گئی ہی دلِ یاس مین وہ سل ہو کر

نامِ خدا ہی حُسن تمہارا بہار پر
آنے لگا ہی جوش سی سینہ او بہار پر

رونق نہ گلستان پہ نہ وہ لالہ زار پر
جوبن ہی آجکل جو دلِ داغدار پر

گر جائینگی نگاہ سے بجلی کی شوخیان
دیکھو تو رکھکے ہاتھ دلِ بیقرار پر

بیدل ہوا ہی غیر تمہارا یہ حال ہی
دل ہمسے مانگتے ہو تو کس اعتبار پر

یہ عیب بھی دکھائیگا اک بانکپن کا حسن
کج ہو کے تم سوار تو ہو را ہوار پر

جو جان ہی سے تنگ ہو اوسکو نہ چھیڑنا
ہوتا ہی ایسا ایک بھی بہاری مہر ار پر

یہ بھی خدا کی شان ہی دشمن کے ساتھ ساتھ
وہ فاتحہ کو آئین ہمارے مزار پر

معلوم دور سے ہو کہ ہی نوجوان کی قبر
وہ بیکسی برستی ہی اپنے مزار پر

آکر پڑا ہے معرکہ اونکی نگاہ سے
آئے نہ کوئی حرف دلِ بیقرار پر

پیدا ہوئی ہی اس سی بھی اک شکلِ بیکسی
لکھا نہین ہی کچھ مرے لوحِ مزار پر

بعد فنا ہو دل کے بہلنے کی کچھ تو بات
تصویر اونکی کھینچ دو لوحِ مزار پر

مین دیکھتا ہون اوسکا بھی میرا سا حال ہی
جب سے کھلا ہی بید مری راز دار پر

نقشِ قدم سی وصل ہوا ایسا کہان نصیب
وہ کیون قدم دھرین مری خاکِ مزار پر

حسرت غضب مین جان ہی مین تمسی کیا کہون
دل آگیا ہی ایک تغافل شعار پر

ہی وقت نزع جان ہی باقی ذرا سی اور
قربان تیرے آج تو ساقی ذرا سی اور

جاتے ہو گھر رقیب کے کیون اتنی دیر کو
بیمارِ غم کی زیست ہی باقی ذرا سی اور

آتا ہی یاد نشہ مین اوس مستِ ناز کا
کہنا وہ منتون سے کہ ساقی ذرا سی اور

ایدل خدا کیوا سطے ہمت نہ ہارنا
منزل ہی راہِ شوق کی باقی ذرا سی اور

بتخانہ سے بھی راہ ہی اک کوے یار کی
ہمت اگر ہی تجھ مین عراقی ذرا سی اور

اون سے شبِ وصال ہم ای کاش یہ کہین
حسرت ابھی تو دل مین ہی باقی ذرا سی اور

کیا فخر ہی کہ حضرتِ ناصح ہی آج جمے
آنے مین اونکے دیر ہی باقی ذرا سی اور

نامِ خدا بھی آج تو دس بیس کو پلا
ہمت تجھی ہی چاہیے ساقی ذرا سی اور

توبہ کیے ہوے تھے مگر اب یہ حال ہی

حسرت یہ کہہ رہے ہین کہ ساقی ذرا سی اور

جانا پڑیگا آپ کو در سے ذرا سی دور
گھر ہی ہمارا آپکے گھر سے ذرا سی دور

آتے ہی آتے راہ مین کیا جانے کیا ہوا
تیر نظر رہا تھا جگر سے ذرا سی دور

حائل بس اک نقاب کا پردہ ہی رہ گیا
دل تھا ہمارا اونکی نظر سے ذرا سی دور

جلدی سے بند کر دیا تقدیر دیکھنا
ہم رہ گئے تھے روزنِ در سے ذرا سی دور

وہ ہاتھ تھی کی نزاکت نے روک تھام
خنجر رہا تھا اونکی کمر سے ذرا سی دور

جاتے ہی جاتے رک گئے کچھ مجھکو دیکھکر
دستِ عدو تھی اونکی کمر سے ذرا سی دور

کسکا خرامِ ناز یہ پامال کر چلا
تڑپا کیا مین راہ گذر سے ذرا سی دور

تیر نگاہ رہ گیا سینہ مین آتے ہی
دل ہی ذرا سی دور جگر سے ذرا سی دور

دشمن تو ساتھ ساتھ پھرین سارے باغ مین
ہم جا سکے نہ آپکے در سے ذرا سی دور

اللہ کی ہی شان وہ دھوکے سے آ گئے
گھر تھا ہمارا غیر کے گھر سے ذرا سی دور

اچھا ہوا کہ آپ ذرا پہلے آ گئے
میری دعا ری تھی اثر سے ذرا سی دور

کہتے ہین دیکھکر وہ مری دود آہ کو
یہ آسمان تو رہ گیا مرے ذرا سی دور

ڈالا ہی خلد مین تری رحمت نے کھینچکر
دوزخ رہا تھا دامنِ تر سے ذرا سی دور

مالک ہین آپ حشر کے یا شافعِ امم
جنت کا در ہی آپکے در سے ذرا سی دور

آتے ہی اونکے چہرے پہ مہتاب چھٹ گئی
سمجھے کہ ہم رہے ہین قمر سے ذرا سی دور

وہ مسکرا کے رہ گئے مقتل مین ہائے ہائے
شورِ نمک تھا زخمِ جگر سے ذرا سی دور

باتین یہ پیار کی ہین سب آنکو ونکے دیکھتے | پھر کچھ نہین ہوی جو نظر سی ذراسی دور

کیا دل کسی نے لوٹ لیا کیا غضب ہوا
حسرت گئے تھے آپ ادھر سی ذراسی دور

آنے مین تمنے واں جو لگائی ذراسی دیر | سینہ مین یان نہ سانس سمائی ذراسی دیر
قاتل نے تیغ بھی نہ اوٹھائی ذراسی دیر | کب ہاتھ کی دکھائی صفائی ذراسی دیر
سینہ پہ رکھکے دست حنائی اوٹھالیا | دل مین ہمارے آگ لگائی ذراسی دیر
ہم مرمٹے تباہ ہوے خاک مین ملے | صورت نہ تمنے آکے دکھائی ذراسی دیر
کہتے ہین تیری رات کے نالونکا ہے اثر | اونکو جو رات نیند نہ آئی ذراسی دیر
کندھے پہ رکھکے نعش مری گھر سی پھینکدی | ایذا عدو نے آج اوٹھائی ذراسی دیر
اللہ ری نازکی کہ غش آنے لگا اونہین | تلوار جو سینے اونکی کلائی ذراسی دیر
دشمن سے اور اون سے ہوئی جنگ نرگری | تھی سیر دیکھنے کو لڑائی ذراسی دیر
جاتا ہی اس لئے مجھے بزم رقیب مین | کرنی ہی کچھ لگائی بجھائی ذراسی دیر
ہی نیند کا خیال ترے پاسبانکو کب | کمبخت کو تو موت نہ آئی ذراسی دیر
جھوٹون بھی وصل کا کبھی وعدہ نہین کیا | دلکی کلی نہ تمنے کھلائی ذراسی دیر
بدلون مین اپنے دلکو تری دل سے بیوفا | مانگے ملے جو مجکو خدائی ذراسی دیر
بھولیگی عمر بھر نہ مرے دل سی ہای یہ | لذت جو تمسے وصل مین پائی ذراسی دیر
دشمن سے سیکھ آئے تھی آخر کو چپ ہوے | باتین بنائین سیکھی سکھائی ذراسی دیر

دشمن نے جو کیا ہی وہ سب جانتے ہو تم
لیکن سزا کسکی نہ پائی ذرا سی دیر

آٹھون پہر ہے ذکر یہان تو زبان پر
تمکو جو یاد آئی تو آئی ذرا سی دیر

یہ سوچتا ہون میرا تماشا وہ دیکھہ لین
مانگے ملے جو موت پر آئی ذرا سی دیر

اب مر رہا ہون اسکی پشیمانیون مین مین
فرقت کی رات نیند جو آئی ذرا سی دیر

حسرت نہ شاد کیون ہون مرا کام بن گیا
دشمن کو اوسنے آنکھہ دکھائی ذرا سی دیر

ٹھہرے تم جو گھر مین ہماری ذرا سی دیر
آیا نہ چین درد کے ماری ذرا سی دیر

شاید وہ بے وفا کہین آتا نہو ادہر
رہنے دو نعش گور کنارے ذرا سی دیر

کیا جانے پھر مرا دلِ افسردہ کیا کرے
یہ ہی رہے جو تیرے اشارے ذرا سی دیر

اوٹھیگی میرے ساتھہ قیامت ہی بزم مین
یہ ہی رہے جو طور تمہارے ذرا سی دیر

کس مُنہ سے یہ کہا تھا ہم آئینگے رات کو
ٹھہری نہ عہد و قول تمہارے ذرا سی دیر

سائل ہین یا جواب ہو یا مدعا ملے
ٹھہری ہین تیری در کے سہارے ذرا سی دیر

تو ہے عدو ہی اور تری بزم ناز ہے
ہم ہی تو کر لین تیری نظارے ذرا سی دیر

ای آہ و اپسین تری تاثیر دیکھہ لی
ٹھہری وہ میری نعش پہ بارے ذرا سی دیر

وہ ماہ رو جو بام پہ جلوہ فگن ہوا
ٹھہری نہ پھر فلک پہ ستارے ذرا سی دیر

حسرت ترا پتا ہی نہ تھا رات کو کہین
وہ آکے تیری در پہ پکارے ذرا سی دیر

دربان اب وہ رکھتے ہین در پر ادہر ادہر
دیکھے نہ تاکوئی اونہین چھپکر ادہر ادہر

یہ مار تو نہین ہین کہین گنج حسن کے
زلفین پڑی ہین آپکے رخپر ادہر ادہر

کہتے ہو کوئی بات تو کہتے ہو اس طرح
تم دیکھتے ہو پہلے مکر را دہر ادہر

کوئی لگا نہ لے وہ نہین بات تو نمین خوف ہے
محفل مین غیر بیٹھے ہین آکر ادہر ادہر

ایسا مزا ملا خلش خار کا مجھے
تلیون کی جای رکھتا ہون خنجر ادہر ادہر

آرام سے بسر وہ کرین بزم غیر مین
ہم رات بھر پٹکتے رہین سر ادہر ادہر

دینی پڑیگی آپکو اتنو فکات حسن
سائل ہین جمع آپکے در پر ادہر ادہر

چھٹتا کسی طرح نہین ناکامیون کا ساتھہ
مجکو پھرا رہا ہے مقدر ادہر ادہر

یہ تو نہین امید کہ کچھہ اور ہو سکے
اوس کوچہ مین لگاتے ہین چکر ادہر ادہر

تاثیر میرے جذبۂ دل کی جو رنگ لای
تم دل کو تھام کر پھرو مضطر ادہر ادہر

او خوش خرام اس قدر عنا کی یاد مین
سر پیٹتے ہین سرو و صنوبر ادہر ادہر

اتنا کیا ہی قتل وہ کہتے ہین غیر سے
لاکھون پھرینگے خون کے محضر ادہر ادہر

قاتل یہ کہہ رہا ہی کہ ہو مجکو جب خوشی
مقتل مین سیکڑون ہون اگر ہر ادہر ادہر

کچھہ ہمسے سخت جانون کا کیجے مقابلہ
کیا تم دکھا رہے ہو یہ خنجر ادہر ادہر

ایسی ہو بات کچھہ سے مجھے اللہ گم کرے
تم ڈھونڈھتے پھرو ہو مہر محشر ادہر ادہر

موقع بری راہ پہ کوئی لگا نہ لے
پھرنا شراب پیکے نہ باہر ادہر ادہر

یہ ہی غرور حسن کہ تجکو خبر نہین
برپا ہی تیری چال سی محشر ادہر ادہر

لاکھونکو ذبح کرتا ہی اونکا حرام ناز
رفتار ہی کہ باندہے ہین خنجر ادہر او دہر

تاثیر کر گئی ہے کہین دل جلون کی آہ
کچھہ اتو دیکھتے ہین وہ ہنسکر ادہر او دہر

کھلتا نہین ہی حال کہ گھبرا رہی ہین کیون
حسرت کچھہ آج پہر تے ہین مضطر ادہر او دہر

دل کو پسند آیا ہی اک گلعذار پہر
آئی لبون پہ ہاے مری جان زار پہر

جلوہ کسی کا دور سے دیکھا ہی بام پر
قابو مین اب نہین ہی دل بیقرار پہر

پورے ستم پہ ہو گئے دشمن کے حوصلے
اوس بزم مین ہوئی ہی ہماری پکار پہر

مدت سے اس امید پہ دن کاٹتے ہین ہم
ہونگے نصیب ہمکو ہی بوس و کنار پہر

باقی اگر ہے عمر تو روتی ہی کس لئے
ای عندلیب آئیگی ابکے بہار پہر

برباد ہو رہی ہی کسی دل جلے کی خاک
چھایا ہوا ہے چرخ پہ گرد و غبار پہر

چھوڑا ہی ساتھہ دل کا جو ہوش و حواس نے
کیا یاد آگیا کوئی غفلت شعار پہر

تیر و کمان لئے کوئی آتا ہی اسطرف
کیا خاک تو دہ ہوگا ہمارا مزار پہر

افسردہ کیون ہے ای دل ناکام شاد ہو
تیر نگاہ یار کریگا شکار پہر

اوٹھا ہی بعد مرگ بھی کچھہ دل مین ولولہ
دامن سے جا لگا ہی کسی کے غبار پہر

ڈگری ہوئی تھی مے کی یہ حسرت ہی تو نہین
پیتے ہین اب شراب وہ لیکر ادہار پہر

نہین کہتا کہ میری آئین گھر
کاش اپنے ہی وہ بلائین گھر

میری آنکھونمین دلمین سینہ مین — کاش آکر کہین بنائین گھر
بھولکر وہ کبھی تو آئین گے — غیر کے نام سے بنائین گھر
ایسی تقدیر ہی کہان دشنام — وہ بلاکر ہمین سنائین گھر
ایسی تدبیر کوئی بن آئے — وہ کسی طرح میرے آئین گھر
جب فلک سے کہین اوترتی ہین — پوچھتی ہین مرا بلائین گھر
بیخودی سے نہین ہی یاد ہمین — اپنا ہم اونکو کیا بتائین گھر
تیری جی مین ہی ایدل بیتاب — گالیان جاکے اوسکی کہائین گھر
جذبۂ دل کا جب اثر سمجھون — دوڑکر خود وہ میرے آئین گھر
یہی سمجھے ہو کچھہ کہ اب دل مین — کر گئین آپکی جفائین گھر

یہی دل مین ہی آرزو حسرت
کبھی ایسا ہو وہ بلائین گھر

چلے آئین الٰہی وہ نمکدان ہاتھہ مین لیکر — دل زخمی کرین پھر ہم نمایان ہاتھہ مین لیکر
یہ ضد ہی دشمن ایما نکو اپنی جھوٹی باتون پر — قسم مصحف کی کھائے ہر مسلمان ہاتھہ مین لیکر
برہنہ تیغ لیلی ہی نہوتا عذر قاتل کو — چلے ہین قتل کا ہم اپنے سامان ہاتھہ مین لیکر
جو کی صحرانوردی تمنے ہم بھی دیکھ لیتے ہین — وہ فرماتے ہین تصویر بیابان ہاتھہ مین لیکر
بتاؤ ظلم اپنا حشر مین کیونکر چھپاؤ گے — پھرینگے نامۂ اعمال انسان ہاتھہ مین لیکر
مری ناصح نے کی تدبیر سب کچھہ پر نہ بن آئی — بچھوڑا دشت وحشت نے گریبان ہاتھہ مین لیکر

کہان جاتے ہو دیکھو وقت ہی پہ دامنی کا
کہینگے حشر مین ہم اونکا دامان ہاتہہ مین لیکر

توکل کی وہ دولت ہی اگر انسانکو حاصل ہو
تو پہینکے خاک مین مہر سلیمان ہاتہہ مین لیکر

پریشانی کا اپنی حال گر مین اونسے کہتا ہون
دکہادیتے ہین وہ زلف پریشان ہاتہہ مین لیکر

عجب کچہہ حال ابتر ہوگیا ہی اب زمانے کا
ہزارون بیچتے پہرتے ہین ایمان ہاتہہ مین لیکر

جو آجاتا ہی حسرت ذکر کچہہ یوسف کی صورتکا
دکہادیتے ہین ہم تصویر جانان ہاتہہ مین لیکر

شرم ہی اوسکو مری پاس وہ آئے کیونکر
غیر کا گہر ہے وہان مجکو بلائے کیونکر

دسترس پنجۂ تقدیر پہ ممکن ہی نہین
بخت خوابیدہ مرا کوئی جگائے کیونکر

سخت جانی کا مری صرف بہانہ ہی اوسے
ہاتہہ اوٹہتا ہی نہین تیغ لگائے کیونکر

نالۂ دل کو مرے پاس ادب ہی اوسکا
جاکے راتونکو وہان شور مچائے کیونکر

نالہ کرتے ہوئے ڈرتا ہون شب وصل عدو
کوئی اس فتنۂ خفتہ کو جگائے کیونکر

رحم آتا ہے اوسے حشر نہوای حسرت
ساری عالم کو وہ دیدار دکہائے کیونکر

آچکا چین مجہے قبر مین مرد اہوکر
خاک کیا میری اوڑیگی نہ بگولا ہوکر

جلوہ فرما جو وہ بت ہوگا صنم خانہ مین
شیخ بہی آئے گا رہبان کلیسا ہوکر

حسرتین دل کی نکالونگا مین کیا کیا اپنی
تو اکیلا مری کوچہ سے جو گذرا ہوکر

دیکہہ تو پردۂ محمل کو اوٹہا کر لیلی
قیس کی خاک اوڑی ہی یہ بگولا ہوکر

کیا تماشا ہی کہ اب حسرتِ دیدار مری
رخِ روشن پہ تری چھائی ہی پردا ہوکر

ہان مدد آہ ذرا بل تو نکالون اوسکا
چرخِ کجباز یہ چلتا نہین سیدھا ہوکر

بات بھی اسکی کبھی تم تو نہین پوچھتے ہو
پھر رہے گا دلِ بیمار یہ کس کا ہوکر

او کماندار پڑا ٹھیک نشانہ تیرا
رہ گیا تیر مرے دل مین تمنا ہوکر

مُنہ چھپایا جو مجھے اوسنے دکھاکر حسرت
رہ گیا ایک اندھیری مین اوجالا ہوکر

دوست پہلو مین رہا جان کا خواہان ہوکر
دل سُلگتا ہی چراغِ تہ دامان ہوکر

آپ پہلو سی چلے جاتے ہین مہمان ہوکر
دل مین اک رات تو رہ جائیے ارمان ہوکر

مُنہ چھپاتے ہو عبث ایسا ادب دان مین ہون
کہ نگاہین مری رہ جاتی ہین مژگان ہوکر

میری مرتے ہی وہ بیداد کا عالم نرہا
ظلم سے توبہ وہ کرتے ہین پشیمان ہوکر

خاکساری کا نتیجہ یہ ملے گا مجکو
پاؤن چومونگا تری ریگِ بیابان ہوکر

حُسن کا جوش چھپائے سے کہین چھپتا ہے
مُنہ چھپاتے ہو عبث مہرِ درخشان ہوکر

منہ سی کچھ بات نکلتی نہین میری آگے
نیچی کرلیتے ہین گردن وہ پشیمان ہوکر

سائلِ خلد ہی افسوس عدم کا صحرا
باغ مین جاتے ہین پر ایک بیابان ہوکر

وہ تصور مین بھی آئین تو رکاوٹ ہی وہی
دل مین رہتے ہین مگر غیر کا ارمان ہوکر

روز انکار سے اور روز ہی پی لیتا ہون
توبہ رہتی ہے مگر آپ کا پیمان ہوکر

خوبرو جتنے ہین بگڑے سے سنور جاتے ہین
دیکھین کیا قہر کری زلف پریشان ہوکر

بن گئے حسرت ارمان کے ہزاروں مدفن
دل یہ سینہ مین رہا گور غریبان ہوکر

عشقبازی کا تمہین شوق تو ہو اے حسرت
حسرتین دل کی نکلجائین گی ارمان ہوکر

سب ہی اچھی ہی مرے جان تمہاری تقدیر
ہان مگر تمسے بھی دشمن کی ہی پیاری تقدیر

حرف اچھا کوئی پایا تو مٹایا فوراً
خوب ہی کاتب قدرت نے سنواری تقدیر

لڑکے شمن سی وہ آئے ہین ہماری گھر مین
آجکل تو ہی ترقی پہ ہماری تقدیر

بخت خفتہ مرا بیدار ابھی ہوجائے
میری قسمت سے جو لڑجائے تمہاری تقدیر

دن ہی پھر جاتی ہین جو وقت مصیبت آجے
یاد آتی ہی بری وقت مین پیاری تقدیر

غیر کے پاس وہ ہین اور دعا کیا مانگین
اپنے دشمن ہی کی قسمت ہو ہماری تقدیر

عیش کی راہ طے دل ہمنے لگایا ہتا مگر
مفت کے رنج سہے پہی ہماری تقدیر

دیکھنا تم کو دشمن کے مٹاؤن کیسا
میری قابو پہ جو چڑھ جائے تمہاری تقدیر

وصل کی شب ہو میسر تو عدو ہی پہ نہین
دیکھہ اچھی ہی تری یا کہ ہماری تقدیر

تمکو دشمن کی محبت ہی تمہاری ہی مجھے
میری تقدیر سے ملتی ہی تمہاری تقدیر

ہای حسرت نہو اگر کوشش احباب سی کچھہ
خود ہی لڑجائے تو لڑجائی ہماری تقدیر

ابھی سے یکھو ہو تم ستم دوچار
کہانے بیٹھی ہین جسم دوچار

اپنا کب غرب گھلتا ہے
دیجیے اور آکے دم دوچار

دیکھہ لین ہم بھی پھر قیامت کو
وہ اوٹھائین اگر قدم دوچار

یہ نہ سمجھو کہ تمپہ مرتے ہین — آہی رہتی ہین یان صنم دوچار

مرنیوالے سنبھل نہین سکتے — اور کر لیجیے ستم دوچار

قتل ہونے کی جب مٹی حسرت — ہم جو دنیا مین لین جنم دوچار

یہ عنایت ہی ہمکو کافی ہی — کیجیے سو ستم کرم دوچار

یان ہزار و نکار روز مجمع ہی — دل مین میرے نہین ہین غم دوچار

ابھی آئی نہین ہی طرز جفا — روز کرتے ہو گو ستم دوچار

ہمسا ملتا نہین ہی ایک تمہین — ڈھونڈھ لاتے ہین تمسے ہم دوچار

اونکی سرکار کا ہی کیا کہنا — روز بھرتے ہین وان شکم دوچار

اونکو مد نظر ہی مشق جفا — ذبح ہوتے ہین کم سے کم دوچار

تم ذرا ٹھہر کر چلے جانا — اور باقی رہے ہین دم دوچار

دلکے پہنے کی شکل پہر کیا ہو — زلف مین گر رہین نہ خم دوچار

دم اوجھتا ہی ایک ہونے سے — مجکو درکار ہین علم دوچار

یہ شہیدون کی اونکے کثرت ہی — روز بھر جاتے ہین ارم دوچار

مجکو فرصت نہین ہی گو حسرت
کہے مضمون مگر رقم دو چار

ردیف الراء ہندی

جاؤ تم اغیار کو لیکر پہاڑ — رکھہ لیا ہی ہمنے چھاتی پر پہاڑ

لاگ ہوتی گر نہ دل مین عشق کی
کوہکن پھر کاٹتا کیونکر پہاڑ

دل لگانا سہل ہی سمجھے تھے تم
میر یہ جان یہ سخت ہی پتھر پہاڑ

تیرے دیوانہ پہ یہ پتھر پڑے
سنگِ طفلان سے ہے اکثر پہاڑ

کیون نہ چونکین خفتگانِ خاک پھر
جب ہلاتی ہے تری ٹھوکر پہاڑ

کچھہ اثر تجکو نہین اے سنگ دل
میری آہون سے ہے تھرتھر پہاڑ

وہم ہی یارب یہ کسکی آہ کی
کانپتا ہی آج کیون تھرتھر پہاڑ

ناتوان یہہ ہون کہ ذرہ ریت کا
اب ڈراتا ہی مجھے بنکر پہاڑ

حلق کیا دل کیا کلیجا کیا مرا
کاٹ ڈالے گا ترا خنجر پہاڑ

آہ کا ہوتا نہین کچھہ بھی اثر
دل ترا ہے آئنہ منظر پہاڑ

یاد تھے تیرے وقار و تمکنت
خواب مین دیکھا کیا شب بھر پہاڑ

اوٹھہ نہین سکتا ہون مین اس بوجھہ سے
بارِ عصیان ہی مری سر پر پہاڑ

کس مصیبت مین ہون حسرت کیا کہون
غم کا ٹوٹا ہے مرے سر پر پہاڑ

دیکھہ کچھہ اچھی نہین کرنی کسی مائل سے چھیڑ
پھیڑ ہی مدِ نظر ٹھہری تو دلکو دل سے چھیڑ

ہان مدد اے بادِ صحرا اب یہ تیری ہاتھہ ہے
خاکِ مجنون کی چلی جائے ذرا محمل سے چھیڑ

ہو سکینگے خضر کیونکر ہادیِ بیمارِ عشق
یونہی ہمسے کر رہی ہین وہ کئی منزل سے چھیڑ

سخت جانی کی بدولت آجتک جیتا ہون مین
روز گو کرتا ہون جاکر خنجرِ قاتل سے چھیڑ

نوک کیون توڑی ہی خنجر کی سبب اسکا ہی کیا
آجکل مدِ نظر ہے آپکو بسمل سی چھیڑ

یہ تو ممکن ہی نہین ہی وصل و نکاہو سکے
ہان کیے جاتے ہین لیکن سعی بیحاصل سی چھیڑ

دل کا لینا ہی اگر مدِ نظر تو آپ کو
واقعی بیکار ہی بے سود ہی بیدل سی چھیڑ

سینۂ افگار کی رگ رگ بنے گی تار سان
رنگ دیجائیگی ظالم پر ذرا تو دل سی چھیڑ

کیون طلب کرتے ہو اوسکو آج بزمِ نازمین
تمکو ہی منظور ہی کچھ حسرتِ مائل سی چھیڑ

دوستی کو ہو گئی مدت نہ توڑ
دیکھہ ظالم رشتۂ الفت نہ توڑ

وصل ہوگا پر تحمل چاہیے
ایدلِ مضطر مری ہمت نہ توڑ

صاف آئینہ نہین ہی دیکھہ لے
دل مین ہی کندہ تری صورت نہ توڑ

ہجر لکھدی غیر کی تقدیر مین
تو قلم اے کاتبِ قسمت نہ توڑ

زندگی کا ایک حیلہ ہی یہی
نا امیدی آس کی صورت نہ توڑ

کر نہ پامالِ ستم نازِ تو
دیکھہ او ظالم مری تربت نہ توڑ

جو تری جی مین ہو وہ کر لے ستم
بیوفا ہمسے مگر چاہت نہ توڑ

جان نثار و نیر نہ کر ظلم و ستم
بیگناہون پر تو یہ آفت نہ توڑ

دل لگی کا ہی یہی اک سلسلہ
بیڑیان تو میری اے وحشت نہ توڑ

پہلی ہی شب ہی نکر انکارِ وصل
ایسی باتون سے دلِ حسرت نہ توڑ

مدِ نظر ہی گر کسی مائل سے چھیڑ چھاڑ
دل کو لگا کے کیجئے پھر دل سے چھیڑ چھاڑ

کرتا ہی دور دور سے ایسی لگاوٹین
دریا کی جیسے ہوتی ہی ساحل سے چھیڑ چھاڑ

لو منہ چڑا رہے ہین وہ آئینہ دیکھکر
کرتے ہین اپنے مدِ مقابل سے چھیڑ چھاڑ

ہم اور خضر بادیہ پیما ے عشق ہین
باہم شروع ہے کئی منزل سے چھیڑ چھاڑ

آتے ہین بام پر وہ نکلتے ہی چاندنی
ہر رات ہوتی ہی مہ کامل سے چھیڑ چھاڑ

اوس رشکِ گل کی رکھی ہی تصویر باغمین
گلچین سے دل لگی ہی عنادل سے چھیڑ چھاڑ

اندیشہ ناک ہم وہ سراپا حجاب ہین
ہوتی ہی ایسے وقتمین مشکل سے چھیڑ چھاڑ

یونہی رہی یہ چھیڑ تو زندان مین ہم کہان
کرنے لگے ہین ہاتھ سلاسل سے چھیڑ چھاڑ

کرتا ہون اوسکی بزم مین جنت کا تذکرے
مدِ نظر ہی حور شمائل سے چھیڑ چھاڑ

وہ آنکھ بھی چرائے تو اپنا یہ حال ہی
ہم اپنے آپ کرتے ہین قاتل سے چھیڑ چھاڑ

اوس نامراد نے تو کیا صبر اختیار
حسرت تم آپ ہی نہ کرو دل سے چھیڑ چھاڑ

ردیف الزار مقصورہ

مجکو معلوم تو ہو مین نہین آیا کس روز
میری جان تمنے مجھے گھر مین بلایا کس روز

میری ہی جان پہ ہر روز جفا ہوتی ہی
غیر کو آپ ہی فرمائین ستایا کس روز

تو تو بے صبر ہی یہ آپ بجا کہتے ہین
مجکو فرمائیے دیدار دکھایا کس روز

بات کرنے کی نہین ضعف سے جب تاب مجھے
میری بالین پہ وہ آیا بھی تو آیا کس روز

جب وہ بگڑی ہوئی اغیار کے گھر بیٹھی تھی
دوستون نے مرا احوال سنایا کس روز

دل بیتاب پہ کب ہوگی عنایت اونکی
میرے ارمان برآئینگے خدایا کس روز

منتین کرکے کہو کب نہین روکا مینے
ہاتھہ سے آپنے دامن نہ چھوڑایا کس روز

مینے کس روز کیا ہاتھہ کو سینہ سے جدا
چین میرے دل بیتاب نے پایا کس روز

تمنے کس روز لگایا ہی گلے سے مجکو
میرا ارمان مرےجان برآیا کس روز

میرے افسانہ کو پہلے ہی سے کہتے ہو بُرا
تمنے کس روز سنا مینے سنایا کس روز

مفت کا آج نہ حسرت کو لگاؤ الزام
اوس نے کب عذر کیا تمنے بُلایا کس روز

سب سے بالا ہے نرالا ہے تمہارا انداز
ہر حسین سیکھنے والا ہے تمہارا انداز

ساری دنیا سے نرالا ہے تمہارا انداز
دل مراد دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

بیوفائی کا تو انداز بُرا تھا لیکن
حسن نے خوب سنبھالا ہے تمہارا انداز

حور و غلمان و پری جن و بشر کوئی ہو
سب کے انداز سے بالا ہے تمہارا انداز

کس طرح اوسکو اڑا لیگی پرستانکی پری
کیا کہین مُنہ کا نوالا ہے تمہارا انداز

وہی شوخی ہی وہی ساری شرارت آمین
ابتو دل نے بھی نکالا ہے تمہارا انداز

کچھہ ہو جاتا ہی گمان دل کی طرف جاتا ہی
یہی پہچاننے والا ہے تمہارا انداز

آئیگا حور کی صورت سے تنفر اوسکو
جو کوئی دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

نوک کیون دل مین خدا جانے چبھی جاتی ہے
کوئی برچھی ہی نہ بھالا ہے تمہارا انداز

سنتے سنتے ہی کچھ آئی ہی طبیعت اپنی
ہمنے دیکھا ہی نہ بھالا ہے تمہارا انداز

جان کی طرح ہمیشہ ہی رہا ہی دل مین
عشق نے خوب ہی پالا ہی تمہارا انداز

کوئی پہلو مین نہین دیکھنے والا دل کا
ہان مگر دیکھنے والا ہے تمہارا انداز

نام سے آپ نہ حسرت کے تنفر کیجے
اسکے باعث سی دوبالا ہے تمہارا انداز

اونکی دل مین جگہہ جو پائے راز
دلمین پھولا نہ پھر سمائے راز

دلمین آیا تو آئے گا لب پر
اس سی دلمین نہ آنے پائے راز

یہ بھی در پردہ بات ہے کوئی
دلمین آتا ہی بے بلائے راز

نہو کچھہ بھی تو کیا کہے کوئی
دلمین گر ہو تو لب پر آئے راز

نہین باقی رہی جگہہ دل مین
مجکو اپنا نہ مُنہ دکھائے راز

دخل کیا ہی جو لب تک آجائے
ہمکو اپنا کوئی سنائے راز

سامنے ہو تو کچھہ کہے منہ سے
نہ چھپے خود تو کیون چھپائے راز

اوسکے مطلب کی ہم کرین کوشش
ہمکو حسرت اگر بتائے راز

عشق کے ہمنے گو چھپائے راز
آنسوؤن نے مگر بتائے راز

صاف کہدو جو رات کو گذری
نہ چھپاؤ سنے سنائے راز

بات کہنے سے جیمین ڈرتا ہون
کہین اپنے نہون پرائے راز

دل مرحوم جب سے دفن ہوا — ہمنے مرقد مین سب سنا لیے راز
بدگمانی سے یہ ہوا نقشہ — کہ نہ دلمین بھی آنے پائے راز
مے پلاکر عدو کو محفل مین — ہمنے پوچھی چھپی چھپائے راز
مین کہونگا نہ انکو محشر مین — دلمین ہین کچھ دبے دبائے راز
رازداری کا دلکی کیا کہنا — کچھ بڑہا دی نہ کچھ گھٹائے راز

بدگمانی ہے اوسکی جانب کیون
تم محسرت کو کب بتائے راز

ردیف سین مہملہ

کوئی جینے کا نہین اپنے سہارا افسوس — ہوگیا ہمسے خفا آج وہ پیارا افسوس
موت کے بعد بھی دلمین یہی ارمان رہا — آنکھ بھر کر اوسے دیکھا نہ دوبارا افسوس
دور سے دیکھکے تم منہ جو چھپا لیتے ہو — اس کاوٹ نے مجھے جان سے مارا افسوس
پاس جنکے کبھی دنرات رہا کرتے تھے — انتو اونکا نہین ملتا ہے نظارا افسوس
آرزو جسکو کبھی تھی مرے گھر آنے کی — انتو ملنے سے وہ کرتا ہے کنارا افسوس
گالیان یون سر بازار سنا جاتے تم — دل ہی قابو مین نہین ہائے ہمارا افسوس
ڈوبکر عشق کے دریا مین ہوا اوبھرا کوئی — نہین اس بحر کا ملتا ہے کنارا افسوس
رہ گئے گھر مین مرے رات وہ آتے آتے — پھر گیا کچھ مری قسمت کا ستارا افسوس
پہلے ہی اوسکی نظر دلسے مرے پار ہوئی — تیر ظالم نے مرے تاک کے مارا افسوس

ہوگیا صبح شبِ وصل مرا حیف وصال
وصل وہ کا نہ ہوا ہای دوبارا افسوس

تنگ آکر مری نالونسے وہ فرماتے ہین
مرنیوالون نے تو ہی مجھی مارا افسوس

ہمسے ناراض تو ہوتے ہو خبر بھی ہی تمہین
اور پر مرتا ہی وہ دوست تمہارا افسوس

رہ گئی جلوۂ دیدار کی حسرت دلمین
ایک ہی وار مین سفاک نے مارا افسوس

یہی حسرت ہے کہ نیچی ہی نگاہون سے کبھی
میری جانب ہوا کوئی نظارا افسوس

ہم تو حسرت اسی احسا نمین دبے جاتے ہین
صاف کرتے ہین جو دیوان ہمارا افسوس

یون جلے دل غمِ نہان افسوس
خاک ہی جائے رایگان افسوس

دل کی دل ہی مین رہ گئی حسرت
حیف ای مرگِ ناگہان افسوس

ناز بھی تیرا اوٹھ نہین سکتا
ہوگیا ایسا ناتوان افسوس

آہ کرتی نہین ہی ہائے اثر
کارگر کچھہ نہین فغان افسوس

آپکی تیغِ ناز کا صاحب
وہ تڑپنا ہی نیمجان افسوس

سوزِ پنہان نے مجکو پھونکدیا
جلگئے مشتِ استخوان افسوس

ہوگئی تمکو غیر سے الفت
ہای افسون جانِ جان افسوس

ہوگیا اونپہ رازِ عشق عیان
کیا کیا تو نے رازدان افسوس

پاسِ ایمان نہین رہا حسرت
آپ اور کوچۂ بتان افسوس

تجھے جمع غیر جو شمائل کے آس پاس
حسرت کا تھا ہجوم مرے دل کے آس پاس

ہم ہی ہوئے نہ کشتۂ تیغ نگاہ کچھ
لاکھون تڑپ رہے ہین وہ قاتل کے آس پاس

امید و بیم و حسرت و حرمان و یاس کا
کیسا ہجوم ہی تری بسمل کے آس پاس

کس طرح سے گذر ہو وہان مجھ غریب کا
پہری لگے ہین غیر کی محفل کے آس پاس

گردش مین چرخ ہی نہین کم قیس کا غبار
قربان ہوتا پھرتا ہی محمل کے آس پاس

اونکو دکھاؤن مین جو گل داغ کی بہار
آبیٹھین بلبلین سبھی مرے دل کے آس پاس

اک تو ہی میرے پاس سے رہتا ہے دور دور
کیسا ہجوم گل ہی عنادل کے آس پاس

منظور خیر جان کی حسرت ہی گر تمہین
جانا کبھی نہ کوچۂ قاتل کے آس پاس

ہجر کی کیا ہو زندگانی راس
ہمکو آئی نہ یہ جوانی راس

آگئی نیند حال غم سنکر
آئی ہی کیا مری کہانی راس

وہ مٹاتے ہین آکے تربت کو
ہی شہید ونکو یہ نشانی راس

جھوٹ کہتا ہون گر عدو کا حال
مجکو آئے نہ یہ جوانی راس

گالیان جبکو دین وہ رام ہوا
آپکو تو ہے بدزبانی راس

چھٹ نہین سکتی اب مری کہنہ
مجکو آئی ہی یہ پرانی راس

فارغ البال ہمتو رہتے ہین
کچھہ قفس کا ہی دانہ پانی راس

راس آئی ہی دل دہی مجکو
تمکو آئی ہی دلستانی راس

دیکھلو لیکے تم عدو کا دل
یہ نہین چیز تمکو آنی راس

گھر کو لوٹا ہے میہمانون نے
دل کو آئی نہ میزبانی راس

تم نہ جانا عدو کی دعوت مین
نہین ایسونکی میہمانی راس

اونکو نفرت ہوئی ہے دشمن سے
مجکو آئی ہے بدگمانی راس

لطف دیکھو کہ اونکے طالع سے
مل گئی میری ناگہانی راس

آگ حسرت لگے عدو کے گھر
آہ کی ہو شرر فشانی راس

ردیف شین معجمہ

رخ شعلہ مزاج یار آتش
پھونکے گی یہ لاکھہ بار آتش

تلوونمین لگی تھی کسکے مہندی
بھڑکی جو سر مزار آتش

ہے برق اگر ترا تبسم
رخسار ہین ای نگار آتش

ہے رشک بری بلا کا دلمین
لگجاتی ہے ایکبار آتش

جلتا ہے جو دل سلگ سلگ کے
تھی سرد خنای یار آتش

دل ہے جو شرر جگر ہے اخگر
آتش سی ہے ہمکنار آتش

دوزخ مین تمہارے جلوون سے
ہو جائیگی شرمسار آتش

جل کر تپ ہجر سے عجب کیا
حسرت کا ہے غبار آتش

برقع تراجو عورشمائل ہی پاش پاش
ٹکڑے ادھر نقاب ادھر دل ہی پاش پاش

تیغ ادائے یار نے چورنگ کردیا
سینہ مین پارہ پارہ جگر دل ہی پاش پاش

دیوانگی کا دیکھ لیا زور چارہ گر
زندانمین اب طوق و سلاسل ہی پاش پاش

گستاخ ہوگیا کوئی دست دراز کیا
رخصت کیوقت دامن قاتل ہی پاش پاش

جھنجلا کے اوس نے پھینکدیا میری وار پر
ساغر پڑا ہوا سر محفل ہی پاش پاش

کیا قیس کی نگاہ بھی نلوا ربن گئی
لیلے کا آج پردۂ محمل ہی پاش پاش

ٹپکا ہے آستانۂ جانان پہ اسقدر
ٹکڑے ادھر ہی سر تو ادھر سل ہی پاش پاش

حسرت اب اوس سے خوب ہی رہتی ہی تاک جھانک
درکا جو اونکے پردہ حائل ہی پاش پاش

غم کی ہوئی ہی اب اوسی منزل مین بود و باش
پہلے کبھی تھی آپکی جس دلمین بود و باش

وہ بھی تمہاری طرح سے آئی چلی گئی
کرتی نہین دعا دل سائلمین بود و باش

آباد کرتے جاتے ہین سب گوشۂ مزار
آخر ہر اک کی ہی اسی منزلمین بود و باش

خوش ہون جو جان دینے سے ہان اونکے واسطے
مشکل نہین ہی کوچۂ قاتلمین بود و باش

تیر نگاہ یار یہ گوشہ کی جا تو ہے
اچھا ہی گر کری تو مری دلمین بود و باش

تقسیم یانسے ہوتے ہین سارے جہانمین
فتنونکی رہتی ہی تری محفلمین بود و باش

آنکھونمین پھر رہی ہی جو مقتول کی شبیہہ
قاتل کی کیا ہی دیدۂ بسملمین بود و باش

چھوڑون تونکے عشق کو کس طرح زاہدا
اسکی تو ہی ازل سے مرے دلمین بود و باش

لیلیٰ تجھے تو دیدۂ مجنون حجاب ہے
اچھی نہین ہی پردۂ محمل مین بود و باش

بے شبہہ اب خلش کے مزے آہی جائینگے
تیرِ نگہہ ذکی ہی مری دل مین بود و باش

ایسا جہان مین ابتو کوئی انقلاب ہو
میری خیال کی ہو تری دلمین بود و باش

خالی نہین ہی کبھی عسرت سرای دل
لیلیٰ و شوق کی ہی اسی محمل مین بود و باش

حسرت مری نصیب سے کیا پیچ پڑ گیا
دلکی ہی زلفِ حور شمائل مین بود و باش

اونکے جاتے ہی ایسا کھویا ہوش
ہمکو باقی نہین ہی اپنا ہوش

آپ کیجے نہ حشر کا وعدہ
ایسی مجمع مین کیا کسی کا ہوش

شکوہ کرنا تو درکنار رہا
دیکھکر اونکو اپنا کھویا ہوش

دونو جانب لگی ہی عشقکی چوٹ
اونکو بیرا نہ مجھکو اونکا ہوش

زہر جو کھا سکے شبِ فرقت
بیقرارین کسکو اتنا ہوش

پہلے دل لیگئے تھے وہ اگر
اسکے لیجائینگے ہمارا ہوش

اسکا باعث تو کچھہ نہین کھلتا
نہین دشمن کو آج اپنا ہوش

اوسکی تعریف کیا کروں ناصح
چشمِ بد دور ہے سراپا ہوش

زاہدا بے خودی کا ذکر نہین
ہمکو لاتا ہی مے کا پیمانہ ہوش

مستِ خم خانۂ تغافل کو
حشر کے روز بھی نہ آیا ہوش

اونکی شوخی مین مل گئی تمکین
ابتو نامِ خدا سنبھالا ہوش

بیخودی مین ملی ہی وہ لذت | اور دے ساقیا کہان کا ہوش

بات او نسے نہ کر سکے حسرت
آپکا ہمنے آج دیکھا ہوش

ردیف صاد مہملہ

روز کرتے ہو بیان غیر سے اپنا اخلاص | مہربان تمنے نکالا یہ کہان کا اخلاص
کوئی وعدہ بھی نہ پورا ہوا تو ای بندہ نواز | کام کس روز پہر آئیگا تمہارا اخلاص
ہوگئی حق مین مری ہای وہ اولٹی سیفی | گھٹ گیا سورۂ اخلاص سے اونکا اخلاص
پھر وہ کس ناز سے کہتے ہین جو بوسہ مانگون | آپنے ہمسے نکالا ہے یہ اچھا اخلاص
اس ترقی کو تنزل کوئی دم مین ہوگا | کیا ہوا تمنے جو دشمن سے بڑہایا اخلاص
بے سبب آج تو رنجش نہین ہوتی ہمسے | کر گیا گھر تری دل مین یہ کسیکا اخلاص
لطف کے نام سے وہ جور کیا کرتے ہین | تونے کمبخت بڑہایا ہی یہ کیسا اخلاص

حسرت اوس آفت جانسے تو حذر کرنا تہا
کیا قیامت ہی کیا آپنے اولٹا اخلاص

یہی گوشہ رہنے کے قابل ہی خاص | دل ہمارا آپکی منزل ہے خاص
مجھ سے پوچھا داور محشر نے گر | لاکھ مین کہدونگا یہ قاتل ہے خاص
اور کیا بڑہکر ہے اس سے خونبہا | وہ کہین مجھکو کہ یہ بسمل ہے خاص
قاصد اپیوستہ ابرو ہی وہ شوخ | اور پھر رخسار پر اک تل ہے خاص

سامنے ہے یہ دلِ زخمی مرا
دیکھ لیجے آپ کا گھائل ہے خاص

پوچھتے ہین مجھ سے کیا اونسی کہون
آپ کی صورت کا دل مائل ہے خاص

جاگزین ہو دل مین اے پردہ نشین
ایسی لیلی کا یہی محمل ہے خاص

اوسکے ہی کوچہ کی مٹی ہے مری
جای مدفن کوچۂ قاتل ہے خاص

جسنے یہ دل جب مرا ہی حشر مین
وہ کہین یہ ہی مرا مائل ہے خاص

دل اگر ہوتا تو ہوتا رحم بھی
لاکھ دل لیکر بھی وہ بیدل ہے خاص

ایکدن جانا ہے سبکو قبر مین
ہر بشر کی یہ ہی تو منزل ہے خاص

کہہ رہی ہے دل کی بیتابی مری
برقِ مضطر اسکا آب و گل ہے خاص

سب جسے کہتے ہین صحرای عدم
عشق کے دریا کا وہ ساحل ہے خاص

داورِ محشر ذرا انصاف ہو
میرا عیسیٰ ہی مرا قاتل ہے خاص

دیکھکر حسرت کو وہ کہتے ہین یہ
ایک ہی بوسہ کا یہ سائل ہے خاص

آرزوی دل بیتاب بیان ہو ناقص
وصل ممکن ہی نہین اپنا گمان ہو ناقص

جوش مین آکے لہو سکی زبان ہو ناقص
ہمسے فرماتے ہو تم تیرا بیان ہی ناقص

کام کر جاتی ہے انمین کی گالی ونپر
اور ہمارا تو یہ سب شور و فغان ہی ناقص

کوی جانان مین نہ جا ای دلِ بیمار ابھی
ضعف باقی ہی تجھے تاب و توان ہی ناقص

بے سنی بات بناتے ہین بُری اور سنو
وہ یہ کہتے ہین ترا رازِ نہان ہی ناقص

وہ یہ کہتے ہین کہ ہمتو نہین آتے آیین — دلِ ویران تو ترا ایک مکان ہی ناقص
محتسب آپ سوئے میکدہ جاتے ہین مگر — کوئی بہتی نہو زندونکی زبان ہی ناقص
لطف تو یہ ہی کہ اغیار بھی کہتے ہین اونہین — وہ تو اچھے ہین مگر اونکی زبان ہی ناقص
غیر کے گھر سے وہ آکر مجھے سمجھاتے ہین — تیرے ہی سر کی قسم تیرا گمان ہی ناقص
کبھی ملنے کا نہین ایسی عبادت کا صلہ — زاہدا یہ ہوس باغِ جنان ہی ناقص

کوئی حسرت نظر آتی نہین اچھی صورت
اپنی نظرون مین تو اب سارا جہان ہی ناقص

ردیف ضاد معجمہ

گالیان مفت جو دی کون ہی ایسا فیاض — اب تو دنیا مین نہین کوئی بھی تم سا فیاض
مانگنے والا نہ حاتم کو ملا تھا کوئی — ملکِ ویران مین وہ مشہور نہا اچھا فیاض
ہو نزاکت کا بُرا کام نکلتا تو نہین — ہمنے مانا کہ ابھی ہین وہ سراپا فیاض
دل کا دینا نہ سہی تمسے یہ جھوٹون تو کہا — آج ہی ہمنے تو اغیار کو دیکھا فیاض
سن لئے حاتمِ طائی کے پرانے قصے — اس زمانہ مین تو پیدا نہین ہوتا فیاض
طالبِ بوسہ ہوئے بزمِ بتان مین نہ ملا — اتنی محفل مین کوئی ایک نہ نکلا فیاض
دل تمہین مفت دیا دل مین ذرا غور کرو — کوئی مجھسا نہوا اور نہ ہوگا فیاض
نام حاتم کا زمانہ مین ہی ابتک روشن — نام بھی کوئی نہ لیتا جو نہوتا فیاض
کچھ کمی دیدۂ خونبار بہ فشان سے نہ ہوئی — دلِ بیمار نہین ہی مرا تنہا فیاض

گردشِ چرخ سے یہ حال ہی اپنا حسرت
لوگ کہتے ہین کہ یہ شخص کبھی تھا فیاض

جسقدر ہو سکے کر حسرتِ بدنام ریاض
آخر الامر ترے آئیگا کچھہ کام ریاض

لطف ہو حشر مین میخوار کو جنت ملجائے
کام آئے نہ ترے زاہدِ خود کام ریاض

سب طلبگار تمہاری ہین سبب کیا اسکا
کیا کیا تمنے ہی ای راحتِ ارام ریاض

چاہنے والون سے پوچھے کوئی دلکی حالت
کرتے رہتے ہین وہی کچھہ سحر و شام ریاض

سچ ہی اپھونکی بُری بات بھلی ہوتی ہے
میرا سجدہ ہی بُرا اونکی ہی دشنام ریاض

کچھہ سمجھکر ہی تجھی کرتے ہین سجدہ عاشق
تونے بے شبہہ کیا ہی بتِ خود کام ریاض

عیش مین رہتی ہی گردش اسی بیچارے کو
سچ تو یہ بزم مین کرتا ہی بہت جام ریاض

شرم کی بات ہی کچھہ حضرتِ انسانسے نہو
اور صحرا کے کرین سب یہ دد و دام ریاض

زلف مین دل جو پھنسا ساری طریقے بھولا
کیا کرے مرغِ گرفتارِ تہ دام ریاض

مے کے شیشہ مین رہی جاتی ہی تلچھٹ باقی
ساقیا میرا رہا جاتا ہے ناکام ریاض

ہوگا اوسوقت تجھے لطفِ عبادت حسرت
حشر مین جب تجھے دلوائیگا انعام ریاض

بُرا ہی محبت کا یارب مریض
نہو کوئی الفت کا یارب مریض

مقدر برا ہے مرض ہی یہی
مین ہون اپنی قسمت کا یارب مریض

شبِ ہجر یہی دعا تھی مری
وہ ہو ایسی حالت کا یارب مریض

یہ کہتا تماشہ کو کوئی دلجلا — نہو کوئی نزہت کا یارب مریض
ہے مجھے موت منظور لیکن اجل — نہو ایسی صورت کا یارب مریض
نہ لطف آئے جو ہو جاؤں آج — وہ ظالم کی الفت کا یارب مریض
کہونگا قیامت میں روبرو تجھے — یہ ہے حرص جنت کا یارب مریض
بدلتی نہیں ہای عادت مری — ہوا ہوں مروت کا یارب مریض
کہا دیکھکر مجکو عیسی نے آج — کہ ہے یہ قیامت کا یارب مریض
ملے مجکو محشر میں آزادگی — میں ہوں جوش وحشت کا یارب مریض

دعا ہے یہ حسرت کی کوئی نہو
جہان میں محبت کا یارب مریض

امید ہے کہ آج ہو اوس فتنہ گر سے فیض — کچھ ہو چلا ہے نالۂ دل کے اثر سے فیض
اب ہمسری وہ کرنے لگا مہر و ماہ سے — ذرہ کو یہ ہوا مری داغ جگر سے فیض
اے چارہ گر یہ سچ ہے ہماری بلا پہلے — کسکو ہوا ہے کاکل بیداد گر سے فیض
ہمکو ملی ہے دولت نظارہ بارہا — مدت سے پا رہے ہیں تری چاک در سے فیض
افسوس ہیرے ہاتھ لگانے سے بل پڑے — غیرونکو اور ہو تری نازک کمر سے فیض
آہ و فغان وہ روز کی سنکر یہ کہتے ہیں — کیا تمکو ہے بتاؤ تو اس شور و شر سے فیض
جنگل ہرے ہوئے ترے اشکبار سے — عالم کو ہو رہا ہے مری چشم تر سے فیض
کیا جانے وصل کہتے ہیں کسکو وصال کیا — ہمکو ہوا نہیں کبھی اوس فتنہ گر سے فیض

کیا کیا سہو نہ رنج و مصیبت مگر کبھی
حسرت ہوا نہ کوچۂ رشکِ قمر سے فیض

ردیف ط مہملہ

مجکو لب لکھتا ہی وہ دلدار خط
جب نکل آیا سرِ رخسار خط

کچھ کہا کچھ جلیبیں لکھتا ہون انہین
پھاڑتا ہون زمین و چار خط

گالیان ہر بار وہ دینگے تجھے
مانگنا قاصد مگر سو بار خط

ہین کرون تحریر اونکو اپنا حال
لکھنے دی گر دیدۂ خونبار خط

ہاتھ کاٹے جائین اوس حجام کے
جو بناتا ہی ترا اے یار خط

قتل کی میری مقرر کی جگہہ
اوسنے کھینچا ہی سرِ بازار خط

تو نے میری سخت جانی دیکھلی
کھنچ سکا تجھسے نہ تلوار خط

اب کے حالت ہی نئی برسات کی
روز بارش ہوتی ہی دو چار خط

پھاڑ کر بولے وہ میری نامہ کو
ایک خط کے کر دیئے دو چار خط

مجکو حسرت اوسنے لکھا یہ جواب
پھر نہ لکھنا ہمکو یون بیکار خط

دل ناکام تجھسے کیا ہی ربط
غیر سے اونکو اب ہوا ہی ربط

چھوڑ کر اب نہ تو چلے جانا
بیکسی تجھسے ہو گیا ہی ربط

غیر بھی مضطرب سا پھرتا ہی
اب ترا کس سے بیوفا ہی ربط

لطف دیکھو وہ مجھ سے کہتے ہین — مجھسے کب آپ سے ہوا ہی ربط
دوست سمجھا ہی حال لکھتا ہے — میرا دشمن سے یہ بڑھا ہی ربط
آدمیت نہین تو پھر کیا ہے — تیرا ہر ایک سے بجا ہی ربط
وصل ہوگا اگر مقدر ہے — اونسے نام خدا ہوا ہی ربط
چھوڑتا کیون ہی غیر کی خاطر — مجھ سے مدت سے بیوفا ہی ربط
میری صورت سے کیون نہ نفرت ہو — اونکو اورون سے ہو گیا ہی ربط
جان دیتے ہین جسکے نام پہ ہم — اوسکا دشمن سے بڑھ گیا ہی ربط
صبر مین کر چکا مجھے کیا ہے — غیر سے گر ترا بڑھا ہی ربط
بل بے بیر بطیان ستمگر کی — مجھ سے وہ پوچھتا ہی کیا ہی ربط

چھوڑتی ہی نہین مجھے حسرت
دخترِ رز سے یہ بڑھ گیا ہی ربط

وہ بلاتے ہین زمانے کو سرِ بزمِ نشاط — شیخ بیتاب ہی آنے کو سرِ بزمِ نشاط
کوئی ہی جائے بلانے کو سرِ بزمِ نشاط — مستعد اب ہین وہ آنے کو سرِ بزمِ نشاط
غیر کو میرے مقابل وہ بلاتے یون ہین — کوئی فتنہ ہین اوٹھانے کو سرِ بزمِ نشاط
اسقدر آپ تو اغیار سے کھل کھیلے ہین — آدمی آیا بلانے کو سرِ بزمِ نشاط
ربط اغیار سے یون ہی تجھے پیدا ہوگا — نہ بلا میری جلانے کو سرِ بزمِ نشاط
کیون جلاتا ہی مرے دل کو بتا تو ظالم — شمع کافی ہی جلانے کو سرِ بزمِ نشاط

ہم بھی تیار ہی بیٹھے ہین چلے جانے کو
کوئی آئے تو اوٹھانے کو سر بزم نشاط

رنگ بدلا ہی یہ محفل کا کہ اب تو اغیار
اوٹھتے ہین میرے اوٹھانے کو سر بزم نشاط

نظر آتا نہین قاتل کی کمر مین خنجر
کیا ہی سینہ سی لگانے کو سر بزم نشاط

مجھسے میری دل مضطر کی تڑپ کہتی ہے
کوئی ارمان ہی بر آنے کو سر بزم نشاط

غیر سے پوچھتا ہون تمکو خبر ہو تو کہو
کچھ بھی ہی پینے پلانے کو سر بزم نشاط

نہین منظور ہی کچھ غیر کی خاطر اونکو
آئے ہین میری جلانے کو سر بزم نشاط

غیر کے ساتھ طلب اوسنے کیا ہی حسرت
اک قیامت بھی ہی آنے کو سر بزم نشاط

اغیار کے وصال کا انکار ہے غلط
سو بار گر کہو گے تو سو بار ہے غلط

سر کی خطا ہے کیا دل بیتاب پر لگاؤ
پڑتی تمہارے ہاتھ سی تلوار ہے غلط

باور اگر نہین ہے تو اب امتحان سہی
سچ جان لو کہ الفت اغیار ہے غلط

گر حال دل سنائین تو کہتا ہی فتنہ گر
سچ تو یہ ہے کہ عشق کا آزار ہے غلط

دل تنہا ہی بوسہ یہ لیجے وہ دیجیے
حجت غلط ہی آپ کی تکرار ہے غلط

رونے کا ماجرا جو سنا ہنسکے یہ کہا
اظہار حال چشم گہربار ہے غلط

کیا دخل ایسی باتون کا آئے مجھی یقین
ناصح سراسر آپکی گفتار ہے غلط

اوس سنگدل کے دل مین اثر کیا کریگی آہ
تیرا یہ سب خیال دل زار ہے غلط

کوئی صنم مین جانتے ہو چھپ چھپکے رات کو

حسرت بظاہر آپکا انکار ہے غلط

ردیف ظا معجمہ

کب پاس رہ کے ہو سکے ہر بات کا لحاظ
ممکن نہیں کہ نبہہ سکے دنرات کا لحاظ

دیکھا جو مجکو دور سے وہ مسکرا دیے
آہی گیا ہی پچھلی ملاقات کا لحاظ

دشمن کی اس امید پہ کرتا ہون خاطرین
کل آئیگا اوسے بھی مدارات کا لحاظ

آنکھین ادہر ملایئے بس ہو چکی حیا
مجکو نہین پسند یہ دنرات کا لحاظ

کرتے خلاف وضع نہین کچھہ بُرا بھلا
اچھے ضرور رکھتے ہین ہر بات کا لحاظ

اوسنتے ہی میری بزم مین دشمن سے کھل گئے
اونکو فقط تہا ایک مری ذات کا لحاظ

یہ ناتوان نہین ہے خنجر نہ ہل سکون
قاتل مگر ہی مجکو ترے ہات کا لحاظ

ہمسے شب وصال جو ہونا تہا ہو چکا
اب اور رہ گیا تہین کس بات کا لحاظ

جب دل لیا ہی میرا تو بوسہ بہی دیجئے
انسان کو ضرور ہی سوغات کا لحاظ

پیتا نہین ہون سونگہہ تو لیتا ضرور ہون
کرتا ہون دل سے پیر خرابات کا لحاظ

کچھہ دوستی کی شرم نہ الفت کا پاس ہی
ظالم تجھے نہین ہی کسی بات کا لحاظ

ہین اور توبہ مے سے کرون اس بہار مین
اے محتسب ضرور ہی برسات کا لحاظ

آنکھین بہی تم ملاتے ہو تو نہ بہی چہپاتے ہو
ہمنے کبہی نہ دیکہا تہا اس گہات کا لحاظ

مانا کہ وہ حسین نہین اسکو کیا کرون
حسرت کچھہ آپڑا ہی مجھے بات کا لحاظ

غیر کا کرتا ہی جب وہ ستم ایجاد لحاظ
پھر ہی کس بات کا تجکو دلِ ناشاد لحاظ

دیدِ گل کے لئے رہنے دی قفس مین روزن
کچھہ تو کر مرغِ گرفتار کا صیاد لحاظ

مجھہ سے دیوانہ کو آیا ہی پنہانے بیڑی
میری وحشت کا کیا تو نے نہ حداد لحاظ

نظر آتا نہین آنکھون مین حیا کا وہ لطف
محفلِ غیر مین تم کر چکے برباد لحاظ

قتل کرنا ہی تو خنجر کو چٹالے پتھری
سخت جانی کا مری چاہیے جلاّد لحاظ

یاد اوس طرزِ جفا کا مجھے اب تک ہی مزا
ہای کرنا وہ کسی کا دمِ بیداد لحاظ

اک زمانہ تہا کہ تم بھی تھی حیا کے پتلے
اب تو شوخی مین نہین ہی تمہین کچھہ یاد لحاظ

ایسے موقع پہ تو تھمتے ہوی نالے اچھے
چاہیئے اونکی نزاکت کا بھی فریاد لحاظ

مفت برباد نجاتی کبھی جانِ شیرین
جھوٹی باتون کا جو ہوتا تجھے فرہاد لحاظ

ہم تو تیار رہین مجلس مین پلا دی ساقی
کچھہ کسی بات کا کرتے نہین آزاد لحاظ

کس سی یہ طرزِ جفا تو نے اوڑای ہی بتا
تیری آنکھون مین نہین کچھہ ستم ایجاد لحاظ

امتحان کے لیئے تیار رہین ہم شرط یہ ہے
غیر کا کچھہ نہ کرو تم دمِ بیداد لحاظ

ترکِ اسلام کیا اک بتِ ہرجائی پر
تو نے کچھہ بھی نہ کیا حسرتِ ناشاد لحاظ

غیر کی بیشک ہی صحبت بد لحاظ
ہو گیا وہ بے مروت بد لحاظ

مجھہ پہ مُنہ آتا ہی بزمِ غیر مین
تو نے کیا سیکھی ہی عادت بد لحاظ

سنتے ہی مجھپر پڑینگی گالیان
گر کہون آئی ہی شامت بد لحاظ

مینے مانا مضطرو بے صبر ہون ہو مگر تم بے مروت بدلحاظ
ہمنے دیکھا غیر کی صحبت مین جب تجکو کچھہ آئی بھی غیرت بدلحاظ
اس مین کیا شک ہی حیا پر ور تھم ہو گیا مین میری قسمت بدلحاظ
یون گلے ملتا تھا کسدن غیر سے یہ نئی سیکھی ہی عادت بدلحاظ
مین نہ سمجھا تھا کہ وہ ہو جائیگا دیکھکر دشمن کی صورت بدلحاظ
ہر گھڑی رہتا ہی اکثر بام پر تیری کیا بدلی ہی نیت بدلحاظ
غیر کو بوسے دیے جب بزم مین کیون نہو پھر تجھسے نفرت بدلحاظ
بات بھی کرنے مین مجھہ سے ہی حیا غیر سے رہتی ہی صحبت بدلحاظ

گالیان دیتا ہے سب کے سامنے
کر لیا اوس بت کو حسرت بدلحاظ

یہ تو فرماؤ کہ ہے عقل کہان ای واعظ آپ جاتے ہین سوی کوی بتان ای واعظ
آج پھرتے ہو جو حیران و پریشان و خراب تمکو کسدن سی ہوا عشق بتان ای واعظ
وسوسے اوٹھتے ہین کچھہ اور بتاؤ مجکو آپ جاتے ہین یہ راتونکو کہان ای واعظ
مجھسے کہتا ہی کہ جنت نہ ملیگی تجکو تیرے قبضہ مین ہی کیا باغ جنان ای واعظ
اشتعالک ہی جوانون کے لیے دنیا مین آپ کرتے ہین جو حورون کا بیان ای واعظ
خواہ دوزخ مین رہین خواہ رہین جنت مین ہمسے چھٹنے کا نہین عشق بتان ای واعظ
امر موجود سے معدوم کو کیا نسبت ہی اوسکا کوچہ ہے یہان خلد کہان ای واعظ

منتظر کس کے ہو کیا بات ہے فرماؤ تو
آج ہوتے ہو جو ہر سو نگران ای واعظ

حال میرا سا تمہارا بھی پریشان ہوتا
تم کو اوس زلف کا سودا ہی کہان ای واعظ

روز کہتا ہے کہ مین ترکِ بتان کرتا ہون
سُن لیا آپ نے حسرت کا بیان ای واعظ

ردیف عین مہملہ

سب اہلِ بزم دیکھتے سحر بیانِ شمع
گلگیر سے اگر نہ ترشتی زبانِ شمع

وہ شعلہ رو جو آکے گلے سے مرے ملے
جلجائین سوزِ رشک سے دشمن لسانِ شمع

اک شعلہ رو کی اوسکو بھی ہی لو لگی ہوئی
روشن ہی اہلِ بزم پہ رازِ نہانِ شمع

محفل فروز غیر ہوا ہے وہ شعلہ رو
حسرت سے جل رہا ہون یہان مین لسانِ شمع

ہوتی امید ہمکو بھی تاثیرِ آہ کی
اپنا اثر جو کچھہ بھی دکھاتی زبانِ شمع

میری طرح سے پھرتا ہی کس پیچ تاب مین
اوس بزم سے نکل کے پریشان دخانِ شمع

خاموش ساری رات جلی اور بجھہ گئی
کھلتا نہین کسی پہ یہ رازِ نہانِ شمع

کل معرکہ مین ہمنے جو حسرت غزل پڑہی
کیا کیا جلے ہین رشک سے حاسد لسانِ شمع

سو حسرت و امید کا ہی دل مین اجتماع
کیسا ہوا ہے سینۂ بسمل مین اجتماع

محشر بپا کیا ہے یہ تیغِ نگاہ نے
ہے بسملون کا کوچۂ قاتل مین اجتماع

نکلی کبھی دعا تو کبھی بد دعا بھی ہے
دونو نکا رہتا ہے لبِ سائل مین اجتماع

آتے ہی اوسکے چھوڑ کے سب دور ہوگئے
کیسا امید و یاس کا تہا دل مین اجتماع

نیچی نگاہین اونکی مری دل مین چبھہ گئین
لیلیٰ و شونکا ہی اسی محمل مین اجتماع

آفت کا حشر کا شبِ ہجراں کا موت کا
سب کا ہو کاش غیر کی محفل مین اجتماع

کہتے ہین صاف پیچون کے پہلو کٹے ہوئے
ہوگا دلونکا زلفِ مسلسل مین اجتماع

آئینہ رکھکے کہتے ہین وہ اپنے عکس سے
دونونکا آج تو ہی مقابل مین اجتماع

جوہر نہین ہی چشمِ بصیرت سے دیکھیے
ہی حسرتونکا خنجرِ قاتل مین اجتماع

دل ہی کے ساتھہ تھے وہ تمنا کے جمگھٹے
ہوتا نہین ہے سینۂ بیدل مین اجتماع

حسرت فزون ہی سب سے غمِ ہجرِ اوستاد
گو اور بھی غمون کا ہی اب دل مین اجتماع

رونا آنکھون نے ہماری کیا ذرا شروع
اسبکے موسم مین ہوئی ہی نئی برسات شروع

آرزوِ وصل کی کس دھوم سے پوری ہوگی
کاش ہو جاے مری اونکی ملاقات شروع

رخِ تابان پہ کیے بال پریشان اوسنے
دن سے پہلے ہی ہوئی جاتی ہی کو رات شروع

پہلے دو چار کو للہ پلا دیتے ہین
میکشی کرتے ہین جب رندِ خوش اوقات شروع

گالیان پہلے تو دس بیس سنا لیتے ہین
جب وہ کرتے ہین کسی شخص سی کچھہ بات شروع

ڈھنگ پہلے سے وہی اتونکا لے آخر
پھر ہوئی آپ کی دشمن سی ملاقات شروع

گالیان پہلے مرے نام پہ دی لیتے ہین
غیر کی کرتے ہین جسوقت مدارات شروع

یہ سنا ہی اونہین اغیار نے کچھہ بھیجا ہے
چلیے پھر ہم بھی کرین بھیجنی سوغات شروع

غیراس طورسے چڑھتا نہ تمہارے سر پر
اوسکے اعمال کی ہوتی جو مکافات شروع

وہین دنرات ترستے ہین غضب کے فقری
تیری محفل سے نہ ہوتی ہو ہر بات شروع

کر چکے جب مے و معشوق سے توبہ حسرت
جاکے مسجد مین کرو ذکر و مناجات شروع

چرخ ہو جائیگا گر ناستم ایجاد شروع
دلِ ناشاد نے کی گر مری فریاد شروع

تم پہ کھل جائیگا جو کچھ ہی محبت اوسکو
غیر پر آج ذرا کیجیے بیداد شروع

ملگئی طائرِ جان کو مری اوڑنے کی مدد
تیرا چلنا جو ہوا خنجرِ فولاد شروع

رحم بھی حال پہ بلبل کی کچھ آیا تجھے
تو نے پر نوچنے جسدم کی صیاد شروع

کیا دوبارا اسی وعدہ پہ بلایا تھا ہمین
پھر وہی پہلی سی ہونے لگی بیداد شروع

دیکھیے اور اوٹھاتے ہین مصیبت کیا کیا
عشق کی دل مین ہوئی ہی ابھی بنیاد شروع

وعوئی دل کا مری حشر مین تجکو معلوم
استغاثہ کی ہوئی ہی ابھی روداد شروع

غیر کے ساتھہ مری گھر مین چلا آتا ہے
تو نے کچھہ چھیڑ یہ کی ہی ستم ایجاد شروع

قصۂ وصلِ عدو مجکو سناتا ہی ضرور
یہ نئی کی ستم ایجاد نے بیداد شروع

رحم آجاتا ہی رہ رہ کے جوانی پہ تری
ورنہ کرتا مین ستمگر ابھی فریاد شروع

نہین آتا ہی گر خوفِ قیامت تجکو
میکشی تو نے جو کی حسرتِ ناشاد شروع

ردیف غین معجمہ

جیسے تری فراق مین ہمنے اوٹھائے داغ
دشمن کو بھی خدا نہ کبھی یہ دکھائے داغ

سینہ مین میری داغ تھا پہلے بجائے دل
لیکن ہوا تو آگ سے روشن بجائے داغ

ہین لالہ و قمر مین کہان یہ ترقیان
میری ہی دل مین ہوتی ہے نشو و نمائے داغ

جب آپسے وصال کی نکلی ہے آرزو
غم مدتون سہا کئے برسون اوٹھائے داغ

مین بھولتا ہون اوسکو نہ جاتا ہے وہ مجھے
مجھپر فدا ہے داغ تو مین ہون فدائے داغ

مہمان بے بلائے مرے دل مین ہوگیا
کیسی ہوئی ہے دور یہ شرم و حیائے داغ

میرا تو شاعری مین یہ حسرت ہے اعتقاد
کرتا نہین پسند کسیکو سوائے داغ

بیخودی مین کیا ملے اونکا سراغ
ہمکو اپنا بھی نہین ملتا سراغ

گم ہوئی خود آب حیوانکی طرح
خضر نے پایا تو کیا پایا سراغ

کیا کیا تمنے تمہاری لفظ نے
مجکو کچھہ ملتا نہین دل کا سراغ

دیکھتا مین بھی خط تقدیر کو
کاش قسمت کا گر ملتا سراغ

راتمدن رہتی تھی جسکی جستجو
ملگیا دل مین مرے اوسکا سراغ

ہے بتایا ہی صراط عشق کا
اوسکو کھویا تو کچھہ پایا سراغ

خانۂ دشمن کا جب ڈھونڈا کبھی
آپکے ہی دل مین کچھہ پایا سراغ

میری ہی دل مین تو چھپ رہتا ہے تو
آج مجکو ملگیا تیرا سراغ

بیخودی کا ہو برا ڈھونڈون کسے
دل تو دل گم ہوگیا دلکا سراغ

ناتوان وہ ہون کہ میرا موت کو ڈھونڈھے سے نہین ملتا سراغ

ہمنے ڈھونڈا حسرتِ وحشی بہت
اب کہین ملتا نہین اوسکا سراغ

حاجت نہین جلائے کوئی قبر پر چراغ روشن ہی داغِ دل کا یہان رات بھر چراغ
ظاہر ہوا کہ دونون مین باہم ہی دشمنی پروانہ روز جلتا ہی کیون دیکھکر چراغ
ظاہر ہیں فنا ہونگے میری کرامتین دشمن چڑہانے آئے مری قبر پر چراغ
مجھسا کوئی نہ عاشقِ جانباز پاؤگے ڈھونڈوگے دنکو ہاتھ مین لیکر اگر چراغ
میری شبِ فراق یہی تو ہی غمگسار جلتے رہے ہین دونون اوہ مین او ہر چراغ
اوڑتی سی کچھہ سنی ہی مری قتل کی خبر گھی کے جلے ہین آج تو دشمن کے گھر چراغ
کیا لطف کی ہی بات شبِ وصل بار بار وہ مجھہ سے کہہ رہے ہین کہ ٹھنڈا نکر چراغ
ناراض وہ ہوئے تو وہ والا نکل گیا دنکو جلا ہی آج تو دشمن کے گھر چراغ
پہیلی ہوئی ہے سینۂ عاشق مین روشنی مشعل جو داغِ دل ہی تو داغِ جگر چراغ
میری ہی تو مکان مین رہی بزم میکشی جلتا رہا ہی میری ہی گھر رات بھر چراغ

حسرت کسی کی اسکو بہی ہی لو لگی ہوئی
جلتا ہی جسکی یاد مین یہ رات بھر چراغ

کیونکر نہ پر ہو آپکا پیمانۂ دروغ دشمن سے روز سنتے ہین افسانۂ دروغ
پوجا جہان مین جہوٹ کی ہوتی ہی آجکل دل مین ہر ایک رکھتا ہی بتخانۂ دروغ

ہی جام کذب منہ سی ہر اک کے لگا ہوا — محفل ہی تیری یا کہ ہی میخانۂ دروغ
جھوٹی حکایتونکا ہے چسکا پڑا ہوا — نام خدا ہین آپ بھی دیوانۂ دروغ
وعدہ کبھی وصال کا سچا کیا نہین — دل مین ہی تیرے یار ہی کاشانۂ دروغ
آتا ہی اونکو عشق کی باتون مین کچھ مزا — ہم گڑھ کے روز لاتے ہین افسانۂ دروغ
کیا اس زمانہ مین ہی رفیقونکا اعتبار — گھر مین بنائے بیٹھے ہین خمخانۂ دروغ
کیونکر بتائین تجکو نہ جھوٹونکا بادشاہ — سر پر ہی تیری طرۂ شاہانۂ دروغ
میرا فسانہ غیر کا قصہ نہ جانیے — وہ اور ہین جو کہتے ہین افسانۂ دروغ
جھوٹی حکایتون سے لبھاتا ہے آپکو — سچ پوچھیے تو غیر ہی فرزانۂ دروغ

حسرت نہ بھولنا کہین تم راہِ راستی
حائل ہی ایک راہ مین ویرانۂ دروغ

ردیف الفاء

اون نگاہون سے ہوئی تجکو جو ایدل تکلیف — کب اوٹھا سکتا ہی ایسی کوئی بسمل تکلیف
سچ تو یہ ہے کہ ہوئی موت سی مشکل آسان — ڈھونڈھتی مجکو پھری ہی کئی منزل تکلیف
رگِ گردن مین عجب طرح کی ہی آج تڑپ — کاش یہ ہو کہ کری خنجرِ قاتل تکلیف
کشتۂ ناز کے ہین پھول یہ سب کہتے ہین — آپ بھی آج تو کیجیے سرِ محفل تکلیف
کالبد میرا فرشتون نے بنایا جسوقت — روح سے پہلے ہوئی جسم مین داخل تکلیف
زاہد و خلد کی امید نہ کیونکر ہو مجھے — اوسکے در کے کبھی پاتے نہین سائل تکلیف

وصل مین ہجر کی باتین مجھے یاد آتی ہین
عیش مین میرے رہا کرتی ہے شامل تکلیف

دیکھہ تیرا نہو کچھہ حال پریشان لیلی
قیس کی خاک نے لی جانب محمل تکلیف

سچ ہے غمزہ دلنواز کہان حور مین
خلد مین پائینگے جاکر تری مائل تکلیف

ہمتو کہتے ہین کہ دونو کا نہین کچھہ بھی ثبات
عیش گر ہیچ ہے دنیا کا تو باطل تکلیف

کیا تماشا ہے وہ حسرت سے یہ فرماتے ہین
تو ہی تکلیف کے قابل تری قابل تکلیف

کیون نہو انسانکی عادت مختلف
جب ہوئی پیدا طبیعت مختلف

ظاہرا اچھے مگر کھوٹا ہے دل
ہے تری صورت سے سیرت مختلف

غیر کا قصہ نہ سمجھو حال دل
میری اوسکی ہے حکایت مختلف

وصل دشمن کو ملا مجکو فراق
ہوتی ہے انسانکی قسمت مختلف

ہوش مین ہے یہ کبھی بیہوش ہے
ہے تری وحشی کی وحشت مختلف

تمپہ مین مرتا ہون تم اغیار پر
اپنی اپنی ہے طبیعت مختلف

رند کو میخانہ مسجد شیخ کو
سبکا ہے ہیئت عبادت مختلف

ہے کبھی ہمسے کبھی اغیار سے
آپکو بھی ہے محبت مختلف

مجھسے بگڑی ہین بگڑکر غیر سے
آئی ہے دونونکی شامت مختلف

مژدہ آمد ہو یا دیدار ہو
دیکھے ہین اسباب راحت مختلف

ایک سا سب کو سمجھ لیتے ہو تم

ہوتے ہین انسان حسرت مختلف

کچھہ شکایت نہین ہوتے اگر اغیار خلاف
یہ ستم ہی کہ ہوا مجھسے مرا یار خلاف

جب سے حسرت وہ ہوا ہی بت عیار خلاف
دو موافق مری ہوتی ہین تو پھر چار خلاف

قابل ترک ہے بے شبہہ عدو کی صحبت
عرض کرتا نہین مین آپ سے سرکار خلاف

پھر زمانہ مین نہین جینے کی امید وے سے
جسکی گردن سے ہوئی ہی تری تلوار خلاف

اونکی یہ صحبت اغیار مین عادت بگڑی
ہمسے سو بار ملے اور ہوئے سو بار خلاف

اور کیا بات ہے یہ بھی ہی مقدر میرا
یون سر بزم ہوئی آپکی گفتار خلاف

جاننے والے ہی کچھہ اسکو سمجھہ لیتے ہین
پہلے انداز سے جو ہین تری اطوار خلاف

کچھہ خطا ہی تو نہین خوبی قسمت دیکھو
مجھسے یو جہ ہوئی ہین مری سرکار خلاف

تو وہ یکتا ہی کہ سب تیری طرف آتے ہین
گرچہ باہم ہین بہت کافر و دیندار خلاف

زندگی کی مجھے امید سی کچھہ ہوتی ہے
چشم بیمار سے کچھہ ہی دل بیمار خلاف

گو وضو کرتا ہی پڑھتا ہی نماز ین لیکن
سب یہ باتین مین تری حسرت سرکار خلاف

دیکھا جو تمنے بزم مین اغیار کی طرف
ہم دیکھتے ہین چہرۂ ستمگار کی طرف

آیا ہون اب تو تنگ بہت دل کے ہاتھہ سے
پھر چلا ہی کوچۂ دلدار کی طرف

بھولے سے کوئی نام یوسف کا لے کبھی
گذرین جو آپ مصر کے بازار کی طرف

مدنظر ہوا ہی اونہین قتل عام اب
کھڑکی لگائی جاتی ہی بازار کی طرف

شامت یہ کسکی آئی ہی کسکی مجال ہے
دیکھے جو کوئی اوس بت عیار کی طرف

لیجاتے مجکو گر تری کوچہ سے خلد مین
پھر پھر کے دیکھتا تری دیوار کی طرف

کی ہی اسی نگہہ نے مرے دلمین گدگدی
دیکھا ہی اوسنے قہری اغیار کی طرف

مژدہ ہو تجکو شوق شہادت کہ آج وہ
پھر دیکھتے ہین خنجر خونخوار کی طرف

فتنے ہزار اوٹھتے ہین نیچی نگاہ سے
جھک جھک کے دیکھتے ہین وہ رفتار کی طرف

اوسکی سی کہتے ہین مرے غمخوار دیکھنا
کوئی نہین رہا دل بیمار کی طرف

حسرت عدو سہی ہوگا وہان بھی مقابلہ
دیکھین تو کون حشر مین ہوتا ہی یار کی طرف

ردیف قاف

جاگزین دل مین ہوگیا ہی عشق
کونسے بت کا یا خدا ہی عشق

مرنے والونسے پوچھ کیا ہی عشق
موت کا نام ہوگیا ہی عشق

عہد پیری مین ولولے کیسے
سیکڑون کو نچل رہا ہی عشق

سچ تو فرماو حضرت ناصح
آپکو بھی کبھی ہوا ہی عشق

بات پوچھی تو اوسنے کیا پوچھی
ق ہمکو سمجھائیے تو کیا ہی عشق

تم نہ سمجھوگے کیا بتائین تمہین
ہوش اوڑتے ہین وہ بلا ہی عشق

دل بیتاب ابتو دیکھ لیا
کیون نہ کہتے تھے ہم برا ہی عشق

رنج کی کوئی انتہا نہ رہی
غمگسارون مین ہوگیا ہی عشق

داد ملجائیگی محبت کی | اونکو نام خدا ہوا ہی عشق

قول اپنا بھی ہی یہی حسرت
ہان مگر اسے بہت برا ہی عشق

وہ بھی ہماری طرح ہوئی گرم راہ شوق | تاثیر کر چلی ہے کچھ اپنی نگاہ شوق
کیا سب کے مٹ گئے مری مرتے ہی ولولے | اب خاک بھی کسیکی نہین گرد راہ شوق
یہ بھی اوسی تلاش مین پھرتے ہین اتقدن | کچھ حضرت خضر بھی ہین گم کردہ راہ شوق
حائل ہماری دید کی ہوتی ہی کب نقاب | آہن مین رخنہ کرتی ہی اپنی نگاہ شوق
کیا مین کہون کہ مجکو ہی کیا تیرا اشتیاق | رکھی ہوئی ہی سر پہ مرے کج کلاہ شوق
فرہاد و قیس پہلے ہی بدنام ہو چکے | ثابت مجھی پہ ایک نہین ہی گناہ شوق
بھٹکے ہوئے ہین سیکڑون یان حضرت خضر | آسان نہین ہی ڈھونڈ لین جو آپ راہ شوق
ٹھجائینگے کسی کے کسی وقت ولولے | دلپر اثر کریگی مرے بعد آہ شوق
کہتے ہین وہ کہ اور تو کچھ بھی نہین مگر | دل مین چبھی ہوئی ہی کسی کی نگاہ شوق
وہ دل کے پار ہو تو یہ آہن گداز ہے | تیری نگہ سے کم نہین اپنی نگاہ شوق

حسرت کا کیا قصور یہ رستہ ہی اور ہی
الیاس و خضر تک بھی ہین گم کردہ راہ شوق

مجھسے مایوس کا ہونا تھا یونہین غرق فراق | تیری ہی جان پہ گرنی تھی مگر برق فراق
غم کا اسطرح مری دل پہ ہی چھایا بادل | مجکو ہر سمت سے آتی ہی نظر برق فراق

وصل کا آج تم اقرار زبانسے تو کرو
میرے ارمان ترا شینگے ابھی فرقِ فراق

برقِ خاطف ہے وہ جلجائی تو بہتر یہ ہے
یا الٰہی کسی دل پر نہ گرے برقِ فراق

ہمتو کہتے تھے کہ دونون کو برابر سمجھو
لذتِ وصل ہی کچھ کم تو نہین فرقِ فراق

سچ تو یہ اونکی ہر اک بات پہ ہم مرتے ہین
وصل کا فرق سمجھتے ہین نہ کچھ فرقِ فراق

وہ مرے پاس بھی آجائین تو معلوم نہو
دلِ مایوس یہانتک ہی مرا غرقِ فراق

یہ وہ دریا ہے کہ ساحل نہین ملتا جسکا
ہمنے اوبھرا ہوا دیکھا ہی نہین غرقِ فراق

رنگ بیرنگ ہی بگڑی ہی یہ صورت اوسکی
دلپہ حسرت کے گری آج مگر برقِ فراق

نہین ہین گر نہون اغیار مشتاق
ہزارون ہین ترے ای یار مشتاق

نہین ممکن نہو کچھ ذکر تیرا
ہوئے ہین جمع جب دو چار مشتاق

لہو کس کا لگا ہی اسکے مُنہ کو
ترے ناوک کا ہی سو فار مشتاق

ستم کا لطف جو مجھسے سنا ہے
جفا کے ہو گئے اغیار مشتاق

خبر ہے کسکے آنے کی الٰہی
کہ گل ہین منتظر گلزار مشتاق

کہانی میری سنکر رات کو وہ
ہوئے سو بار چپ سو بار مشتاق

کسی کا بام پر آکر یہ کہنا
ہمین درکار ہین دو چار مشتاق

نہین یہ یاد رکھو جذبِ دل سے
نکالین گے سرِ بازار مشتاق

نکلتا ہی نہین وہ گھر سے اپنے
نہون جبتک کھڑے دو چار مشتاق

زیارت آپکی کی آج حسرت
ہوے تھے سنکے ہم اشعار مشتاق

ردیف کاف

کون بیٹھا رہے امید اثر ہوتے تک
کون جیتا ہے شبِ ہجر سحر ہوتے تک

ایک لحظہ بھی یہان زیست کی امید نہین
عمر درکار ہے نالون کے اثر ہوتے تک

آمدِ مرگ قریب اور زمانہ ہے بعید
اوس ستمگر کو بانداز دگر ہوتے تک

سر سے نئے سر سے کوئی اور مین پیدا کرلون
خواہشِ سوزشِ سودای دگر ہوتے تک

ہای وہ رات کو چپکر تو نہ ٹھہرے ہرگز
رونقِ حسنِ تجلی قمر ہوتے تک

دیدۂ تر مین مری خاک اوڑیگی آخر
کہ بہار اسکی ہو خونناب جگر ہوتے تک

آپ بھی پھر تو نیا ایک تماشا دیکھین
غیر بیٹھا رہے حسرت کے اگر ہوتے تک

جائین کیا لیکے کوی قاتل تک
پاس اپنے نہین ہادل تک

یہ بھی لیلی غبارِ مجنون تہا
اوڑکے پہنچا جو تیری محمل تک

ایسی تدبیر کوئی ای دل ہو
جا سکین ہم بھی اوسکی محفل تک

ہمنے مانا نہون سوال و جواب
وہ کسی طرح آئین سائل تک

نہین امید بحرِ الفت سے
پہنچے کشتی ہماری ساحل تک

تیرے آتے ہی مٹ گیا سارے
دل سے اندیشہای باطل تک

دیکھکر تجکو ہو گئے بیخود
گل و گلچین سے بے غافل تک

دل مین ارمان رہ گئے اپنے
جاسکے ہم نہ کوی قاتل تک

اور کیا ہی جسے چھپائینگے
دیکھکے ہمتو آپکو دل تک

پاؤن ٹوٹے ہون جس مسافر کے
جائے کمبخت خاک منزل تک

بیخودی وصل مین اگر ہوگی
آسکے گی نہ آرزو دل تک

کوئی آیا نہ میری دفن کے بعد
آشنا سب تھے پہلی منزل تک

حضرتِ دل غ سے ملے حسرت
پہنچے ہین اوستادِ کامل تک

پہنچ سکتے جو یار کے در تک
پہوڑتے جاکے ہم مقدر تک

ہای کہنا ترا شبِ وعدہ
ابھی آتا ہون ہوکے مین گھر تک

کیون چھٹاتے ہو داغ خون مرا
یہ مٹیگا نہ رہیگا محشر تک

نخت جانی سے میری تنگ ہوئے
تیغ و نیزے سے لیکے خنجر تک

اب بھی ظالم ہی بدگمان ہمسے
امتحان مین کٹ چکے سر تک

حال ابتر ہوا ہی یہ کہدے
کوئی پہنچے جو یار کے در تک

جب بُرا وقت آکے پڑتا ہے
ساتھ دیتا نہین مقدر تک

بخت میرا رسا ہو جب پہنچے
دل مرا گیسوئے معنبر تک

ایسی قسمت کہان تری زاہد
دسترس ہو شرابِ احمر تک

اس پہ دعوٰی ہی خوش بیانی کا
گالیاں دیتے آئے ہین گھر تک

دل لگانے کی گون نہین ہمکو
گور سائی ہی آپکے در تک

جب سنی ہی خبر وہ آتے ہین
لب پہ آئی ہی جان مضطر تک

یہ فنا بھی دلیل ہستی ہی
جائے قطرہ اگر سمندر تک

بیخودی مین یہ بک رہا ہون مین
کوئی پہنچائے یار کے در تک

رستگاری کی فکر کیا حسرت
غم کا طوفان آگیا سر تک

اس ہوا مین ہی خاکسار کی خاک
کہ ملے نقش پای یار کی خاک

چاہتا ہی جو دل فگار کی خاک
ڈھونڈھ آکر مری مزار کی خاک

یہ اوڑی تیری جان نثار کی خاک
نہین باقی رہی مزار کی خاک

اپنے ہاتھون سے تم جو مٹی دو
بنے خاک شفا مزار کی خاک

آج آندھی چلی ہی کیون شاید
بچ رہی تھی مرے مزار کی خاک

جل گیا دل تو پھر کہان تسکین
ساتھ دل کے ہوئی فرار کی خاک

تو وہ تیر و نگاہ بنائین گے
ڈھونڈتے ہین مرے مزار کی خاک

ظلم کرتا ہی جسقدر چاہو
پھر ہو الفت ستم شعار کی خاک

تیری آنکھون مین کیون سما نہ گئی
سرمہ بنکر مری غبار کی خاک

آپ آئے جو فاتحہ پڑھنے
پڑ گئی پھر خپر مزار کی خاک

ذکر جنکا ہے آجتک حسرت
اونکے ملتی نہین مزار کی خاک

ردیف کاف فارسی

لطف دیتی ہے جوانی کی اُمنگ — ہے یہی کچھ زندگانی کی اُمنگ
دے رہے ہین منہ چڑا کر گالیان — اللہ اللہ بدزبانی کی اُمنگ
میرے ہی سر پر نکلجائیگی کیا — ہر بلائے آسمانی کی اُمنگ
تیرے ہاتون سے نکلجائیگی آج — اس شہیدِ امتحانی کی اُمنگ
دے نہ دے صیاد کچھ پروا نہین — کیا قفس مین دانہ پانی کی اُمنگ
مفلسی نے کھودیے دن عیش کے — اب کہان وہ کامرانی کی اُمنگ
مٹگئی سب دیکھکر خط کا جواب — تھی جو پیغامِ زبانی کی اُمنگ
آئی آخر کام مین زندہ دلی — ہی شبِ غم شادمانی کی اُمنگ
لے اوڑی کیسی مرے کہنہ مجھے — کوئی دیکھے اس پُرانی کی اُمنگ
جب نظر آیا کوئی شیرین ادا — آگئی دل مین جوانی کی اُمنگ

ضعف نے حسرت مٹائی ولولے
اب کہان وہ تو جوانی کی اُمنگ

دیکھین جو ملائک بھی بہارِ گلِ صدبرگ — تو صورتِ بلبل ہون نثارِ گلِ صدبرگ
سو وار کئے ولپہ تری تیغ نگہہ نے — آئی مری سینہ پہ بہارِ گلِ صدبرگ

ایسی یہ بہار آئی کہ کہنے لگے عاشق
ہین داغِ جگر آج نثارِ گلِ صد برگ

جب دیکھنے جاتا ہی وہ اغیار کو لیکر
بجلی سے نہین کم ہی بہارِ گلِ صد برگ

اے ماہ لقا دیکھ کے رخسار تمہارے
رخصت ہوی سب ہوش و قرارِ گلِ صد برگ

پھولی ہی بسنت آنکھ مین زاہد کے بھی دیکھو
اس دھوم سے آئی ہی بہارِ گلِ صد برگ

کچھ بھی نہین ہوتا ہی مری داغِ جگر سے
کب آگ لگاتے ہین شرارِ گلِ صد برگ

دیکھو تو ذرا دل مین مرے داغ ہین کتنے
تم آپ کرو آکے شمارِ گلِ صد برگ

جی مین ہی کہ اب بھیجئے توبہ ہی کہانکی
دل ہاتھ سے لیتی ہی بہارِ گلِ صد برگ

کھلجائیگا دیکھو تو ذرا آج ملا کر
تم داغِ جگر رکھو کنارِ گلِ صد برگ

چوٹی مین اگر آپ وہ اک پھول لگا لین
دشوار نزاکت سے ہو بارِ گلِ صد برگ

گن لیتے ہین ہر روز مری داغِ جگر کے
یون کرتے ہین وہ آکے شمارِ گلِ صد برگ

سنتے ہین کہ وہ آئے ہین اب سیرِ چمن کو
آباد ہی کیا قرب و جوارِ گلِ صد برگ

موقع ہی یہی اب مجھے آنے دو بغل مین
بلبل سی بھری دیکھو کنارِ گلِ صد برگ

معشوق ہی اور باغ ہی اور بادہ ہی حسرت
لوٹی ہی تمہین نے تو بہارِ گلِ صد برگ

گوری صورت ہی وہ نہ پیارا رنگ
آج بگڑا ہی کیون تمہارا رنگ

کچھ سی کچھ ہو گئے وہ غصہ مین
اور اس جوش نے ابھارا رنگ

بات کیا ہے کہ نامِ دشمن سے
اوڑ گیا آج کچھ تمہارا رنگ

دل کا آنا ہی قہر ہوتا ہے — نہ وہ ہم ہین نہ وہ ہمارا رنگ
وہ بوڑہا پے مین آفتاب کہان — کر گیا چہرہ سکنارا رنگ
راہ پر اونکو غیر لے آئے — خاک جمتا نہین ہمارا رنگ
جو جوانی مین ہاتہ آیا تہا — ویسا آیا نہ پہر دوبارا رنگ
اونکے آتے ہی منہ پہ رونق ہے — پا گیا کچہہ ذرا سہارا رنگ
دیکہکر وہ قمر کو کہتے ہین — آج کا ہے ترا ستارا رنگ
منہ پہ ڈالی جو تمنے چادر کا — لائیگا اور کچہہ نکارا رنگ

بزم مین اوسکی رات کو حسرت
دیکہنا ہے ہمین تمہارا رنگ

کچہہ جو بدلا سہوا دیکہا نگہ یار کا رنگ — میرے آتے ہی اوڑا بزم مین اغیار کا رنگ
آج غصہ نے یہ بدلا نگہ یار کا رنگ — مے سے جسطرح بدلجاتا ہے میخوار کا رنگ
اس طرح کی تری باتونمین حلاوت کب تہی — ناصحا تو نے اوڑایا کسی میخوار کا رنگ
اب جو مین دیکہتا ہون سارے وہی ہین انداز — دلکو بہایا ہے تری نرگس بیمار کا رنگ
آج دیوانی سی پہرتی ہے چمکنا بہولی — میری نالون سے اوڑا بلبل گلزار کا رنگ
تیری کشتونکو موجنت مین تسلی کیونکر — نہین طوبی مین تری سایہ دیوار کا رنگ
پاؤن پہندے مین ہو صیاد کہڑا ہو سر پر — دیکہے او وقت کوئی مرغ گرفتار کا رنگ
حسب مقدور کہا کرتے ہین قیمت اسکی — پہلے ہم دیکہتے ہین دل کے خریدار کا رنگ

سیر کرنے کو چلا جائے جو تجسا یوسف
پھر تو کچھ اور بنے مصر کے بازار کا رنگ

شوق ہی اور ہی کچھ حال بدل جائیگا
دیکھنا حشر مین تم طالب دیدار کا رنگ

توڑ کر دل کو مری پار گیا ہی جب سے
اب کوئی دیکھے تری تیر کے سوفار کا رنگ

دوستی یہ تو نہین مغز پہراتا ہے مرا
ناصحا اور ہی کچھ ہوتا ہی غمخوار کا رنگ

میری قسمت ہی ملے خاک عدو کی تقدیر
بخت خفتہ مین نہین طالع بیدار کا رنگ

دُرد مے بھی نہین ساقی نے پلائی شاید
آج بگڑا ہی بہت حسرت میخوار کا رنگ

ردیف لام

نہین ہی عارض جانان نقاب مین داخل
فلک پہ مہر ہوا ہی سحاب مین داخل

ہوا ہی عکس جو رخسار شراب مین داخل
یہ آفتاب ہوا آفتاب مین داخل

ہوی ہین نام خدا وہ شباب مین داخل
نگاہ شوخ رہیگی حجاب مین داخل

سبب یہی ہی جو ساقی نے رنگ بدلا ہی
ہوا ہی عکس کسی کا شراب مین داخل

نہین گناہ سے کچھ کم ہماری نیکی بھی
تری گناہ ہین زاہد ثواب مین داخل

یہان سکوت و خموشی کو ہم رضا سمجھے
وہان جواب نہ دینا عتاب مین داخل

پلائی آج جو نام خدا غریبون کو
ہوا ہی پیر مغان بھی ثواب مین داخل

یہ مانگتا ہون دعا کاش موت آجائے
شب فراق ہی جینا عذاب مین داخل

ملیگا لطف یہ سمجھے تھے عشقبازی مین
لگا کہ دل کو ہوی ہین عذاب مین داخل

ہوئی ہین خضر ہی کچھ عمر جاودانی خوش
یہان ہی عمر دو روزہ عذاب مین داخل

بتائے کون مری عمر کی درازی کو
شب فراق بھی گر ہو حساب مین داخل

کہین نہ موسم گرما مین ہو نکدی ساقی
ذرا سی برف بھی کر دی شراب مین داخل

یہ سچ ہی اہل ازل پھنس گیا مصیبت مین
ہوا ہون جب سے جہان خراب مین داخل

جلایا دل ہی ہمارا تو مسکرا بھی دو
نمک بھی کر لو ذرا سا کباب مین داخل

کیا ہی گرمی رخسار نے اثر ایسا
ہوا ہی موسم پیری شباب مین داخل

عجیب توسن عمر روان کی تیزی ہی
کسی کا پاؤن نہین ہی رکاب مین داخل

شمار شرم مین ہوگی تمہاری شوخی بھی
ہمارا صبر بھی ہی اضطراب مین داخل

تری بغیر جو مل بھی گیا بفرض محال
مجھے تو خلد بھی ہوگا عذاب مین داخل

ہوا ہے یون ہی ہجوم نگاہ سے پردہ
نہ کیجیے رخ زیبا نقاب مین داخل

غرور خاک مین ملجائیگا حسینون کا
کہ سبکو ہونا ہی اک دن تراب مین داخل

خیال تھا نہ برآنے کا جس تمنا کو
وہی ہوئی دل خانہ خراب مین داخل

تجھے جو مد نظر آج سیر دریا ہے
تو آکے ہو مری چشم پر آب مین داخل

یہ دیکھنا ہے کہ اس گھر کو کیا بناؤ گے
ہوئی ہو تم دل خانہ خراب مین داخل

لگائین دل جو حسینون سے کیا تعجب ہی
ابھی ہین نام خدا ہم شباب مین داخل

مصیبتین ہی بھگتنے ہین ا تدن حسرت
ہوئی ہین عیش کے دن ہای خواب مین داخل

عرصۂ حشر مین ہوگا نہ حساب قاتل
کہ مرے بعد مسیحا ہی خطاب قاتل

حسرتِ دید نہ رہ جائے دمِ قتل مجھے
ای صبا آج اولٹجا ی نقاب قاتل

سخت دل کون ہے جو خون کا طالب ہوگا
دیکھکر حشر مین کل چشم پر آب قاتل

حشر مین بات ہی دشوار شکایت کیسی
کہین مقتول بھی دیتا ہی جواب قاتل

سختیِ جانکنی بدولت ہی یہ امید ہمین
دیکھلین آنکھہ سی ہم قہر و عتاب قاتل

کاش بنتی تری ہر تیر کی پیکان زبان
لبِ ہر زخم سے دیتا مین جواب قاتل

اضطراری سے گیا میرا نشانہ خالی
میری سر آنکھون پہ ہی قہر و عتاب قاتل

طالبِ مرگ چلے آتے ہین کوسون سے کہچے
واہوا آج بڑی دھوم ہی باب قاتل

یہ تو ممکن نہین موتی نہ دعا کی تاثیر
دیکھکر رحم کچھہ آتا ہی شباب قاتل

شکوہ کیسا کہ لگے کرنے خوشامد اولٹی
دیکھکر حشر مین ہم چشم پر آب قاتل

ایک ہی ہاتھہ مین سب سے مٹائے ارمان
واہ کیا بات تری تیغ خوش آب قاتل

ہو نہ جائے کسی مقتول کی آہون کا اثر
ڈر ہی برباد نہ ہو جائے شباب قاتل

کام ای دستِ جنون آج تو آجا میری
پُرزی کر ڈال دمِ قتل نقاب قاتل

خواہشِ قتل مین لاکھون ہی اردہر دیکھتی ہین
بنگئی کثرتِ نظارہ حجاب قاتل

دیدۂ دل سی تو چہتی نہین صورت اوسکی
چشمِ ظاہر ہی کو مانع ہی حجاب قاتل

بیقراری تو دمِ قتل دکہاتا حسرت
پر تڑپنے نہین دیتا مجھے واب قاتل

ہر گھڑی ذکرِ عدو جان کے لانا شبِ وصل
خوب سیکھا ہی مری جان جلانا شبِ وصل

تاکنے جھانکنے کو غیر نہ بیٹھے ہون کہین
خوب ہی شمع کا خلوت مین بجھانا شبِ وصل

بے حجابی مین حجاب آپ کے یاد آتے ہین
کھولنا منہ کا وہ سینہ کا چھپانا شبِ وصل

اتنی مہلت مجھے ملجائی اب ای شادیِ مرگ
دیکھلے غیر مرا آکے زمانا شبِ وصل

مجکو کیا کیا شبِ فرقت مین وہ یاد آتا ہی
ساتھ سونا تری اور لطف اوٹھانا شبِ وصل

عرضِ مطلب پہ مرے منہ کو چھپا لیتے ہین
یاد آتا جو نہین کوئی بہانا شبِ وصل

گدگدی کرتا ہی دل مین مرے کیا کیا ظالم
مسکرا کر وہ ترا ہاے لجانا شبِ وصل

بوسہ دینے سے تو ہوتی نہین تسکین دلکی
یان تو منظور ہی کچھ اور ہی پانا شبِ وصل

حسرت و رنج و غم و یاس و فغان و شیون
انکا دل مین نہین ملتا ہی ٹھکانا شبِ وصل

گاہ دشمن سی بھی ہوجاتی ہی دلکی تسکین
لطف پیجاتا ہی اغیار کا آنا شبِ وصل

اچھی صورت ہی تو کیون آپ بڑے بنتے ہین
منہ چھپانے سے تو بہتر ہی دکھانا شبِ وصل

لاکھ انکار ہوئی لاکھ ہوئی قہر و عتاب
حسرت اوس بت کا کہا مینے نہ مانا شبِ وصل

رکہتے ہین ان صفات کا اومہ نگار دل
افسردہ دل ستم زدہ دل داغدار دل

ایسا پس فنا بھی رہا بیقرار دل
بالاے قبر ہے کبھی زیرِ مزار دل

اونکے تو آتے آتے اجل آہی جائیگی
مہلت کہان اسی جو کرے انتظار دل

ہے آپکی کمر سے سوا جان ناتوان
ہے آپکی نظر سے سوا بیقرار دل

دیکھا کرے جو چین سے میری مصیبتین
ایسا کہان ہی لائے کوئی غمگسار دل

مایوس بے کسی نے کیا اسقدر اسے
اپنی فنا کا آپ بنا سوگوار دل

حسرت ہی کس کے دید کی حسرت مزارین
کیون کھینچتا ہے بعد فنا انتظار دل

وہ دل کہ جسکو سمجھتے تھے یار کے قابل
رہا نہ رنج والم ہی شمار کے قابل

خدا کی شان کبھی تجھسے مول لیتے تھے
رہے نہ آج تو ساقی او دھار کے قابل

ادہر نگاہ کرو آج دل مرا تا کو
یہی تو صید رہا ہے شکار کے قابل

بتا رہی ہے کسی کے بہار جوبن کی
ابھی ہوا ہی یہ سینہ او بہار کے قابل

خزان نے جیف ملائے ہین خاکین کیسی
وہ گل جو باغ مین کچھہ تھے بہار کے قابل

شب فراق تم آؤ تو داغ دل دیکھو
یہی تو پھول رہے ہین بہار کے قابل

وہی تو ہم ہین کہ اوٹھتی نہین اونگلیان جنپر
فلک نے اب تو نہ رکھا شمار کے قابل

اونکا لوگے کیا جانے کیا جوانی مین
ابھی ہوئی ہو مریجان پیار کے قابل

یہ کسکے دست ہوس نے کھوا تاری تھی
ہوئی ہی پاؤن کی چوڑی نار کے قابل

ہمارے دل مین اداؤنکی کھینچ دو تصویر
یہی مکان ہے نقش و نگار کے قابل

عجیب بات ہی حسرت سی تم نہین واقف
وہی ہی ایک جہان مین شمار کے قابل

ہے مبارک مہ دلخواہ ربیع الاوّل
عید سے بھی ہے سوا ماہ ربیع الاوّل

سال بھر جسکی توقع مین بسر کرتے ہین
لو نمایان وہ ہوا ماہِ ربیع الاوّل

کچھ خبر بھی ہی کہ یہ کون مہینہ آیا
کون پیدا ہوئے وہ شاہِ ربیع الاوّل

وہ نبی ختم ہوئی جن پہ نبوت ساری
اونکے مولود کا ہے ماہِ ربیع الاوّل

اونکی تولید سے ہی کون و مکان کا ایجاد
سب زمانہ ہی ہی ہمراہِ ربیع الاوّل

تیرگی کفر کی دنیا سے مٹائی اس نے
نور افگن جو ہوا ماہِ ربیع الاوّل

تیرگی کا نہ پتا تھا نہ سیاہی کا پتا
کھلگئی خلق پہ سب راہِ ربیع الاوّل

جلوۂ نورِ خدائی نظر آیا سارا
یعنی پیدا وہ ہوئے شاہِ ربیع الاوّل

شافعِ روزِ جزا قاسمِ فردوس نعیم
باعثِ خلقِ جہان شاہِ ربیع الاوّل

کون ہین احمدِ بے میم ہین جنکو حسرت
آپ خالق نے کہا ماہِ ربیع الاوّل

ردیف میم

دکھا چکے بہت آنکھین ستا ستا کر تم
ادھر نگاہ کرو آج مسکرا کر تم

اوٹھاتے بزم سے کیون ہو مجھے بٹھا کر تم
بگاڑتے ہو مری بات اب بنا کر تم

بناؤ کرتے ہو کیون زلف کو بنا کر تم
بگاڑتے ہو اسے اپنے سر چڑھا کر تم

یہ کیا سبب ہی نگاہون سے اب گرا کر تم
کدھر چلے ہو ہمین خاک مین ملا کر تم

عدو کے گھر مین رہے ہو یہ صاف کہلتا ہی
لو منہ تو دیکھو ذرا آئنہ اوٹھا کر تم

جلا کے خاک کیا مجکو سوزِ فرقت نے
تلاش کرتے ہو کیون خاک مین ملا کر تم

عدو بھی مجھسے یہ کہتے ہین آہ سے اپنی
رہوگے آج مگر آسمان اوٹھا کر تم

ہماری سامنے دشمن سے چھیڑ ہوتی ہے
ذلیل کرتے ہو کیون بزم مین بلا کر تم

یہ انقلاب زمانے کا صاف کہتا ہے
نہ چین پاؤگے ہرگز مجھے ستا کر تم

یہ ہمنے دور سے دیکھا تہا رات کو حسرت
کسی کے گھر سے نکلتے تہے مُنہ چہپا کر تم

شریر و شوخ ہوے ابتو انتہا کے تم
وہ دن بھی یاد ہین پُتلے تہے جب حیا کے تم

جواب آجکے ظلمونکا کیا بہلا دوگے
چلوگے حشر مین کل سامنے خدا کے تم

ہمارے نام سے کانونپہ ہاتھ دھرتے ہو
ابھی سے بھول گئے دوست ابتدا کے تم

خبر بھی ہے تمہین اور دینپہ جان دیتا ہے
سنو تو حال ذرا اپنے آشنا کے تم

عدو کے قتل کی ہے مانگنی اگر منظور
طریق سیکھلو مجھے مری دعا کے تم

کسیکی آئی تو ای ہمدمون نہین ٹلتی
نہین ہوٹالنے والے مری قضا کے تم

کچھ اور بات تو آتی نہین جفا کے سوا
جو ہمسے پوچھو تو قابل نہین وفا کے تم

ہمین یہ آتی ہے آواز تیرے کوچہ سے
ادھر کو آؤ جو مشتاق ہو قضا کے تم

یہانتو حرف بھی آتا نہین شکایت کا
اوٹھا رہے ہو یہ طوفان کس بلا کے تم

نہ کام مین آئے گا منعوا و سوقت
اگر اسیر ہوئے پنجۂ قضا کے تم

کسی سے نام بھی سنتے نہین شکایت کا
طریق سیکھ گئے ہو نئے جفا کے تم

یہ کسکی یاد نے بیتاب کر دیا حسرت

کوئی سبب ہی جو طالب ہوئے قضا کے تم

گھر مین ہی پھرتے تھے برقعہ کو چھپا کے تم
اب تاک جھانک کرتے ہو کوٹھہ پہ جا کے تم

چتونین بل ہین اور ہین تیور پھرے ہوئے
اوٹھے ہو بزم غیر سے کیون کسمسا کے تم

اس بات کا اخیر جو ہونا ہے سوچ لو
ہم پر جفا جو کرتے ہو بدلے وفا کے تم

دشمن سے روز آنکھ لڑاتے ہو بزم مین
خلوت مین ہم سے بنتی ہو پہلے حیا کے تم

ظاہر ہی یہ کہ رات کو یان آؤ گے ضرور
مین جانتا ہون جاتے ہو پیچھا چھڑا کے تم

اظہار کر رہی ہی یہ چولی چلی ہوئی
آئے ہو بزم غیر سے دامن چھڑا کے تم

یہ راہ عشق ہی کوئی پیغمبری نہین
بھٹکو گے خضر اور بھی رستہ بتا کے تم

کیا قہر ہے کہ اب بھی سمجھتے نہین ذرا
دشمن کو گو کہ دیکھہ چکے آزما کے تم

بسمل یہان ہزارہین کس کس کی لین خبر
کہتے ہین ڈوبے شہید نہین اک ادا کے تم

آؤ نہ آؤ اس کا تمہین اختیار ہی
کوئی اثر نہین ہو ہماری دعا کے تم

حسرت یہ بات کیا ہی جو کرنے لگے وضو
کیا ہو گئے مرید کسی پارسا کے تم

بیٹھکر اب دیدۂ دشمن مین ہم
جاتے ہین اوس کوچہ و برزن مین ہم

کر دیا سوز جگر نے سرمہ سا
یون سمائے چشم جادو فن مین ہم

کیا کیا دست جنون نے ایک بھی
تار اب پاتے نہین دامن مین ہم

اب کہین بوئے وفا ملتی نہین
ڈھونڈھتے پھرتے ہین ہر گلشن مین ہم

لاغری نے کردیا تنکا ہمین
کاش بندہ جائین تری چلمنمین ہم

گر لگاتے وہ گلے سے ایک دن
پھولجاتے اپنے پیراہن مین ہم

کیا کرین جوشِ جنون افسوس ہے
پھنسگئے اب حلقۂ آہن مین ہم

چھٹ گیا ہی یا الٰہی کون آج
کیون گرہ ہین نالہ و شیون مین ہم

خاک ہونے سے ہوا یہ فائدہ
جاگزین ہین دیدۂ دشمن مین ہم

غیر سے ہی ہم بغل وہ بیوفا
مضطرب ہین گوشۂ مدفن مین ہم

اب نمک پاشِ جراحت وہ نہین
کچھہ مزا پاتے نہین شیون مین ہم

گریہی وحشت ہمین حسرت رہی
خاک چھانین گے کسی برزن مین ہم

سودا سا آج پاتے ہین کچھہ اپنے سر مین ہم
سجدے کیسے کر رہے ہین تری رہگذر مین ہم

تیرِ نگاہِ شوق سے آخر کو تو سہی
رخنے نہ ڈالدین تری دیوار و در مین ہم

کل تو بر کے بیٹھہ رہے تھے ہزار حیف
پھرتے ہین آج کو چۂ رشکِ قمر مین ہم

دونی لگی ہی آگ تسلّی سے یار کی
لذت کچھہ اور پاتے ہین سوزِ جگر مین ہم

ہین رات کے خمار سی آنکھین جھکی جھکی
وصلِ رقیب تاڑ گئے اک نظر مین ہم

دل کو جلائین آتشِ فرقت سے کس لئے
پائین مزا جو سوزشِ داغِ جگر مین ہم

مانندِ آئنہ نہ جدا ہون خدا کرے
اپنی نظر مین تم ہو تمہاری نظر مین ہم

وہ بیخبر ہین جو ہمین کہتے ہین بے خبر
سرگرمِ راتدن ہین کسی کی خبر مین ہم

وعدہ یہانکے آنے کا ہوتا جو صبح کو
جیتے شبِ فراق امیدِ سحر ہین ہم

ہی ہے یہ کون آج سفر کو چلا گیا
پھرتے ہین بیقرار جو یون اپنے گھر ہین ہم

گھر سے ہمین نکالدیا آپنے تو کیا
حسرت ہین بیٹھ جائینگے دلمین جگر ہین ہم

بدگمان تجکو دیکھتے ہین ہم
ہی کہان تجکو دیکھتے ہین ہم

کسنے یون کردیا خراب یدل
بے نشان تجکو دیکھتے ہین ہم

غیر کے گھر مین رات کو اکثر
دلستان تجکو دیکھتے ہین ہم

اوسکے کوچہ سے تو نہین بہتر
آسمان تجکو دیکھتے ہین ہم

کل ہی ابتک تو نالۂ شبگیر
رائگان تجکو دیکھتے ہین ہم

ہمنے ہرگز وہان نہ دیکھا تنا
اب جہان تجکو دیکھتے ہین ہم

وہ نہین دیکھتے ہماری طرف
آسمان تجکو دیکھتے ہین ہم

بات کیا ہی جو حال پر اپنے
مہربان تجکو دیکھتے ہین ہم

تیغ ابروی یار سے حسرت
نیم جان تجکو دیکھتے ہین ہم

تمام عمر بھی دل کو جدا نہ کرتے ہم
مجال تھی کہ بتون کا کہا نہ کرتے ہم

جھکا ہی سر تری نقش قدم کے ہو کے مین
وگرنہ سجدی کبھی جا بجا نہ کرتے ہم

نہ دیکھتے جو خدائی کی شان ہم ان مین
بتانِ دیر کو اپنا خدا نہ کرتے ہم

اگر یہ جانتے جان ایسی بیوفا شی ہے
کسیکو جانِ جہان بھی کہا نہ کرتے ہم

نہ دیکھتے جو کسی کی نگاہ کو پھرتے
جگر پہ ہاتھ دھری یون پھرا نہ کرتے ہم

اگر یہ جانتے ہوگا وہ تیری ہاتھ سے قتل
تو مرگِ غیر کی ہرگز دعا نہ کرتے ہم

کسیکا چاکِ قبا گر ہمین نہ یاد آتا
تو چاک چاک گریبان کیا نہ کرتے ہم

گناہِ عشق کی تعزیر قتل کرنا ہے
سزا نہ ملتی جو ایسی خطا نہ کرتے ہم

بگڑ گئی تھی جو شیخِ حرم سے اے حسرت
تو بتکدہ مین بھی یاد خدا نہ کرتے ہم

چشمون سے جو خون بہائینگے ہم
طوفان نیا اوٹھائینگے ہم

اک روز غبارِ راہ ہوکر
انکھون مین تری سمائینگے ہم

ہے عشق بتان سے ظاہر انکار
واللہ قسم نہ کہائینگے ہم

اوس بزم مین ہین بہت نظر باز
کسکس سے نظر چرائینگے ہم

پھر دستِ جنون ہے اور دامن
کیا جانے کدہر کو جائینگے ہم

ہے وصل ترا نصیبِ اعدا
تقدیر کو کیا مٹائینگے ہم

گر ابکے گئے تری گلی سے
پھر بھول کے بھی نہ آئینگے ہم

تلوار لگائینگے گلے سے
تجکو نہ گلے لگائینگے ہم

ناصح یہ کسیکا نقشِ پا ہے
سجدے نہ اسے اوٹھائینگے ہم

محفل سے نہ جاؤ آج حسرت

اک اور غزل سُنائینگے ہم

آئینہ کو مُنہ لگائینگے ہم
صورت نہ تجھے دکھائینگے ہم

اور دن سے رہیگی دل لگی آج
ہنس ہنس کے تجھے رولائینگے ہم

وہ کہتے ہین ذکرِ غیر پر تم
بگڑوگے اگر سنائینگے ہم

تو حور سہی وہ باغِ جنت
کوچہ مین تری نہ جائینگے ہم

پردہ سے نکال آتشین رخ
اس آگ مین دل جلائینگے ہم

وحشت مین نہونگے پابزنجیر
یارونکو کڑی سنائینگے ہم

گر اوسکی نظر ہی ناوک انداز
سینہ کو سپر بنائینگے ہم

حسرت ہین اگر تو دیکھ لینا
تمکو بھی مزا چکھائینگے ہم

قہر ہی کچھ سوچتے ہر گز نہین انجام ہم
کس مزے سے کہا رہی ہین آپکی دشنام ہم

یہ اوسی حالت مین ہین اے گردشِ ایام ہم
کہو چکے مین گرچہ سارا راحت و آرام ہم

ابتدا مین عشق کا سوچا نہ کچھ انجام ہم
آگئے چکر مین تیری گردشِ ایام ہم

تیری کوچہ سے چلے ہین اے بت خونکام ہم
حیف ہے یون بیقرار و مضطر و ناکام ہم

کوئی واقف ہی نہ تھا پہلے ہماری نام سے
ہوگئے عشق بتان مین کسقدر بدنام ہم

کہتے ہین وہ خوابمین آئے تھی ہم پوچھی نہ بات
یہ عجب تقدیر ہی اولٹے سہین الزام ہم

وہ تو سنتا ہی نہین جسکو سنانا ہی ہمین
ہاے اب کس سے کہین حالِ دلِ ناکام ہم

جب شبِ عشرت گذر جاتی ہو تو اے ماہوش
یاد کرتے ہین تجھی کو صبح سے تا شام ہم

گر خدا کا فضل شامل ہو تو حسرت دیکھنا
کر ہی لینگے اوس بتِ کافر کو اپنا رام ہم

روشن کری جو ہاتھ سے وہ گل چراغِ بزم
پروانہ دیکھکر بنے بلبل چراغِ بزم

کب ہو مقابلہ تری زلفِ دراز سے
رکھتا ہی گو دُخان کی کاکل چراغِ بزم

ظاہر کسیکو تا نہو آنا رقیب کا
کرتے ہین اپنے ہاتھ سے وہ گل چراغِ بزم

وہ رشکِ ماہتاب جو بیٹھا ہی سامنے
پھیکا ہی اب نگاہ مین بالکل چراغِ بزم

پھر سر کبھی نہ پردۂ فانوس سے اوٹھائی
گر دیکھہ پائی تیرا تجمل چراغِ بزم

ہر چند جلتے جلتے گذرتی ہے رات بھر
کرتا ہی سوزِ غم کا تحمل چراغِ بزم

گر یہ نہون تو کچھہ بھی نہین زندگی کا لطف
ساقی کباب شاہد و گل مُل چراغِ بزم

ایسی کہلی ہو دیکھنا تقدیر کسکی رات
یہ حکم ہی کہ گل ہون ابھی کل چراغِ بزم

خیرہ نہ چشمِ شوق ہو پھرتی رہے نگاہ
باندھی ہی دھوئین سی آج اگر پُل چراغِ بزم

پروانے آکے گرتے ہین اسکا سبب ہی یہ
دیتا ہی تیری حُسن کا کچھہ جُل چراغِ بزم

ہوتے اگر جہان مین معشوق باوفا
کرتا پتنگ سے نہ تغافل چراغِ بزم

حسرت کسی کے حسن کی چمکی ہی روشنی
پھیکا پڑا ہوا ہے جو بالکل چراغِ بزم

ردیف نون

رخ سے پردہ کبھی اپنے جو اوٹھا دیتے ہین
جتنے شکوے ہین مرے دل سے مٹا دیتے ہین

بات مجھسے نہین کرتے کبھی تنہائی مین
گالیان وہ سرِ بازار سُنا دیتے ہین

وہ کہانی اسی سمجھین کہ فسانہ سمجھین
اپنے مطلب کی تو ہم روز سُنا دیتے ہین

لطف دیجاتا ہے انسان کو طبیعت کا لگاؤ
حضرتِ عشق یہ سب کام سکھا دیتے ہین

یاد آتا ہے شبِ وصل بگڑنا اونکا
جھوٹ شکوے بھی کسیوقت مزا دیتے ہین

سال بھر سے ہے شبِ وصل کا پہلا قصہ
اک نہ اک روز نئی بات بنا دیتے ہین

بزم مین غیر کی آتا ہے مرا ذکر کبھی
یاد رکھتے بھی ہین گو دل سے بھلا دیتے ہین

وہ جو جاتے ہین کبھی گورِ غریبانکی طرف
سیکڑون پھر تو مزارون سے دعا دیتے ہین

تذکرہ حسن کا یوسف کے جو ہوتا ہے کبھی
دور سے وہ مجھے تصویر دکھا دیتے ہین

پار ہو جاتی ہین نیچی ہی نگاہین اونکی
بے تکے تیر ہی وہ دل پہ لگا دیتے ہین

ہمکو ملتا ہے یہ شکوہ کا نتیجا اون سے
مسکرا دیتے ہین گردن وہ جھکا دیتے ہین

اور ہوتا ہے مرا فرطِ طرب سے نقشہ
میری مطلب کی وہ جسوقت سنا دیتے ہین

گو پرانے ہین مگر سیکھ لین آکر ہمسے
حضرتِ خضر کو ہم راہ بتا دیتے ہین

اب یہانتک تو بڑھا اونکے ستم کا انداز
میرے دشمن مجھے جینے کی دعا دیتے ہین

بیخودی کا ہو بُرا یہ نہین اب تک معلوم
دل کو وہ لیتے ہین لیکر مجھے کیا دیتے ہین

یاد ہے خوب تکلف کا سلیقہ اون کو
بات بگڑی ہوئی اکدم مین بنا دیتے ہین

بیحجابی کی یہ نوبت ہے تکلف کیسا
مین جو سوتا ہون تو فوراً ہی اوٹھا دیتے ہین

کیا مری نام سے ضد ہی وہ ہمنام کو بھی
بزمِ عشرت سے وہ بیوجا اوٹھا دیتے ہین

توبہ کرتا ہون مگر پھر بھی مرے ہم مشرب
منتین کرکے مجھے روز پلا دیتے ہین

یہ سمجھتے ہی ہو تم حرفِ غلط کی صورت
مٹنے والے ہی تو اک نقش بٹھا دیتے ہین

ایک ایسے ہین کہ جو دل ہین بچاتی پھرتے
ایک ایسے ہین کہ خود جان لڑا دیتے ہین

آج جاتے تو ہین بازارِ محبت کی طرف
دیکھیے لیتے ہین کیا اور وہ کیا دیتے ہین

حضرتِ دل ہین مرے جذب ہی ایسا حسرت
جسے چاہا ہوا سے فوراً ہی بُلا دیتے ہین

اثر کچھ سوزِ پنہان کے نمایان ہوتے جاتے ہین
کہ ہر موئے بدن سروِ چراغان ہوتے جاتے ہین

پریشان طرۂ زلفِ پریشان ہوتے جاتے ہین
خدایا کیون قیامت کے سے سامان ہوتے جاتے ہین

تمہاری دل پہ ہر کچھ بدگمانی بڑھتی جاتی ہی
عدو پھر واقفِ حالِ پریشان ہوتے جاتے ہین

نصیحت ناصحونکی کارگر کیا ہو چلی یارب
کہ پابندِ رفو چاکِ گریبان ہوتے جاتے ہین

تماشا ہی کہ اجزاے دلِ بیتاب سینہ مین
تمہاری یاد کہنے سے پریشان ہوتے جاتے ہین

یہ کسکی جلوہ آرا چشمِ فتان ہوتی جاتی ہی
کہ جو ہر چشمِ آئینہ مین حیران ہوتے جاتے ہین

خدایا بارا انکا حشر مین کیونکر اوٹھاؤن گا
بہت سر پر مرے قاتل کے احسان ہوتے جاتے ہین

ہواے وصل شاید پھر نصیبِ دشمنان اون کا
کہ میرے دل مین مہمان یاس مہمان ہوتے جاتے ہین

تماشا ہی کہ وہ مجھپر صدر کے کہنے سے
جفائین کرتے جاتے ہین پشیمان ہوتے جاتے ہین

ہواے شوق تجھ پر جانیکا حسرت کو

کسی کافر کے ملجانے کے ارمان ہوتے جاتے ہین

مجھ سے پھر وصل کے وہ قول و قسم کرتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ بڑا مجھپہ کرم کرتے ہین

اور بڑھتا ہے بڑھا کر جسے کم کرتے ہین
شاخِ انگور کو ہر سال قلم کرتے ہین

زلف کا اوسکی جو سودا ہے ہزارون حافظ
پڑھ کے بس سورۂ والیل کو دم کرتے ہین

کیا قیامت ہو جو آنسو ہون برابر جاری
یون ہی طوفان بپا دیدۂ نم کرتے ہین

سچ تو یہ ہے کہ بُرا کرتے ہین حق مین اپنے
جان اپنی جو فدا آپ پہ ہم کرتے ہین

خیر ہے کسکو ہوا شوق کمانداری کا
صید ہونے کی خوشی صیدِ حرم کرتے ہین

کیا کسی کافر بدکیش سے بگڑی حسرت
آپ ہر روز جو اب قصدِ حرم کرتے ہین

اجل کا مفت مین بدنام نام کرتے ہین
جدہر وہ دیکھتے ہین قتلِ عام کرتے ہین

نظارہ بیٹھکے بالائے بام کرتے ہین
وہ آج جلوہ کو لو وقفِ عام کرتے ہین

اسی امید مین ہم روز شام کرتے ہین
تمہاری وصل کی فکرین مدام کرتے ہین

ہم ایک عمر سے اتنا ہی کام کرتے ہین
کہ دل مین خوب ترا حفظ نام کرتے ہین

غضب ہے آپکو ایسون سے ربط ضبط ہوا
یہ لوگ آپکو رسوائے عام کرتے ہین

ہمین تو وصل کی امید ہی نہین باقی
وہ مدتون سے یون ہی صبح شام کرتے ہین

مثل یہ سچ ہے کہ آئی ہوئی نہین ٹلتی
ہم اپنے دل کی عبث شد و کتام کرتے ہین

خدا کا شکر ہے اتنا ہے سلسلہ جاری
کسی کے وصل کے اب ہم پیام کرتے ہین

کسیکو برج مین دل جب سے دیدیا حسرت
عوض سلام کے ہم رام رام کرتے ہین

اس جنس کے اسوقت طلبگار بہت ہین
معلوم ہی ہی دل کے خریدار بہت ہین

کیسا یہ اثر جذبۂ دل تو نے دکھایا
مین اونپہ مرون مجھسے وہ بیزار بہت ہین

وہ کہتے ہین کس کس کے بھلا ہم ہون معالج
اس نرگسِ بیمار کے بیمار بہت ہین

یوسف کیطرح کیا تجھے بازار کی حاجت
گھر بیٹھے تری پار خریدار بہت ہین

ہمسایہ کوئی عاشقِ جانباز ملے گا
اور تمسے تو اسوقت مین دلدار بہت ہین

بوسہ کے عوض آپکو دل دیتے ہین لیلو
اس جنس کے گو اور خریدار بہت ہین

سیدہی ہی کہو نہین تو سمجھتے ہین بناوٹ
مجھسے تو خفا کچھہ مری سرکار بہت ہین

دس بیس ہی ساغر ہی یہان کچھہ نہین ہوتا
کم ظرف سمجھتا ہی کہ دو چار بہت ہین

رحمت ہمین لیجائیگی کل خلد مین زاہد
دوزخ کے لیے تجھسے گنہگار بہت ہین

جاتے ہو نصیحت کو کدہر حضرتِ واعظ
بیٹھے ہوئی اس تاک مین میخوار بہت ہین

وہ ذکر پہ حسرت کے یہ فرماتے تھے شب کو
عاشق ہین مگر چال مین ہشیار بہت ہین

باہم دل و جگر جو مری بیقرار ہین
ایکانہ کیون ہو دونون برابر کے یار ہین

جب مین نہین تو ہرزہ و ناکس کو قدر ہی
احباب سے زیادہ عدو سوگوار ہین

شوخی ہی یا کسی کی محبت ہی دلنشین
میری طرح سے آپ ہی کیون بیقرار ہین

مدت سے جا چکے ہین ہمارے حواس و ہوش
کوسون کنارِ دل ہی ثبات و قرار ہین

ظالم نگاہِ لطف ادھر کو بھی ہو کبھی
ہم بھی تو جان نثار ہین امیدوار ہین

آتے ہین میرے پاس تو ہوتے ہین دس کو دور
مجکو ہے گر قرار تو وہ بیقرار ہین

دلمین مری شہید ہوئین کتنی حسرتین
اتنی ہی سرزمین مین ہزارون مزار ہین

نازک کی بات ہی ہی نزاکت بھری ہوئی
کیونکر یقین ہو قول ترے پائدار ہین

ایسے ہی ہین کہ جنکی برآئی ہی آرزو
ہم مبتلائے کشمکشِ انتظار ہین

مسجد مین ہم سے آنکھ ملاتی نہین ہین شیخ
میخانہ مین جو آئیے تو یارونکے یار ہین

حسرت نے امتحانِ محبت بہت دیئے
ہمکو تو یہ گمان تھا ناکردہ کار ہین

کیا ظلم ہی کہ میری خطا پر سزا نہین
یہ قحط ہے کہ آپکو پیدا جفا نہین

رکھا ہی میرے شوق شہادت کو تھام تھام
چلتی ہوئی تو آپ کی تیغ ادا نہین

افسردہ دل کیواسطے کیا لطفِ زندگی
حسرت نہین امید نہین مدعا نہین

تمکو نہ دون بتاؤ تو پھر دلکو کیا کرون
تمسا حسین جہان مین کوئی دوسرا نہین

سچ تو یہ ہی کہ اپنی توکل پہ ہے گذر
ہمکو سوا خدا کے کوئی آسرا نہین

یہ جانتا ہون مٹ نہین سکتا جبین سے یہ
تقدیر کا لکھا ہی تمہارا لکھا نہین

دو دن مین بھول جائینگے سب آپ قہقہے
جبتک کی دل لگی ہی کہین دل لگا نہین

ابتک ہی مجکو یادِ شبِ وصل مین ترا
کہنا وہ منہ کو پھیر کے او دل ربا نہین

ہر چند اوسنے خاک مین مجکو ملا دیا
دل پھر بھی کہہ رہا ہی کہ وہ بے وفا نہین

رونے پہ میرے آپ اوڑاتے ہین قہقہے
سچ ہی کسیکا کوئی یہان آشنا نہین

کیا جانے آنکھہ ملتی ہی کیا قہر ہوگیا
سینہ مین ڈہونڈہتا ہون تو دل کا پتا نہین

ہم ہین کہ بات بات پہ ہوتے ہین شرمسار
تم ہو کہ تمکو چشم مروت ذرا نہین

حسرت کو اور تمسے ہوا نکار میکشی
زاہد نہین ولی نہین وہ پارسا نہین

وعدہ وصل ہی ہی گھر مین بلاتے ہی نہین
صاف ملتی ہی نہین دل سے بھلاتے ہی نہین

سوچتے روز ہین ہم یہ کہ کوئی ملجائے
کوئی ملجائے تو پھر دل کو لگاتے ہی نہین

کچھہ دنون تک تو جفا ہی کا مجھے رونا تہا
اب تو یہ قہر ہوا ہے کہ ستاتے ہی نہین

وہی ہم ہین ہی پڑتی تہین نگاہین ہم پر
اب تو ظالم تری آنکھون مین سماتے ہی نہین

اونکی ہر بات قرینہ سے ہوا کرتی ہے
بیحجابی ہی نہین منکو چہپاتے ہی نہین

کاش یون ہی ہو کہ آئے ہون عدو سے لڑکر
دشمن مغموم ہی ہین بات بناتے ہی نہین

یاد ہے خوب جفاؤنکا سلیقہ اونکو
دلسے ملتی ہی نہین پاس سے جاتے ہی نہین

حال پر اوسکے کرم تہا تو بلاتے تہے اوسے
اب تو حسرت کو کبھی آپ بلاتے ہی نہین

کس سے مڈبیر ہوئی بزم مین کچھہ یاد نہین
آج قابو مین ہماری دل ناشاد نہین

وضع کا پاس ہی تجکو دل ناشاد نہین
کونسا دن ہی کہ تو مورد بیداد نہین

کون آیا تھا مری پاس یہ کچھ یاد نہین
مین ابھی ہوش مین اپنے دلِ ناشاد نہین

فصلِ گل سے یہی ہوا لطف خزان مین دونا
یہی وہ دن ہین کہ اندیشۂ صیاد نہین

یہی حالت ہے تو تاثیر کا ملنا دشوار
میری قابو ہی مین آتی مری فریاد نہین

آدمی ہو کے نہ ہم خلد مین جائین کیا خوب
خلدِ آدم تو کوئی جنتِ شداد نہین

انتہا یہ ہے کوئی ظلم نہ چھوڑا اوسنے
چرخ کیواسطے باقی کوئی بیداد نہین

یہ جبین ہند کے سب ہوتے ہین زیر راضی
گانٹھ مین اپنی تو کچھ بھی دلِ ناشاد نہین

دل سلامت ہے تو ملجا یہ بنیگے لاکھون گاہک
اور کیا آپ سا دنیا مین پریزاد نہین

کھل گیا بلبلِ شیدا کا نصیبا شاید
باغبان آج نہین باغ مین صیاد نہین

سجدے کرتے ہو عبث پای تان پر حسرت
کیا قیامت ہے کہ اسوقت خدا یاد نہین

زور سے زر سے بھی قابو مرا چلتا ہی نہین
دل کا ارمان کسی طرح نکلتا ہی نہین

دل کسی زلفِ پریشان سے نکلتا ہی نہین
کوئی افسون مرا بخت پہ چلتا ہی نہین

کیا یقین آئے اونہین ہاتھ جو کہتی ہین
پھر کلیجہ مرا سینہ مین اوچھلتا ہی نہین

دل کا ارمان تری تیر سے بڑھ کر نکلا
یہ تو کمبخت نکالے سے نکلتا ہی نہین

جب سے چٹکی مین ملا ہی کسی مظلوم کا دل
ابتو ہاتھون سے کبھی پھول وہ ملتا ہی نہین

نا امیدی سے ہوئی حسرت و ارمان معدوم
ابتو سینہ مین کلیجہ کوئی ملتا ہی نہین

مجھسے سائل کو ہو کیا عرض کا موقع اوس سے
گھر سے باہر وہ کسیوقت نکلتا ہی نہین

خط کے آنے سے ہوئی اور دوبالا رونق
واہ کیا آپکا جوبن ہے کہ ڈھلتا ہی نہین

کیون بے مزا مجھ سے نفرت ہے سبب کیا اسکا
تم تو کہتے تھے عدو آپ ہی جلتا ہی نہین

وہ گیا وقت کہ سیماب صفت کہتے تھے
ابتو کروٹ دلِ بیمار بدلتا ہی نہین

خاکساری سے تنزہی یہانتک اوسکو
عطر مٹی کا وہ پوشاک مین ملتا ہی نہین

ہم غزل خاک لکھین دل ہے پریشان حسرت
ابتو مضمون کوئی اس بحر مین ڈھلتا ہی نہین

دل چھین کے کہتے ہو کہ ایسا تو نہین مین
مہمان ہون کوئی چور اچکا تو نہین مین

الزام عبث رکھتے ہو ایسا تو نہین مین
ہر گل پہ مرون بلبلِ شیدا تو نہین مین

کرتا ہی نہین کوئی مری قدر جہان مین
نکلی ہوئی عاشق کی تمنا تو نہین مین

کیون مجکو بنایا ہدفِ ناوکِ مژگان
ظالم کسی عاشق کا کلیجا تو نہین مین

اس ظلم و ستم پر بھی کرون مہر و محبت
دنیا سے نیا چاہنے والا تو نہین مین

جب مینے کہا مجکو جلا لو تو وہ بولے
معشوق سہی کوئی مسیحا تو نہین مین

کیون فکر مٹانے کی ہے میرے تجھے ظالم
بگڑی ہوئی تصویر کا نقشا تو نہین مین

کیا بات ہے کیون مجکو شب و روز ہے گردش
اے چرخ کوئی ساغرِ صہبا تو نہین مین

مانا کہ وفادار سہون پر اسکو کرون کیا
ظالم تری آنکھون مین سماتا تو نہین مین

کیا بات ہے کیون مجھسے وہ بیزار ہین حسرت
بگڑی ہوئی قسمت کا نتیجا تو نہین مین

عشقبازی کریں ہم خاک کہ دو دن ہی نہیں
وہ جوانی وہ اُمنگیں نہیں وہ سن ہی نہیں

شبہ فرقت میں بھروسے سے ممکن ہی نہیں
رات کمبخت کا رونا مجھے کٹن ہی نہیں

جی میں جب آئیگی مر جائینگے یہ سُن رکھو
مرنے والوں کا مقرر تو کوئی دن ہی نہیں

عرصہ حشر میں دینی ہو ضمانت اونکو
جسنے اکر کہیں ملنا کوئی ضامن ہی نہیں

کان کہتا ہو مری ناصح نافہم عبث
تو کرے گا تو کمبخت مرا سن ہی نہیں

بخشدیگا اور محشر میں رحیمی ہو تری
جرم عصیاں کو مری تو مرگن ہی نہیں

ہمکو امید ہو دشمن سے بھی بگڑیگی کبھی
تم کہے جاؤ کہ یہ شوار ہو ممکن ہی نہیں

ادا ہی لیتی ہیں ابتک یہ ادائیں اونکی
گو کہ وہ ناز و شوخی نہیں وہ سن ہی نہیں

دیوانگی کا تری سر پہ چڑھا ہو میرے
اس سے بڑھکر تو زمانے میں کوئی جن ہی نہیں

حضرت دل کا سہارا تھا سو وہ چل ہی دیے
اب زمانے میں کوئی ہاے معاون ہی نہیں

ایسی تحریر سے کیونکر ہو مرے دل کو سکوت
حرف کوئی تری مکتوب میں ساکن ہی نہیں

یاد ہو وہ ہی کہ اک چاہنے والے تھے ہمیں
آپکا بندہ نوازی کا تو اب سن ہی نہیں

تم کہے جاؤ کہ ہم ترک ستم کرتے ہیں
میں کہے جاؤنگا دشوار ہو ممکن ہی نہیں

ناز کرتے ہو عبث اب وہ زمانہ نہ رہا
آپکا حسن وہ جوبن نہیں کم سن ہی نہیں

توبہ کرنے کو تو تیار ہو لیکن حسرت
حیف ہو صاف ابھی آپکا باطن ہی نہیں

دل میں ارمان ہی اسوقت نہ آنے پائیں
وہ تصور میں جو آئے ہیں نہ جانے پائیں

دل تو سینہ سے چُرایا ہی ہماری لیکن
لطف تو جب ہی کہ آنکھین سے چُرانے پائین

عہد کرتے ہین جفاؤن سے تو پھر یونہی سہی
جا کے دشمن کو بھی اب وہ نہ ستانے پائین

غیر کے نام سے کہنا ہی ہمین ہے منظور
حالِ دل پر کسی صورت سے سنانے پائین

شرمگین چشم کا پردہ تو جبھی ہم سمجھین
دیکھنے پائین نہ دیدار دکھانے پائین

جذبۂ دل تری تاثیر تو ہم جب جانین
آج وہ مُنہ نہ دوپٹہ سے چھپانے پائین

ہم کھڑے دیتے ہین میخانہ کے در پر یہ دعا
جو ہمین آج پلائین وہ خزانے پائین

ایسی قسمت تو نہین وصل کے جو لطف اُٹھین
گالیون ہی کے مزے کاش اُڑانے پائین

اونکے ڈھلتے ہوئے جوبن کی تمنا یہ ہے
اور دو دن پہ رجوانی کے زمانے پائین

کوئی باقی نہ رہے دل مین تمنا حسرت
اونکو چھاتی سے اگر آج لگانے پائین

جب سے مہمان نہین ہی تو دل مین
دلکی رہتی ہی آرزو دل مین

تیری تصویر سامنے رکھکر
تجھسے کرتا ہون گفتگو دل مین

تم سر بزم پوچھتے کیون ہو
کیا کہون جو ہی آرزو دل مین

سرد مہری سے تیری ڈرتا ہون
جم نہ جائے کہین لہو دل مین

وہی شوخی وہی شرارت ہی
کیا سمائی ہی تیری خو دل مین

تیری خواہش مین محو رہتا ہون
رہتی ہین ساغر و سبو دل مین

مجکو پہچان لو وہ حسرت ہون

جسکو رکھتے ہین خوبرو دل مین

وصل کا وعدہ کروگے تم اگر برسات مین
لائیگا نخلِ جوانی بھی ثمر برسات مین

جذبۂ دل تو دکھا اپنا اثر برسات مین
وہ ہوا کیطرح آئین میرے گھر برسات مین

یاد آتا ہی کسی کا مجکو وہ صندل سا رنگ
اور بھی بڑھنے لگا ہی دردِ سر برسات مین

خشک ہوتا ہی سوا اپنا نہال آرزو
پھولتے پھلتے ہین سب نخل و شجر برسات مین

کیفیت کہلجائے ساری ابر بارانکی ہی
رنگ لائے گر ہماری چشمِ تر برسات مین

جوشِ گریہ ہی نہ کیونکر آئے پھر آنکھونمین فرق
صاف رہتی ہی کہین بھی رہ گذر برسات مین

وعدہ ملنے کا کیا تھا تونے جو برسات کا
یاد رہتی ہی تری آٹھون پہر برسات مین

ساتھ غیرون کے کرو تم میکشی افسوس ہی
اور یون تڑپا کرین ہم رات بھر برسات مین

ایسے موسم مین ہو کیا دستِ جنونکی روک تھام
زخمِ دل اچھے نہونگے چارہ گر برسات مین

لون جوانی کے مزے لوٹون جوانی کی بہار
کوئی ملجائے اگر شکلِ قمر برسات مین

دیکھیے حسرت خدا کو لے کیا منظور ہی
خاک اڑتی رہتی ہی آٹھون پہر برسات مین

کاش دنیا مین ہون حسین نہ کہین
آئے میرا دلِ حزین نہ کہین

شکوہ ہو جائے دل نشین نہ کہین
وہ خفا ہون دلِ حزین نہ کہین

قتل کرنا سنبھل کے اے قاتل
دیکھ بہر جائے آستین نہ کہین

دل کو آزار ہو گیا ہی پسند
رحم کرنے لگین حسین نہ کہین

سیکڑون حسرتین ہوئی ہین خاک
میرے دل مین ہی ہونگی مین نہین

سخت جانونکو ذبح کرنا ہے
شل ہو بازوئے نازنین نہ کہین

چومتے کیون ہین سنگِ اسود کو
تیری صورت ہو جا گزین نہ کہین

گر یہی رشک ہے تو الفت مین
اپنے دشمن بنین ہمین نہ کہین

غیر کے گھر مین روشنی سی ہو
آگیا ہو وہ مہ جبین نہ کہین

دستِ وحشت ادہر کو آتا ہے
ہو گریبان مین آستین نہ کہین

آگیا لب پہ شکوۂ دشمن
وصل مین ہو وہ شرمگین نہ کہین

برق کیون بیقرار رہے اتنی
تیری شوخی ہو جا گزین نہ کہین

میری آنکھون مین دل مین پہلو مین
آپ آجائیے کہین نہ کہین

گھر مین پایا نہ جمعے حسرت کو
رات کو وہ بیا کہین نہ کہین

جان کا غم دل کا ماتم کیا کرین
ہاتھ سے دونو چلے ہم کیا کرین

ٹلنے والی ہو تو کوئی ٹالدے
آگئی اپنی تو ہم بم کیا کرین

زہر سے بدتر ہو اپنی زندگی
کہا کے ایسے حال مین ہم کیا کرین

جامِ زرین ہو تو اپنے کام آئے
مفلسی مین ساغرِ جم کیا کرین

ابتدا مین دل کی عادت پڑ گئی
اب تو ہو سکتی نہین کم کیا کرین

وصل مین بوسہ سے کیا تسکین ہو
پیاس مین ہم لیکے شبنم کیا کرین

مضطرب ہم اور وہ نازک دماغ
ہجر کی شب آہ پیہم کیا کرین

رازونکا اپنے دل کی کیا کہین
ایسے نامحرم کو محرم کیا کرین

جب کیا ہو قتل اپنے ہاتھ سے
ایسے کشتہ کا وہ ماتم کیا کرین

لاگ ہے ہی حسن و عشق مین
دیکھین جب دونون مین ہم کیا کرین

ہوش ہی آتی ہے وہ ہی آئے ہین
ایسی حالت مین کہو ہم کیا کرین

دلفگار و آشفتگی مین کیا بنائین
خاطر نازک کو برہم کیا کرین

دل کا آجانا ہی حسرت قہر ہے
اپنے قابو مین نہین ہم کیا کرین

ہمہ تن صورت وصال ہونمین
کہ تسلی دہ خیال ہون مین

خاک ہو کر ہی رہ گئی وحشت
سبزۂ دیدۂ غزال ہون مین

بیقراری مین انتظاری مین
اپنے دل کا شریک حال ہون مین

عاشق طرز خوش ادائی ہون
رونق بزم بے زوال ہون مین

ناتوان عشق نے کیا ایسا
آپ اپنی ہی اک مثال ہون مین

ایسی صورت سی رہ نہین سکتا
کیا کہین اپکا ملال ہون مین

اپنے دلمین رہون با آسائش
کاش تیرا غم وصال ہون مین

آپکے دل مین کچھ جگہ کرلون
وصل اغیار کا خیال ہونمین

سیری رفتار سے ستم آرا
مثل حسرت کے پایمال ہونمین

در پر جو ہم پڑے رہے تو کس حساب مین
کرتا ہی عرض کون تمہاری جناب مین

اوس کج ادا کو دیکھ لیا جب عتاب مین
کیا کیا نہ دل ہمارا ہوا پیچ و تاب مین

آئین بغیر آپ کے کل اضطراب مین
کیا کیا کدورتین دلِ خانہ خراب مین

آتش فروز حسن ہوا ہی نقاب مین
چاہو بھی تم تو رہ نہین سکتی حجاب مین

مُنہ پر نقاب ہوتی ہی دو ہری پڑی ہوئی
صورت نہین دکھاتے جب آتے ہو خواب مین

دعوٰی کیا ہی لہو سون نے بہی عشق کا
آنے لگے ہین دن رہی ابتو حساب مین

اقرار کیسا وعدہ کہان کا وصال کیا
صورت دکھائی تمنے نہ پہر آکے خواب مین

بہر وصال آج وہ آئے تو کیا ہوا
کہوئی گئی تہی عقل مری اضطراب مین

خط کا جواب دیر کے آنے سے آئے ہین
کیا کیا خیالِ خام مجہے اضطراب مین

در تک بہی آپ گہر سے تو نکلا نہ تے کبہی
پیدا کیے ہین چاہنے والے حجاب مین

ڈرتا ہون مین رقیب سے وعدہ وفا نہو
اوس نے دکہایا مُنہ جو مجہے آکے خواب مین

ہی مدعا کہ بہیجدو سر کاٹ کر ابہی
خنجر جو اوس نے بہیجا ہی خط کے جواب مین

اوس فتنہ گر کے ہجر مین تدبیر مرگ ہو
اتنے کہان حواس مجہے اضطراب مین

اک شکوۂ رقیب نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کیا کہون سنا ہی جو مینے جواب مین

غیرون سے روشنائی کا وعدہ ہوا نہو
کیا کیا مجہے گمان ہین کشودِ نقاب مین

حسرت کا کیا قصور یہ دن ہن ہی ورنہ
جو کچہہ ہو کم ہی حضرتِ واعظ شباب مین

گئے وہ دن کہ دونون ملتے تھے روز روز آپس مین
ہماری بس مین جو دل تھا وہ ہے اب غیر کے بس مین

اثر ایسا ہو یارب کچھ فغانِ آسمان رس مین
کلیجہ تھام کر رہ جائین کہ ہون ہون ترس مین

وہان ہے منتظر امتحانِ ناوکِ مژگان
یہان باقی نہین ہے خون تک بھی اب کسی نس مین

غلط ہے بدگمانی لغو ہے شکوہ تغافل کا
نہ آپ اعدا کے بس مین ہین نہ مین ہون آپکے بس مین

شبِ وعدہ سوتے اس طرح تم پاؤن پھیلا کر
اگر ہوتا اثر کچھ بھی فغانِ آسمان رس مین

امیدِ دل ہے یان آ دے جگر گنتا ہے یان آئے
ترے تیرِ نگہ کی ہو رہی ہے بحث آپس مین

شبِ وصلِ عدو کو امتحانِ صبر سمجھا ہے
نکالی ہین نئی ظالم نے میرے قتل کی رسمین

تنِ لاغر کو میرے دے نہ نسبت اپنی مژگان سے
مرے جان فرق ہوتا ہے نہایت خار اور خس مین

نہ کوئی دیکھنے والا نہ اسکا پوچھنے والا
عبث تمنے رنگین ہاتھ اپنے خونِ بیکس مین

یہ ضد ہے اوس بتِ کافر نے چھوڑا اپنے مذہب کو
ہوا شہرہ جو میری بت پرستی کا برہمن مین

یہ فرماؤ کہ چھوٹا منہ بڑی بات اسکو کہتے ہین
کہ اتنی ہے دہن پر تم ہزارون کھاتے ہو قسمین

وہی تو ہے کہ جسکے نام سے نفرت تھی اب کیا ہے
کیا کرتے ہو کیون حسرت کا چرچا بیٹھکر دن مین

مے سے کیونکر ہو اجتناب ہمین
کہ خدا نے دیا شباب ہمین

ہجر مین تیرے رات کو اکثر
دھوکا دیتا ہے ماہتاب ہمین

کیا سمجھ ہے کہ حضرتِ ناصح
آپ سمجھاتے ہین جناب ہمین

کیا یہ سمجھے ہو تم کہ حشر کے دن
تم کرو ظلم ہو عذاب ہمین

نیند کس طرح آئے اے حسرت
ہوگیا ہے خیال خواب مین

جب تو ممنون تری جذب کا ایدل مین ہون
خود وہ محشر مین کہین آپکا قائل مین ہون

دیکھہ پایا ہے جو ایسا خریدار نہین
آپ سینہ سے یہ کہتا ہے کہ لو دل مین ہون

پوچھتے وہ ہین کہ آخر ہے طبیعت کس پر
کہتے بنتی نہین یہ آپکا مائل مین ہون

حشر مین تا نہو عشاق کو ملنے کی امید
ڈر سے کہتے نہین وہ جور و شمائل مین ہون

پاس رہتا ہون مگر کچھہ بھی نہین آپسے فیض
موج دریا ہو جو تم سبزۂ ساحل مین ہون

کیون نہو ناز مجھے آپ وہ یہ کہتے ہین
تو مری چاہ کے قابل تری قابل مین ہون

بھا گیا ہے جو تری ظلم و ستم کا انداز
دل یہ کہتا ہے کہ بیداد کے قابل مین ہون

لطف تو جب ہے کہ محشر مین کہون یہ اون سے
آپ قائل ہین مرے آپکا بسمل مین ہون

ناامیدی ہی نہین اور نہ آنے کا پتا
موت کہتی ہے ابھی سیکڑون منزل مین ہون

آئنہ دیکھہ کے تصویر ہے وہ کہتے ہین
بیکہتی کیا ہے ترا مدِ مقابل مین ہون

دل نہو پاس تو کیونکر تمہین دل سے چاہون
تم سے سو بار کہا حسرت بیدل مین ہون

روشن ہون مثل شمع تری جلوہ گاہ مین
مٹ جاؤن شکل نقش قدم تیری راہ مین

آپس مین جنگ ہوگئی دل اور نگاہ مین
ارمان کتنے خاک ہوے جلوہ گاہ مین

بیتاب شوق نے یہ کیا مجکو چاہ مین
دشمن سے ملگیا ہون گلے اشتباہ مین

وہ پاس ہی ہین تو بھی سمجھتا ہون دور ہین
فرقت کا بندہ رہا ہی تصور نگاہ مین

رکھتا ہی ہاتھ سینہ پہ اپنے وہ سنگدل
اس ضعف پر بھی ہی یہ اثر میری آہ مین

ہی انتظار اک بتِ دامن دراز کا
خاکِ نشستہ ہون مین قیامت کی راہ مین

آئینہ مین بھی دیکھہ رہا ہون وہی جمال
نقشہ سما گیا ہے کسی کا نگاہ مین

پھیلی ہوئی ہی کچھہ شبِ ہجران کی تیرگی
رکھا ہی اور کیا مری بختِ سیاہ مین

بہرِ وصال گر تری کوچہ مین جا سکین
آنکھین بچھائین پھر تو ہم اپنی ہی راہ مین

دونا ہو لطف حشر مین ہر داد خواہ کو
دشمن بھی تیرے ساتھہ ہو گر قتل گاہ مین

ایسے کی میکشی سے ہمین لطف کونسا
زاہد تجھے لپیٹ لیا ہی گناہ مین

سرنامہ دیکھتا ہون تو دشمن کے نام ہی
قاصد نے خط دیا ہی مجھے اشتباہ مین

جاؤن جو دو بنے کو تو وہ بدنصیب ہون
اک قطرہ آب کا نہ ملے مجھکو چاہ مین

دشمن سے تم ہمیشہ ملو اختیار ہی
معشوق پن تو رہ نہین سکتا نباہ مین

حسرت کی آرزو ہی کہ یا شافعِ امم
روزِ جزا رہے وہ تمہاری پناہ مین

گر نہائیگا وہ جا کر سامری فن آب مین
ڈوبکر مر جائینگے شیخ و برہمن آب مین

تھا جو وہ دستِ حنائی عکس افگن آب مین
حسن نے کیا کیا دکھائی آگ روشن آب مین

چین سے ظالم جلا کر ہی نہ بیٹھا ہائے ہائے
اب بہا دی خاک میری بعدِ مردن آب مین

اُف رے آہ آتشین تاثیر تیری الامان
اب سمندر ہی لگے کرنے نشیمن آب مین

مرگیا ہون یار کے روئے عرق آلودہ پر
نعش کو میری بہانا بعد مردن آب مین

پڑگیا ہی آئنہ مین عکس افشان کا تری
یا ستاری ہوگئے ہین دنکو روشن آب مین

تیری الفت نے ڈبویا کسکو اے بحر جمال
آج برپا ہی یہ کیسا شور و شیون آب مین

سوز دل ہی چین آئیگا بعد مرگ بھی
ای عزیز تم بنانا میرا مدفن آب مین

کوئی جلنے کی بھی حد ہی کچھ جلانے کی بھی حد
ڈھونڈتا ہی حسرت دلسوزدمن آب مین

دل مرا جاکے پنسا کاکل طولانی مین
اور طرہ یہ ہوا سلسلہ جنبانی مین

کرگئی ایک نگاہ غلط انداز شہید
دل کو رکھتی تھی بہت عقل نگہبانی مین

بھول بیٹھا تری سب لطف و ستم کی انداز
محکو لذت یہ ملی کاہش پنہانی مین

جب کہا مینے کہ دیدیجیے دل کی قیمت
یہ ہدایت ہوئی نالش کرو دیوانی مین

جاگتا بخت مرا چشم نگہبان کی طرح
کاش رہتا تری دروازہ کی دربانی مین

کچھ بھی چھوڑا نہ غم یار نے دل مین اپنے
گھر لٹا بیٹھے ہین ہم روز کی مہمانی مین

یاد آتا ہی وہ عشرت کا زمانہ حسرت
راتدن اب تو گذرتی ہی پریشانی مین

مرا ملتا ہی دو عالم کا مہ یک پیالے مین
ذرا ہمت ذرا طاقت ہو اسکے پینے والے مین

ہماری خون نے ہر جگہ کیا گل کھلائے ہین
سنان مین تیر مین تلوار مین برچھی مین بھالے مین

اوسی کی ذات احد کا تو ہی جلوہ عیان و اعظ
حرم مین دیر مین مسجد مین گرجے مین شوالے مین

نہ تیری تن کی خوشبو ہی نہ تیری خو کی رنگت ہی
سمن میں موتیا میں گل میں نافرمان میں لالے میں

زبانِ خار ہی گر خشک اسکا غم نہیں مجکو
کہ اک دریا بہا ہی پاؤں کے ہر ایک چھالے میں

مری الشہ پہ وہ روئے تو یوں بولے مرے دشمن
بتاؤ کونسی تھیں خوبیاں اس مرنے والے میں

یوں میں چلا رہے ہیں رات دن اس دل کے کہنے سے
دعا میں کچھ اثر دیکھا جواب دیکھینگے نالے میں

فروغِ داغِ حسرت آفتابِ حشر ہو جائے
شبِ دیجور کا منہ دیکھنا ہوگا اوجالے میں

تو وہ بدخو کہ جسے حال دکھا بھی نہ سکوں
غم وہ افسانہ ہی جو دل میں چھپا بھی نہ سکوں

دادِ بیداد و ستم گو نہ ملے مجکو مگر
حشر کیا آپکی محفل ہی کہ جا بھی نہ سکوں

گو ہوں آشفتہ مگر لائقِ بیداد نہیں
غم کو ارمان نہ سمجھو کہ مٹا بھی نہ سکوں

دم کچھ ارمان نہیں ہی کہ نکل ہی نہ سکے
موت کچھ تم تو نہیں ہو کہ بلا بھی نہ سکوں

دلِ مغموم کا شکوہ نہ کرونگا ہرگز
رنج کیا جو رِعد وہی کہ اوٹھا بھی نہ سکوں

سینے کب عذر کیا تمنے بلایا کس دن
کیا طبیعت ہوں تمہاری کہ جو آ بھی نہ سکوں

سخت مشکل ہی مری عشق کا ظاہر ہونا
درد کچھ داغ نہیں ہی کہ چھپا بھی نہ سکوں

حرفِ تقدیر کو میں چاہوں مٹاؤں سو بار
کچھ تمہارا تو نہیں غم کہ مٹا بھی نہ سکوں

حسرت اوس انجمنِ ناز میں لیچل مجکو
اس طرح سے کہ وہاں جا کے پھر آ بھی نہ سکوں

جبکہ ہو برگشتہ قسمت پھر کرون تو کیا کرون
مین علاجِ دردِ فرقت پھر کرون تو کیا کرون

مجکو ہی شوقِ شہادت پھر کرون تو کیا کرون
اونکو مانع ہی نزاکت پھر کرون تو کیا کرون

یہ تو ظاہر ہی کہ ایسی اور بھی دل ہین ہین
آگئی تم پر طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

حضرتِ ناصح کرون توبہ تو مین برسات مین
جب بدل جاتی ہو نیت پھر کرون تو کیا کرون

یہ تو ظاہر ہی کہ مین مدت سے تائب ہو چکا
جبکہ دیکھون اچھی صورت پھر کرون تو کیا کرون

جھانکنا مشکل ہوا ہی روزنِ دیوار سے
اونکی یہ بدلی طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

یہ تو مانا ہجر مین مرنا بہت آسان ہے
جب نہو مرنے کی صورت پھر کرون تو کیا کرون

میری دلکو جب کہین یہ ہی مرا بدخواہ ہے
پیش مین اپنی شہادت پھر کرون تو کیا کرون

مفلسی مین رہ سکے انسان کی کیا نیت درست
ایسی حالت مین عبادت پھر کرون تو کیا کرون

وصلِ دشمن پر کہانتک ضبط ہو انسان ہون
مجھپہ جب گذری قیامت پھر کرون تو کیا کرون

دل بہلتا ہی نہین ہی ساکنانِ خلد سے
یاد ہی اک فتنہ قامت پھر کرون تو کیا کرون

جب پلاتا ہو کوئی اصرار سے اے شیخ جی
آپ ہی فرمائین حضرت پھر کرون تو کیا کرون

خود بخود بیچین ہو جاتا ہی اونکو دیکھکر
آگئی ہی دلمین شامت پھر کرون تو کیا کرون

عرصۂ محشر مین اونکے چاہنے والونسے کچھہ
ملگئی ہی میری صورت پھر کرون تو کیا کرون

نام سے وہ چاہنے والون کے ہوتے ہین خفا
اونسے مین اظہارِ الفت پھر کرون تو کیا کرون

حضرتِ ناصح یہ مانا بے وفا وہ شوخ ہے
جب نہو بس مین طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

وصل ہوا اونسے ہوا وعدہ بھی پورا ہو چکے
رہ گئی ہی دلمین حسرت پھر کرون تو کیا کرون

جیتے جی کرکے یہ تو ساری ہین بکھیڑی دوستو
جمع کرکے مال و دولت پھر کرون تو کیا کرون

آجتک واقف نہین ہین آپ دل کے حال سے
اسکا آنا ہی قیامت پھر کرون تو کیا کرون

ہو گئے ناراض وہ شکر ستم سے آج تو
میری شامت میری قسمت پھر کرون تو کیا کرون

تنگ ایسا ہو گیا ہون اقربا کے ہاتھ سے
ہی وطن مین شام غربت پھر کرون تو کیا کرون

نوجوانی ہو بغل مین اک نیا معشوق ہو
تم کہو حضرت سلامت پھر کرون تو کیا کرون

گو کہ ہی یہ ہی سہارا طالب دیدار کو
اونکا وعدہ ہی قیامت پھر کرون تو کیا کرون

منہ مرے مدت سی ابتو دختر رز لگ گئی
ترک عادت ہی عداوت پھر کرون تو کیا کرون

ربط دشمن سے ہی اونکو پھر کرین تو کیا کرین
مجکو ہی اون سے محبت پھر کرون تو کیا کرون

آپکے کہنے سے حسرت مین غزل لکھتا تو ہون
کند ہی اپنی طبیعت پھر کرون تو کیا کرون

اس سی بڑھا ہوا کوئی دنیا مین غم نہین
آنا کسی پہ دل کا قیامت سے کم نہین

وصل عدو کو آپ سمجھتے ستم نہین
گر ہی ہی ملاپ تو اک روز ہم نہین

یہ کیا کہا کہ ہجر مین کہانا محال ہے
کچھ زہر مجکو آپکے سر کی قسم نہین

ممکن نہین کہ ہو سکے دلبستگی کی شکل
کعبہ تو زاہدا کوئی بیت الصنم نہین

اسکا تو کچھ مٹانے سے مٹنا محال ہی
دل کا خیال آپکا نقش قدم نہین

اقرار وصل سمجھون کہ انکار کیا کرون
وان کچھ مری جواب مین الا و نعم نہین

رک رک کے سیر حلق سے منہ پہ تی ہی کیون
کیا تجھ مین دم نہین تری خنجر مین دم نہین

کہنا کسی کا ہی وہ اصرار وصل پر
سچا یہ وعدہ کرتے ہین کچھ تی دم نہین

جسکا کہ ایک رات بھی رہنا محال ہے
پیمان ہی آپکا مری توبہ سے کم نہین

امید وصل کیا کرون اقرار وصل پر
کچھ معتبر تو آپکے قول و قسم نہین

تنہا ملے سو ابتو تم نہین سکتا ہی کیا کرون
ایسا جو اضطراب ہی دل کا تو اسم نہین

مانا کہ اوس گلی سے گذرنا محال ہی
کچھ دور میرے واسطے راہ عدم نہین

وہ بات کونسی ہی کہ مجکو خیال ہو
جاتے بہت ہین بند تو راہ عدم نہین

کچھ بھی نہو تو آپ ستائین ہی کیون مجھے
مین کیون کہون کہ آپکا مجپر کرم نہین

وہ لیکے کہہ رہے ہین کہ اسکا ہی کیون خیال
یہ دل تو آپکا کوئی بڑہ کی رقم نہین

ہمت اگر تجھے ہو تو دیتے ہین مفت بھی
زاہد یہ جام بادہ ہی کچھ جام جم نہین

زاہد اگر ہے شان رحیمی تو دیکھنا
جنت مین تو نہین ہی جہنم مین ہم نہین

دل ہو گیا ہی خوگر بیداد کیا کرین
اونکو جہان مین اب کوئی پیدا ستم نہین

حسرت کسی سے دلکے کچھ ارمان نکالتے
افسوس ہی کہ ہاتھ مین اپنے رقم نہین

ہمیشہ جس پہ نزول بلا وہ کون کہ مین
ہوا ہی کشتۂ ناز و ادا وہ کون کہ مین

وہ نا امید کہ ہو موت سے ہی کچھ تسکین
جہان مین جسکا نہو آسرا وہ کون کہ مین

کچھ اب بھی یاد ہی یا آپ بھول بیٹھے ہین
ہوا تھا جس سے کبھی سامنا وہ کون کہ مین

ملاؤ آنکھ ذرا بزم مین ادھر دیکھو
کسی کا کوئی تھا کچھ آشنا وہ کون کہ مین

شب وصال کی باتین وہ بھولے جاتے ہو
کسیکو جس سے کہ پالا پڑا وہ کون کہ مین

شبِ فراق بلاؤن ہی تو نہین آتی
جسے کہ بھول گئی ہی قضا وہ کون کہ مین

بہت سی پی ہی بلائی ہی ہے بہت لیکن
بنا ہو رندون مین پہر پارسا وہ کون کہ مین

ہمیشہ قابلِ جور و جفا ہی رہتا ہے
ستم کی جسپہ نہو انتہا وہ کون کہ مین

نہ موت آتی ہو جسکو نہ رزق ملتا ہو
جسے کہ بھول گیا ہو خدا وہ کون کہ مین

بنا ہو ضعف سے جو آج قیس کی تصویر
دیا ہو عشق نے جسکو گھلا وہ کون کہ مین

ترے کلام کی حسرت مین داد دیتا ہون
جہان مین تجھسا ہی اک دسرا وہ کون کہ مین

مئے عشرت سی پُر ایاغ نہین
وہ طبیعت وہ دل دماغ نہین

خاک مضمون بن سکے کوئی
اب طبیعت کو وہ فراغ نہین

تیرہ بختی سے یہ اندہیرا ہے
سوجھتا مہر کا چراغ نہین

کوچۂ زلف مین ہی جاڈھونڈا
وان ہی دل کا کہین سُراغ نہین

وہ تو آتے ہین مفلسی کے یہان
آج گھر مین کہین چراغ نہین

گئی ایسی کہ کچھہ پتا نہ ملا
عمرِ رفتہ ترا سُراغ نہین

گم ہوا راہ شوق مین ایسا
مجکو ملتا مرا سُراغ نہین

جان سے قریب تر ہی تو
پہر ہی ملتا ترا سُراغ نہین

دلِ پُر داغ کو ذرا دیکھو
اس سے بہتر بہار باغ نہین

کر دیا دل کو یاس نے ویران
قابلِ سیر اب یہ باغ نہین

منہ بناتے ہو نام سے میرے
غیر سے اک ذرا دماغ نہین
کس سے ملنے کو جائین اب حسرت
ہای دلی مین آج داغ نہین

✓ حیف افسردہ ہوگیا حسرت
اب خوشی سے وہ باغ باغ نہین

جنس دل ہاتھ مین ای یار لیئے بیٹھے ہین
ہم یہ سودا سر بازار لیئے بیٹھے ہین
نجکو ہم بزم مین ای یار لیئے بیٹھے ہین
داغ دل پر بہت اغیار لیئے بیٹھے ہین
کھل گئی حسن کی قیمت جو ترے حال ہی یہ
جس طرف دیکھو خریدار لیئے بیٹھے ہین
عاشقونکو تو سبھی کہتی ہین اونکو دیکھو
حسرتین دل مین جو دلدار لیئے بیٹھے ہین
وہ یہ پوچھین کہ ترا دل ہی چورایا کس نے
مین کہون آپ ہی سرکار لیئے بیٹھے ہین
تیری رحمت کے سہارے سر بازار جزا
جنس عصیان کو گنہگار لیئے بیٹھے ہین

منہ چھپاتے تھے کبھی نام سے جنکے حسرت
آج اونکو سر بازار لیئے بیٹھے ہین

تیرے ستم رسیدونکے اب تو یہ رنگ ہین
مرنے پہ جان دیتے ہین جینے سے تنگ ہین
وحشت نے انقلاب طبیعت مین یہ کیا
بیزار دین سے ہین تو دنیا سے تنگ ہین
ان واعظونکی بحث نے کچھ ایسا دق کیا
سچ تو یہ ہے کہ اب تو مسلمان تنگ ہین
یہ مفلسی سے ہند کی حالت تباہ ہے
سبزے سے پایمال سوا سبزہ رنگ ہین
لیکر چراغ ڈھونڈتے ہین نوکری کو سب
سچ تو یہ ہے کہ قافیے اچھونکے تنگ ہین

افسوس جنکو ناز تھا اسلاف پر کبھی
دیکھو تو آج وہ ہی معیشت سے تنگ ہین

رہتے تھے جس جگہہ کہ حسینونکے جمگھٹے
کچھہ شمع کا پتا نہ وہان اب پتنگ ہین

ایسے گنہ کئے ہین کہ اللہ کی پناہ
لکھنے سے جسکے کاتبِ اعمال تنگ ہین

جو آج دوسرون کے بتاتے ہین عیب صاف
دیکھین جو غور سے تو خود اپنے ہی ننگ ہین

باقی رہا ہی ابتو امیرون مین شوق یہ
لڑتے ہین کچھہ بٹیر کچھہ اوڑتے پتنگ ہین

حسرت کی وہ زبان وہ ترکیب ہی نہین
نیچر مین یہ سمائے کہ بدلے ہی رنگ ہین

دل چشمِ سیہ مین ہی جگر زلفِ دوتا مین
یہ اور بلا مین ہی تو وہ اور بلا مین

پیدا جو ہوا جوش ذرا طبعِ رسا مین
خوشبو سے مرے مضمون کی اوڑتی ہی ہوا مین

تاثیر ہی پہر خاک مری بختِ رسا مین
تم اور ہوا مین ہو تو مین اور ہوا مین

شوخی نہین شامل جو تری شرم و حیا مین
چبھتی ہوئی کچھہ بات نہین ناز و ادا مین

دیکھین کہین حسرت و ارمان ہون ہمارے
اوڑتی ہوئی کچھہ خاک سی ہی بادِ صبا مین

کیا قہر ہی مجکو لبِ جان بخش نے مارا
لو زہر کی تاثیر ہوئی آبِ بقا مین

کیا فتنے پسے ہین تری رفتار مین ظالم
ابتک بھی پہار ہتے ہین نقشِ کفِ پا مین

یہ چیز بھی ہی پاؤن سے ملنے ہی کے قابل
دل کو بھی مرے آپ ملا لیجے حنا مین

رقصان جو ہوے اشتر اعراب ہدی کے
سچ ہی کہ ہوا کرتی ہی تاثیر غنا مین

کیا ایسی ہوا کرتی ہی اک چوب کی تاثیر
کچھہ رہ نہ تھے اعجاز تھے موسی کے عصا مین

ہم اُسکو سمجھتے ہین چراغِ تہِ داماں
دل آپ چھپاتے ہین جو دامانِ قبا مین

ظالم مجھے ایسے ترے انداز نے مارا
یہ دل مین گرہ ہے کہ تری بندِ قبا مین

کچھ اور نہین نام سے دشمن کے بگڑنا
آخر تو کوئی بات نکالی ہے ادا مین

جیسے کہ یہ چلنے لگی دشمن کے جگر پر
پہلی سی وہ تیزی نہین اب تیغِ ادا مین

ہے روحِ مسیحا تری تلوار مین قاتل
آتی تری مقتول کی مٹی ہے دوا مین

امداد فقط عشقِ حقیقی کی یہ سب ہے
تاثیر جو پیدا ہوئی کچھ خاکِ شفا مین

دیکھا جو اونہین دور سے پھر ضبط کہان تک
اک عمر سے گو بیٹھے تھے دل ہاتھ مین تہا مین

ہم دل مین سمجھتے ہین یہ اللہ کا انصاف
جو روزِ ازل مین تہا وہی روزِ جزا مین

دشمن پہ یہ اللہ نہ ڈالے وہ مصیبت
جس طرح سے کٹتی ہمنے بسر ہجر کی شا مین

حسرت کہین کیا آپ ہین جس بت کے پجاری
ایسا کوئی ٹھہرا مین نہ ایسا ہی گیا مین

ردیف واو

ہمدمو اوس سے ملا دو نہ ملا دو مجکو
کوئی تسکین کی صورت تو بتا دو مجکو

میرے گھر آنیکا اقرار زبان سے نکرو
بات کوئی تو اشارے سے بتا دو مجکو

خواہشِ وصل کا کچھ اور نہ دو آج جواب
گالیان تم سرِ بازار سنا دو مجکو

غیر کے پاس شب و روز تو رہتے ہو مگر
دور سے ہی کبھی دیدار دکھا دو مجکو

کیا کہا تمنے کہ آتا نہین مرنا تجکو
مرنیوالون کے تمہین طرز سکھا دو مجکو

گر یہی ہے تمہین منظور تو پھر دیر ہے کیا
مین تو راضی ہون مر جان مٹا دو مجکو

عرصۂ حشر مین اے واعظ کچھ ہو کہ نہو
جیتے جی تم تو جہنم مین جلا دو مجکو

کسی صورت سے تو ارمان تمہارا نکلے
گالیان اور ہی دو چار سنا دو مجکو

گم کیا بیخودیٔ شوق نے ایسا افسوس
پوچھتا اوسسے ہون تم میرا پتا دو مجکو

عشق کرنا ہے اگر جرم تو مختار ہو تم
دل لگانے کی جو چاہو وہ سزا دو مجکو

خون ہو جائیگا دشمن کا کلیجا گر تم
اپنے ہاتھون سے کبھی پان لگا دو مجکو

دل کے بدلے مین جو بوسہ نہین دیتے نہ سہی
لاؤ کیا دیتے ہو تم وہ ہی ذرا دو مجکو

حشر کا روز ہے اے کاتب اعمال مجھے
مجھپہ گذری ہوئی تم آج سنا دو مجکو

ہاے دشمن سے کہون دل کا بُرا ہو حسرت
وصل کی تم کوئی تدبیر بتا دو مجکو

اضطرابی ہے عبث رات بسر ہونے دو
گھر تو جاؤ گے مر جان سحر ہونے دو

دوست یہ کہکے شب ہجر مین سمجھاتے ہین
کیون مر جاتے ہو تم اونکو خبر ہونے دو

تھام کر دل کو مرے پاس چلے آؤ گے
نالہ و آہ مین پیدا تو اثر ہونے دو

مین تمہین حضرت دل نذر کرونگا اونکی
میری جانب کو ذرا اونکی نظر ہونے دو

لطف دیجائیگی پھر میری محبت تسکو
دل مین تھوڑا سا مری واسطے گھر ہونے دو

وہ یہ کہتے ہین کہ ہمتو نہین آتے دلمین
درد ہوتا ہے اگر آٹھ پہر ہونے دو

جب شب وصل مین کہتا ہون سحر ہوتی ہے
وہ یہ کہتے ہین کہ ہوتی ہے سحر ہونے دو

کیا قیامت ہی کہ مرنے بھی نہین دیتے تم
نہ ادہر ہونے دو مجکو نہ اودہر ہونے دو

ہمدمون پہلے نہ لکھوا ونہین مرنے کی خبر
حال میرا ابھی تم نوعِ دگر ہونے دو

امتحان جذبِ محبت کا مجھے کرنا ہے
میرا اون تک کسی صورت سے گذر ہونے دو

زندگی ہی تو شبِ وصل بھی آجائیگی
ہجر کی شب تو کسی طرح بسر ہونے دو

یون اوڑاوگے مرے بیجان نشانہ دل کا
ترچھی آنکھون مین ذرا سیدھی نظر ہونے دو

وصل قسمت مین تمہاری نہین لکھا حسرت
عمر گھٹ گھٹ کے اسی طرح بسر ہونے دو

کہتے ہین وضع مین آتا ہی خلل جانے دو
لو اذان ہوتی ہی اب مجکو نکل جانے دو

اور کچھ بات نہین فرقِ نظر ہی ہمکو
ٹھہرو ٹھہرو ابھی ارمان نکل جانے دو

یک بیک چہرہ سے کاکل اوٹھاؤ صاحب
تھام لینے دو جگر دلکو سنبھل جانے دو

کہتے ہین ہم نہ کرینگے کبھی اعدا کا گلا
آؤ ملجاؤ گئی بات کا بل جانے دو

حضرتِ دل اونہین اسوقت نہ روکو دیکھو
صبح ہوگی ہمین آئیگی اجل جانے دو

پچھلی شب کو وہ ترا ہی ستمگر کہنا
صبح کو بات مین آئیگا خلل جانے دو

قتل کرکے وہ چلا راہ مین ڈالو کوئی
تو سنِ ناز سے لاشہ کو کچل جانے دو

امتحان منحتِ جان کا نہ کرو حضرتِ دل
ہاتھ اونکے کہین ہو جائین نہ شل جانے دو

اور کیا چاہیے گر اسکو قرار آجائے
موت ہی دل جو بہلتا ہی بہل جانے دو

حالتِ نزع ہی اسوقت تو ملجاؤ گلے

آج ارمان تو حسرت کا نکلجانے دو

ہم کرینگے یونہین فرقت مین بسر جانے دو
نہ سنو تم نہ سنو حالِ دگر جانے دو

تم شبِ وعدہ نہ لو آکے خبر جانے دو
کوئی کمبخت جو مرجائے تو مرجانے دو

خود چلے آؤگے کھنچکر کبھی انشاء اللہ
نہ سہی کچھ مرے نالون مین اثر جانے دو

یاد رہ رہ کے مجھے آہ پھر آتا ہے
ہائے کہنا وہ ترا وقتِ سحر جانے دو

ہمدمون اونکو نہ لکھو مری مرنے کی خبر
حال ہوجائے نہ کچھ نوع دگر جانے دو

وصل کی رات کو وہ ہائے کسی کا کہنا
کہ اذان ہوتی ہے بجتا ہے گجر جانے دو

حسرت اون سے نہ کرو عرضِ تمنا ٹھہرو
اور تھوڑی سی ابھی رات گذر جانے دو

یان نہین آتے کبھی تم بندہ پرور رات کو
غیر کے گھر مین رہا کرتے ہو اکثر رات کو

آتے آتے رہگیا منہ کو کلیجا ہجر مین
جاتے جاتے رہگئی یہ جانِ مضطر رات کو

آپکی فرقت مین اک برپا قیامت ہوگئی
میری نالون نے اوٹھایا شورِ محشر رات کو

خیر تو ہے حضرتِ دل کیا مصیبت آگئی
کس سے وعدہ ہے چلے ہو کیون نکلکر رات کو

ہائے وہ نظارہ روئے منور کیا ہوا
کیون مجھے گننے پڑے ہر روز اختر رات کو

آچلا تھا اوسکی جانب سے مجھے صبر و شکیب
بدگمانی کردیا کیون تو نے مضطر رات کو

چاندنی بھی ہجر کی شب مین گہر آتی نہین
ہے جو مہمانِ عدو وہ ماہ پیکر رات کو

کیا نکالا ہے طریقہ تو نے یا ری مہروش
دنکو رہتا ہے مرے گھر اور باہر رات کو

کس پہ دل آیا کہو تو پیر و مرشد خیر ہے
جاتے ہو حسرت کہاں تم روز چکر رات کو

تمکو ہمارے حال کی ایسی خبر نہ ہو
کیا کیا بری ہے جو فغان بے اثر نہ ہو

تیری امید وصل مین یہہ بات کیون جیے
جس جان ناتوان کو امید سحر نہو

اوسکی نگاہ لطف کہانتک پھری رہے
دیکھین ہمارے حال پہ کب تک نظر نہو

ایسا نہو کہ بام پہ آجائے وہ قمر
ناصح بھی میری طرح کہین جامہ در نہو

ڈرتا ہون میرے سینہ پہ رکھین نہ آپ ہاتھہ
آتش فشان کہین مرا داغ جگر نہو

دین کیا جواب غیر بھلا اونکی کیا مجال
کیا کیا نہ ہم کرین جو تمہارا خطر نہو

سچ تو یہ ہے کہ خاک ہو پر لطف زندگی
گر دل مین کاوشین نہون سوز جگر نہو

دربان ٹال دیتے ہین قاصد کو دور سے
حسرت کی آپکو نہ ہوئی ہی خبر نہو

وہ نالہ گیا چرخ پہ دیکھا مری دل کو
بھولے سے بھی لذت نہ ستانا مری دل کو

یہ دیکھکے کہتے ہین مسیحا مری دل کو
بیمار کرایسا ہی خدایا مری دل کو

ممکن ہی پس قتل اوسی رحم نہ آتا
افسوس کہ ظالم نے نہ دیکھا مری دل کو

کمبخت کا دور روز سے انداز وہی ہے
بجلی کا جو بھایا ہی تڑپنا مری دل کو

دیکھا ہی اوسے جب سی ہوا آپ سے باہر
انداز کسی بت کا یہ بھایا مری دل کو

لگتی ہی نظر خیر سے تعریف نہ کیجے
کیا چیز ہی یہہ آپنے دیکھا مری دل کو

جو آنکھ ملاتا نہین بھولے سے بھی حسرت
ہے اوس سے ہی ملنے کی تمنا مری دل کو

کرتا ہی ستم جان کے پتھر مری دل کو
اپنا سا سمجھتا ہی ستمگر مری دل کو

بیتاب کوئی دوسرا ایسا جو نہ پایا
خنجر سے کیا اوس نے دو پیکر مری دل کو

آنکھون مین نہین جمتا ہی مہتاب کا نقشہ
بھایا ہے جو وہ روی منور مری دل کو

صد شکر کہ معدوم کیا سوز نہان نے
اب کوئی بھی کہتا نہین مضطر مری دل کو

منظور ہی کہلجائے تڑپنے کی مری حال
کاتب بھی جو لکھتے ہین مکرر مری دل کو

گھر کر گئی ایسی خلش خار محبت
انگارہ بنا ہے گل بستر مری دل کو

کہلجائے اگر کچھ بھی حقیقت تمہین صاحب
کعبہ سے سمجھنے لگو بہتر مری دل کو

حسرت یہ کیا کام مری سوز درون نے
دلسوز سمجھتا ہے ستمگر مری دل کو

دل سے کریگا محو مسیحا کے نام کو
ایسا نہ ہم سمجھتے تھے تیری خرام کو

محشر سے دی مثال جو تیری خرام کو
ہمنے کیا ہے زندہ قیامت کے نام کو

آزاد ابتو کیجیے صاحب غلام کو
لیجے نہ اولٹے ہاتھ سے میرے سلام کو

اس محفل نشاط مین توبہ کا ذکر کیا
چھلکا دے ساقیا کہین جلدی سی جام کو

مین کیا کہون جو رنج گذرتے ہین دو ستو
کرتا ہون یاد جب دل جنت مقام کو

ظاہر ہو کسطرح اونہین الفت نہین مری
پہنچا کے دیکھہ لے کوئی میری پیام کو

دیکھو کوئی فساد ہو پیدا نہو کہین
لالہ نے باغ مین تو شفق نے سپہر پر
لینا نہ میرے سامنے دشمن کے نام کو
بدنام کر دیا ہی شہیدون کے نام کو

حسرت یہ جانتے ہین کوئی جاتا نہین
جاتے ہین اوسکے کوچہ مین ہر روز شام کو

بزم اغیار مین تم رنگ جماتے کیون ہو
رشک سے خاک مین دشمن کو ملاتے کیون ہو
بزم اغیار مین یون پردہ اوٹھاتے کیون ہو
نالہای سحری تمکو ہوا ہے سودا
کچھ بھی گر مجھسے علاقہ نہین تمکو صاحب
عیب پوشی کہین منظور نظر ہی اونکی
کیا ہوا جاکے وہان ناصح مشفق کہیے
خیر ہے ایسے ستمگر سے سوال بوسہ

غیر سے ہی تمہین الفت تو بلا ہی اوسکی
آپ حسرت کو یہ ہر بار ستاتے کیون ہو

گر جماتے ہو مرا رنگ اوڑاتے کیون ہو
کہ مری سوگ مین تم خاک اوڑاتے کیون ہو
رشک سے تم مجھے در پردہ جلاتے کیون ہو
وہ تو اوٹھتے نہین پھر حشر اوٹھاتے کیون ہو
پھر یہ دامن کو مری یاون لگاتے کیون ہو
نام سے غیر کے تم آنکھہ چوراتے کیون ہو
آج یاد آیا ہے تم منہ کو چھپاتے کیون ہو
حضرت دل مجھے ہر بار ستاتے کیون ہو

یارب کسی کا سوز دل ایسا نہان نہو
نازک ہی اوسکو رنج نہ پہنچے شب فراق
تحت الثرا مین گر ہو جسم مجھے قبول

یان جان پر بنے اونہین ہرگز عیان نہو
ڈرتا ہون کار گر مری آہ و فغان نہو
چھپکر وہان مین جاون جہان آسمان نہو

تاثیر ہوتی جاتی ہی اب جذبِ عشق کی
ممکن نہین کہ آپ کے لب پر فغان نہو

یارب بلا سے آتشِ گل اسکو پھونکدی
بجلی سی جلکے خاک مرا آشیان نہو

مین ہون فراخ دل نہین ہونا تجھی فشار
او تیرِ یار پہلے سے تو پرفشان نہو

ڈرتا ہون رازِ دل کو سناتے ہوی تجھے
ممکن نہین کہ غیر ترا رازدان نہو

افسوس ہای حضرتِ عیسیٰ بھی جا چہین
صد حیف کچھہ بھی چارۂ دردِ نہان نہو

مرتا ہون تیری ضبط پر او دل غضب کیا
وقتِ سوال بھی مجھے تابِ بیان نہو

حسرت جہان یہ رائگان جاتی ہین چپکے آپ
ممکن نہین جناب وہ کوی بتان نہو

اگر بوسہ کوی رخسار کا مجکو عنایت ہو
دلِ نالان کبھی میرا نہ سرگرمِ شکایت ہو

سوی گور غریبان گر وہ جائین تو جلالت ہو
نکل آئین ہڈیان پھر قبر سے مردی قیامت ہو

دیا ہی بوسۂ رخسار دشمن کو مری آگے
نہایت بیحیا ہو بیوفا ہو بے مروّت ہو

وہ دن ہی یاد ہین کس حالِ بد مین مجکو چھوڑا تھا
تعجب ہے مرے مرنے کی تمکو آج حیرت ہو

یہ جنگِ زرگری دشمن سے ہی میری بنانے کو
مجھے ہرگز نہین آتا یقین تمکو محبت ہو

دکھادون آئنہ تصویر کا اوسکی جو مین لاکر
تجھے سکتا سا آجائے ابھی ناصح یہ صورت ہو

حسینونکو نہین دیکھا زمانے کو نہین برتا
وگرنا تجکو بھی اے ناصح نادان نصیحت ہو

تمہین غیرونکے ملنے سے کبھی فرصت نہین ملتی
تعجب ہے کہ پھر مجھسے نہ ملنے کی شکایت ہو

کیا ہی رام حسرت تمنا دل طفلِ برہمن کو

سمجھہ رکھا ہی ہمنے یہ کہ تم ہی ایک حضرت ہو

ہمتو خوش ہین بیحدی خواہانِ جان ہو کوئی ہو
غیر ہو محشر ہو مرگِ ناگہان ہو کوئی ہو

ہو چکا بس ضبط ایدل ہان تری لب پر رہے
نالہ و فریاد ہو آہ و فغان ہو کوئی ہو

بتکدہ ہو یا کہ کعبہ یا تمہارا سنگِ در
ہمکو سجدے سے غرض ہے آستان ہو کوئی ہو

وقت گر ہو تو سنا دینا ادنہین ای قصہ خوان
قیس کا قصہ ہو میری داستان ہو کوئی ہو

حور ہو انسان ہو جن ہو پری ہو یا ملک
تیغ ابروسی تمہاری نیمجان ہو کوئی ہو

دل ہو میرا یا جگر یا پہلوی خانہ خراب
آپکی مرغِ نگہہ کو آشیان ہو کوئی ہو

وہ کری آباد اس دشتِ خراب آباد کو
قیس ہو حسرت ہو پر بے مدعا نمان ہو کوئی ہو

سخت جانی نے مری شرما دیا جلاد کو
ہاتھہ سے تنگ آ کے پھینکا خنجرِ فولاد کو

گر بھولا دون صفحۂ خاطر سے تیری یاد کو
کسطرح تسکین دون پھر اس دلِ ناشاد کو

صانعِ قدرت نے گویا خود دی اپنی ہاتھہ سے
نور کے سانچے مین ڈہالا اوس ستم ایجاد کو

جذبِ دل وہ ہی کہ چھہ جائے رگِ جانمین اگر
پھر نکلنے دین نہ باہر نشترِ فصاد کو

کیا غضب تو نے کیا مین تجکو حسرت کیا کہون
پھر بنایا دوست اپنا اوس ستم ایجاد کو

حاصل کسی طرحسے تو ذوقِ نگاہ ہو
محشر ہو اور ہم ہون تری جلوہ گاہ ہو

یون ہو یہ بات دل سے اگر دل کو راہ ہو
تمکو خبر نہو مری حالت تباہ ہو

سینہ سے مینے اونکو لگایا تو یہ کہا
ایسا نہوا دھر کو کسی کی نگاہ ہو

نظارہ سوز جلوۂ رخسار ہی ترا
جب تو نہ ہو تو آنکھ مین نور نگاہ ہو

چھائی ہوئی ہی آنکھ مین الفت رقیب کی
ایسا نہ ہو کہ آپ سے کچھ رسم و راہ ہو

جو مورد عتاب صنم ہو خدا گواہ
ممکن نہین کہ اوسکو خدا کی پناہ ہو

مانا عدو ہین چشم عنایت کے مستحق
ای کاش قہر ہی کی ادہر کو نگاہ ہو

گزرہ کسی کے پر تمہین آتا نہین یقین
مردہ اوکھاڑ دیکھو اگر اشتباہ ہو

خالی ہی بے نیازی معشوق بھی کہین
یوسف کو قہر ہی نہ زلیخا کی چاہ ہو

حسرت جناب داغ کا یہ فیض خاص ہی
یون ورنہ شاعرون مین تری واہ واہ ہو

نہ خوف اونکو نہ شکوہ آسمان کو
الٰہی کیا ہوا اپنی فغان کو

مٹاؤن کسکو آہ نیم شب سے
عدو کو پاسبان کو آسمان کو

ہجوم بیخودی ہے کوئی کہدو
ہماری بندگی تاب و توان کو

جو پہنچے پاس اونکے کیا کہینگے
دعائین دی چکے سب پاسبان کو

نہ پایا حشر تک بھی کھوج ہمنے
بہت ڈہونڈا کیے اپنے نشان کو

تسلی گو بظاہر ہو گئی ہے
مٹاؤن کس طرح درد نہان کو

بہلا رکھا ہی کیا کعبہ مین حسرت
نہ چھوڑو سجدۂ کوئے بتان کو

صورتِ مہرِ جہانگیر بنے پھرتے ہو
ثم باللہ کہ تصویر بنے پھرتے ہو

ہر جگہہ عالمِ تصویر بنے پھرتے ہو
ایک عالم پہ تسخیر بنے پھرتے ہو

تمکو بن ٹھن کے نکلتے تو نہ دیکھا تھا کبھی
غیر کی خوبیِ تقدیر بنے پھرتے ہو

ہاتھہ مین ہاتھہ جو دشمن کے دیا ہی تمنے
کیا مری جرم کی تعذیر بنے پھرتے ہو

ساتھہ دشمن کے ٹہلتے نہین گلزار مین تم
ہان مرے قتل کو شمشیر بنے پھرتے ہو

دل مین آتے ہی نکل جاتے ہو دلسے کیونکر
کیا مری شوخیِ تقریر بنے پھرتے ہو

قتل کرتے ہو مرے بجان گذرتے ہو جدہر
آج تم ہند کی شمشیر بنے پھرتے ہو

سچ تو فرماؤ محبت ہے یہ کسکی تمکو
ہر گلی کوچہ مین دلگیر بنے پھرتے ہو

مفت مین ساتھہ ہے لڑکونکی جماعت زاہد
چشم بددور یہ تم پیر بنے پھرتے ہو

پاس تم جسکے گئے جیت اوسی کی ہوگی
سچ تو یہ تاش کے تم میر بنے پھرتے ہو

میرے گھر مین بھی ذرا آکے تجلی کردو
آج تم ماہ کی تنویر بنے پھرتے ہو

یہ تو کچھہ بات نہین بچکے نکلجاتے ہو
دل مین چبھ جاؤ اگر تیر بنے پھرتے ہو

زلف کھولے ہوئے تم آج یہ سودائی سے
کیا کہین میری ہی تقدیر بنے پھرتے ہو

کیا مصیبت ہے پڑی حال ہے کیسا حسرت
اس جوانی مین جو تم پیر بنے پھرتے ہو

یاد آئی ہے جو وہ زلفِ پریشان مجکو
نظر آتا ہے اک اندھیر کا سامان مجکو

لے چلی وحشتِ دل سوئے بیابان مجکو
ابتو کرنے دے جنون چاک گریبان مجکو

اپنے بالون مین وہی طرز نکالی وسنے
جب سے دیکھا ہی ستمگر نے پریشان مجکو

جرم الفت مین تری آج ہوا ہون جو اسیر
کم نہین گوشۂ فردوس سے زندان مجکو

ضعف سے اٹھہ نہین سکتی ہین مرو ست جنون
تنگ کرتا ہے بہت ابتو گریبان مجکو

لی سکون زہر ہی اتنا ہی نہین پاس مری
ابتو مرنے کا بھی ملتا نہین سامان مجکو

اور بھی زخم جگر پر یہ نمک ریزی ہی
دور سے تم جو دکھاتے ہو نمکدان مجکو

باغ فردوس مین کیون لیکے اجل آئی ہی
ہای جانا تھا سوی کوچۂ جانان مجکو

ستم ایجاد کا انداز ستم تو دیکھو
در اغیار پہ کرتا ہے نگہبان مجکو

وصل کی رات یہی مینے دعا مانگی تہی
موت آجائے الہی شب ہجران مجکو

سامنے میری کرین آپ عدو کی تعریف
یہ تو سننے کی نہین تاب مرے جان مجکو

ماہ و خورشید کے مانند مجھے چکر ہے
ٹھہرنے دیتی نہین گردش دوران مجکو

کچھہ حرم مین نہین جانے کی تمنا حسرت
سر جہکانے کو ہی کافی در جانان مجکو

حسرت مین منتظر ہین آنے کو
دل ہی ملتا نہین لگانے کو

کہیل سمجھے تھے دل لگانے کو
اب وہ بھولے مرے بنانے کو

یہ دیکھو کہ سامنے میرے
وہ چلے غیر کے ستانے کو

قحط یہ پڑ گیا زمانے مین
غم ہی ملتا نہین ہی کھانے کو

جو کبھی عیش مین گذارا تھا
یاد کرتے ہین اون زمانے کو

یہ بھی دلچسپ داستان ہی ایک
سن تو لیجے مرے فسانے کو

میری شامت نہین جمع کرون — اونکو دشمن کے ساتھہ جانے کو
تمپہ کھلجائیگا عدو کا حال — تیغ کھینچو تو آزمانے کو
کچھہ ستا نہین ہی مدّ نظر — آئے ہین میرے آزمانے کو
ہی جفا ونکی آرزو ہمکو — تم کدہر جاتے ہو ستانے کو
لین بُرائی نہ آپ اپنے سر — چرخ کچھہ کم نہین ستانے کو
جس پہ گذری ہو یہ وہی جانے — مجھسے پوچھو مرے فسانے کو
آہی رہتی ہین میرے ہی دلمین — حسرتین دھونڈکر ٹھکانے کو
دل تمنا کا ہوگیا مسکن — متمنی ہی یاس آنے کو

شکوہ رہتے ہو جس جگہہ حسرت
ہم ہی دیکھہ آئے اوس ٹھکانے کو

یہ دل مین اب سمائی لکھنی اگر غزل ہو — سچی ہون ساری باتین مضمون نیچرل ہو
گذرا ہو یا قصہ سچی ہو سب کہانی — مضمون ہو جو اوسمین اپنی ہی بر محل ہو
یہ بات یاد رکھے انسان اس جہانمین — جو کام آجکا ہو ہرگز نہ اوسکو کل ہو
کہتا ہی یہ زمانہ انسان دل مین سوچے — نکلے جو بات منہ سی بر موقع و محل ہو
جھوٹی ہین سب امیدین یہ کہہ رہی ہی حالت — جو آج ہو سکا ہی تمسے نہ کام کل ہو
واعظ کی باتین سنکر افسوس مجکو آیا — کیا اوسسے کام نکلے جو آپ پر دغل ہو
مشکل ہوئی ہی آسان تدبیر لین سوچی — اب سے وہ کام کرنا جو آپ بر محل ہو

ساقی ہی مینے شبکو اک جام مے جو مانگا
وہ ہنسکے مجھسے بولا کیا ایسا آجکل ہو

حالی کا تو مقالا ہم مستند سمجھ لین
مقبول داغ اپنی اسکے اگر غزل ہو

تدبیر کوئی ایسی حسرت مجھے بتاؤ
دنیا بھی ہاتھ آئے دین مین نہ کچھ خلل ہو

جذبۂ دل کی مرے تاثیر اولٹی ہو تو ہو
سیدھی قسمت چاہیے تدبیر اولٹی ہو تو ہو

چارہ گر سمجھا نہین اوندھی ہی کچھ قسمت مری
راس مجکو ہان تری تدبیر اولٹی ہو تو ہو

ناصحا سیدھی مری باتین ہین تو سمجھا نہین
ہان مگر کچھ تیری ہی تقریر اولٹی ہو تو ہو

لطف تو یہ ہے کہ وان تو بیگناہی جرم ہی
بے خطاؤنکو کوئی تعزیر اولٹی ہو تو ہو

سخت جان مین تو نہین ہون کیون نہین کٹتا گلا
کچھ مگر قاتل تری شمشیر اولٹی ہو تو ہو

وصل کی تدبیر اونکے اور تو ممکن نہین
غیر کی لیکن کبی تقدیر اولٹی ہو تو ہو

نیکدل بیشک ہے وہ اوسکی نہین ہرگز خطا
میری ہی قسمت کی کچھ تحریر اولٹی ہو تو ہو

اضطراب دل ترا اونکو اثر ہوتا نہین
تیری اس جلدی مین ہان تاخیر اولٹی ہو تو ہو

ساتھ سوتے اونکو دیکھا یہ مگر شوار ہے
ہان ہماری خواب کی تعبیر اولٹی ہو تو ہو

وہ اگر آبھی گئے تو بھی سنبھلنا ہی محال
اور کچھ حالت مری تغییر اولٹی ہو تو ہو

غیر کی محفل مین جاؤ اور تمہین عزت ملے
اسکے بدلے مین مگر توقیر اولٹی ہو تو ہو

ڈھنگ حسرت کے یہی ہین تو ہی آزادی محال
پاؤن مین وحشی کے اب زنجیر اولٹی ہو تو ہو

ردیف ہای ہوز

جو دل تمام عمر رہا تھا جگر کے ساتھ
آنکھون ہی یہ رہا ہی برابر نظر کے ساتھ

منظور چھیڑ ہی مجھے زخم جگر کے ساتھ
نشتر بھی ہو ضرور مری چارہ گر کے ساتھ

پہر جوش یاس و حسرت و اندوہ و درد ہی
کیا بے خبر ہوئی ہین کسیکی خبر کے ساتھ

شور و فغان و نالہ و فریاد شام وصل
آتے ہین خوب یاد خیال سحر کے ساتھ

غافل ہوئے ہین آفت و آزار ظلم سے
الفت کا پہر خیال ہی اوس بدگہر کے ساتھ

پہر ہی خیال دعوت مژگان کا حوصلہ
اجزائے دل شریک ہین لخت جگر کے ساتھ

حسرت یہ اضطراب نے مجکو کیا خراب
پہنچا ہون کوی یار مین پیغام ہر کے ساتھ

ملتے ہین آپ غیر سے ناز و ادا کے ساتھ
ہمسے ہی اک کلام ہین جور و جفا کے ساتھ

اٹکیلیان تو قتل مین دیکہو قضا کے ساتھ
خنجر ہی وہ لگاتے ہین تو کس ادا کے ساتھ

نادان چلا گیا تری زلف دوتا کے ساتھ
افسوس دل گیا مرا کالی بلا کے ساتھ

اللہ رے لاغری تری کشتے کی بعد مرگ
تنکے کی طرح لاش اوڑی ہی صبا کے ساتھ

آتا نہ تہا خیال کبہی پاک دین کو
برباد دل گیا نفس نارسا کے ساتھ

کس کا یہ آج فتنہ محشر خرام ہی
جاتی ہی جان ہاتھ سے آواز پا کے ساتھ

اللہ رے حوصلے مرے بخت سیاہ کے
کرتا ہی ہمسری تری زلف دوتا کے ساتھ

حسرت کے لیگیا ہی جو عقل و حواس و ہوش

جاتا ہی آج دل بھی اوی دلربا کے ساتھہ

رہتا ہی جو دستِ بتِ بے پیر مین شیشہ
بڑھکر ہی سکندر سے بھی توقیر مین شیشہ

خود بینیِ قاتل کو تو دیکھو کہ دمِ قتل
ظالم نے لگا رکھا ہی شمشیر مین شیشہ

ہی آئنہ دل مین اگر زلفِ گرہ گیر
تو صاف ہی دل زلفِ گرہگیر مین شیشہ

وہ مصحفِ رخسار ہی یون خط مین نمودار
گویا ہی پسِ آن کی تفسیر مین شیشہ

ہر ایک جگہہ جلوۂ دیدار ہی پیدا
کیا خشت کی جا ہی تری تعمیر مین شیشہ

کس روی مصفا سے ہوا تھا یہ مقابل
ہی آج گرفتار جو تعذیر مین شیشہ

ہوتا ہی مجھے رشک کہ ٹکڑے کرون اسکے
آتا ہی نظر جب تری تصویر مین شیشہ

ہی عالمِ حیرت مین یہ ہر وقت گرفتار
پابند ہوا کونسی تقصیر مین شیشہ

ہر آئنہ گر کی نہین تقدیر چمکتی
زیبا ہی سکندر ہی کی تقدیر مین شیشہ

حسرت کے لیے کیون نہین بہتر اسی ساقی
آیا ہی کہان سے تری جاگیر مین شیشہ

جفائین رفتہ رفتہ ہون ستم آہستہ آہستہ
کہ دم لیتا رہے بیمارِ غم آہستہ آہستہ

وہ کچھہ کچھہ سوچتے جاتے ہین کچھہ کچھہ قول دیتے ہین
لبِ نازک سے کہاتے ہین قسم آہستہ آہستہ

یہی رفتار سے برپا کرینگے حشر بھی اکدن
زمین پر اب جو رکھتے ہین قدم آہستہ آہستہ

یقین ہی ہجر مین مجکو گذر کرنا پڑیگا
بجوم کاوشِ اندوہ و غم آہستہ آہستہ

محبت مین ذرا عادت پڑی حسرت اوٹھاونگا

بلائین رفتہ رفتہ اور الم آہستہ آہستہ

یہ پنبہ دہن جو بتِ میخوار ہی شیشہ
دم باز ہی مکار ہی عیار ہی شیشہ

وہ ہوش رُبا جلوۂ جانا ہی سرِ بزم
حیرت سی ہر اک پشت بدیوار ہی شیشہ

تم جان بچاتے ہو عبث زاہد و اپنی
خنجر ہی نہ نشتر ہی نہ تلوار ہی شیشہ

معلوم ہو زاہد جو کسی مست سی پوچھو
یان بیٹھ کے کہتے ہو کہ بیکار ہی شیشہ

کہتا ہی جو محفل مین یہ بدمست کی ٹھوکر
انصاف سے گر دیکھو تو غمخوار ہی شیشہ

کس رشک سی مقابل یہ ہوا تھا کہ خطا پر
زنجیر مین جوہر کے گرفتار ہی شیشہ

خود بین جو نہین وہ تو یہ پوچھے کوئی حسرت
کیون پیش نظر آپ کے ہر بار ہی شیشہ

رسم کچھ اب تو مرے حال پہ کھاؤ للہ
جان جاتی ہی مری آج تو آؤ للہ

کیون پریشان ہو تم حضرتِ دل آج کی رات
اپنا احوال ذرا مجکو سناؤ للہ

دور سے اب اسی امید پہ ہم آئے ہین
ہان جاؤ ہمین دیدار دکھاؤ للہ

وصل کی شب ہی یہان اور کوئی غیر نہین
پردۂ رخ تو مرے جان اُٹھاؤ للہ

بار معلوم مجھے دوش پہ سر ہوتا ہی
تیغ گردن پہ مری آج لگاؤ للہ

اپنے حصہ کی پلا دو مجھے ساقی جو نہین
میکشو میری لگی آج بجھاؤ للہ

لطف تو جب ہی کہ ہمسے یہ کوئی آپ کہی
آجکی شب تو مری گھر ہی نجاؤ للہ

ناصحو یون تو مرا مغز پھراتی ہو عبث
اونکے کچھ ملنے کی تدبیر بتاؤ للہ

مرچلے ہجر مین ہم اونسے یہ کہدی کوئی
آپ آجاؤ نہین ہمکو بلاؤ للہ

چین آتا ہی نہین بن گئی دم پر آکر
آپ عشاق کو انسانہ بناؤ للہ

شکر اللہ کرو حسن کی دولت جو ملی
تم تصلی ابھی دو چار کہلاؤ للہ

درد و غم ہو کے ہی آجاؤ بلا سی لیکن
کسی صورت سے مری دلمین تم آؤ للہ

آپکے ہجر مین حسرت کا ہی یہ کیسہ کلام

اجی آؤ اجی آؤ اجی آؤ للہ

ایسے ستم شعار سے اللہ کی پناہ
تیرِ نگاہِ یار سے اللہ کی پناہ

رندِ شراب خوار سے اللہ کی پناہ
اور موسم بہار سے اللہ کی پناہ

پیرِ مغان نے دور سے دیکھا تو یہ کہا
اس رندِ می گسار سے اللہ کی پناہ

مجھ تفتہ دل کو دیکھ کے دوزخ کہیگا یہ
ایسے گناہگار سے اللہ کی پناہ

پانی ہوا ہی شرم سے کچھ آج ابر بھی
اس چشمِ اشکبار سے اللہ کی پناہ

جاتے ہین وہ جدہر کو ادہر قتلِ عام ہی
جوبن کے اس بہار سے اللہ کی پناہ

بچتا نہین ہی جسکو ڈسا تیری زلف نے
اس مارِ زہر دار سے اللہ کی پناہ

جا کر چبھی ہی دل مین تمھاری مژہ کی نوک
بوندی کی اس کٹار سے اللہ کی پناہ

دل سے نکل کے پہونچتی ہی آسمان کو یہ
اس آہِ شعلہ بار سے اللہ کی پناہ

بوسہ کو دیکے خانہ دل لوٹ لیگیا
ایسے بہی سود خوار سے اللہ کی پناہ

کفار کہہ رہی تہے عجب عجب داب ہی
حیدر کی ذوالفقار سے اللہ کی پناہ

مٹا نہین مٹائے سے ظالم غضب یہ ہی
دل کے تری غبار سے اللہ کی پناہ

کہنا کسی کا ہای شبِ وصل بار بار
حسرت تمہاری پیار سے اللہ کی پناہ

ردیف الیاء

ایک مدت سی خیال روی جانان دلمین ہی
عمر گذری ہی کہ یہ مہرِ درخشان دلمین ہی

پھر وہی سودا وہی آشفتگی ہی مو بمو
پھر خیالِ طرہ طرارِ جانان دلمین ہی

آسمان دشمن عدو تقدیر اولٹے وہ خفا
آہ مین کس سے کہون جو رنج پنہان دلمین ہی

کھینچلی تصویر اوسکی کیا ہماری جذب نے
جو کہ پنہان آنکھ سی ہی وہ نمایان دلمین ہی

پھر شکستِ توبہ کے دن آئے پھر آئی بہار
پھر کسی کافر سے ملجانے کا ارمان دلمین ہی

پھر ہوا مجروح چشمِ مہوشانِ بے خودی
پھر خلش افگن کسی کا تیرِ مژگان دلمین ہی

اشتیاقِ آمد وصلِ خیالی کیا کہون
ایک مدت سے یہی کافر تو مہمان دلمین ہی

بدگمانی کا بُرا ہو آچکا اونکو یقین
زخم تو ظاہر نہین ہی داغِ پنہان دلمین ہی

آمدِ فصلِ بہاری انقلابِ طبع ہی
ہای اگلا سا وہی وحشت کا سامان دلمین ہی

چارہ گر مشکل ہوا کیون چاک دل کا التیام
کیا رگِ جان کے عوض تارِ گریبان دلمین ہی

اضطرابی و پریشانی مین حسرت آجکل
جیب مین تارِ نفس تارِ گریبان دلمین ہی

قیامت ہی وہی پر قہر ہے جو دلسی ملتا ہے
مرجان سچ تو تم دل بڑی مشکل سی ملتا ہی

وہ جلسہ دید کے قابل ہی جو دیکھو وہی جانے
کوئی جب دل جلا آکر کسی سے ملتا ہے

بلائین فرحہ خوان ہین حسرتین افسوس کرتی ہین
کوئی ارمان شاید اب ہمارے بس ملتا ہے

بلائین جاگزین رہتی ہین فتنے سر اوٹھاتے ہین
قیامت کا پتا پورا تری محفل سے ملتا ہے

تکلف برطرف ممنون ہو نہین نا امیدی کا
تمنا دل مین آتی ہی مدعا ارمان دل سے ملتا ہے

بنا ہون یادگار عاشقان معدوم ہونے پر
پتا مہر و وفا کا میری آب و گل سے ملتا ہے

ادب دان رموز عشق کیا کیا رشک کہاتے ہین
ترا خنجر گلے جب ہم تری بسمل سے ملتا ہے

مٹایا ہی دوئی کو اسقدر میری تصور نے
کہ قاتل کا طریقہ آجکل بسمل سے ملتا ہے

نہ تو آئی نہ وہ آئی روش دونونکی یکسان ہے
ترا وعدہ بھی میری دوری منزل سے ملتا ہے

تمنا دل کی برآنی بہت دشوار ہی حسرت
جسے کہتی ہی خلقت مدعا مشکل سے ملتا ہے

تمہاری حسن پہ کرنا ہی کچھہ نثار مجھے
ملے تمام خدائی یہ ستعار مجھے

خوشی گناہ مین اتنی ہی کردگار مجھے
کہ لوگ کہتی ہین تیرا گنہگار مجھے

اثر یہ جذبۂ دل کا نہین تو پھر کیا ہے
وہ اور بیٹھہ کے رہین سر مزار مجھے

یہ لطف دید کے قابل ہی اوسکی خاطر سے
عدو کی نعش پہ بنتا ہے سوگوار مجھے

کیا ہی تنگ یہانتک تو اب زمانے نے
کہ اپنی موت کا رہتا ہی انتظار مجھے

یہ خوبیان ہین فقط اپنے ہی مقدر کی
خدا کی شان کرو تم ذلیل و خوار مجھے

اوسی سے آنکھہ لڑی جس سے اجتناب رہا
نگاہ شوق نے ایسا دیا ابھار مجھے

خراب کرکے دلِ بیقرار چھوڑیگا
اوبھارتا ہی یہ کمبخت بار بار مجھے

دبی زبان سی کہون حرفِ مدعا اون سے
سنبھلنے دی جو ذرا آج انتشار مجھے

وہ خوش نصیب ہون آخر بلا ہی لیتے ہین
چھپا چورا کے حریفان بادہ خوار مجھے

خوشی سی تنگ بدن پر ہوے ہے پیراہن
کری وہ خواب مین آکر جو ہمکنار مجھے

جفاؤن کی اوٹھاتا نہ اس طرح حسرت
کچھ اپنے دل ہی پہ ہوتا نہ اختیار مجھے

غلط ہی لغو ہی کس کا بیان ہی
تمھاری در سی بہتر لامکان ہی

رسائی کس طرح اوس تک ہو یارب
عدو گھر مین ہی در پر پاسبان ہی

نہین باغ ارم سی کام مجکو
بنادی خضر وہ کوچہ کہان ہی

وہ آئے بھی تو آئی غیر کی ساتھ
ہمارا جذبۂ دل رائگان ہی

کیا ہی مجکو شادی مرگ تونے
ترا آنا ہی مرگ ناگہان ہی

صفائی دیکھیے ہوتی ہے کیونکر
بہت حسرت سے اب وہ بدگمان ہی

حالت بری ایسی بھی نہ ایدل ہو کسی کی
اس طرح طبیعت بھی نہ مائل ہو کسی کی

تقدیر عدو دیکھیے ایسا بھی سنا ہی
بر آئی تمنا سرِ محفل ہو کسی کی

پاتی ہی ٹھکانا وہ مری دل ہی مین آکر
حسرت جو نہ بر آنیکے قابل ہو کسی کی

وعدہ تہا یہان کا وہ گئے غیر کے گھر مین
اس طرح سے امید نہ بسمل ہو کسی کی

ہم چھیڑ سے پوچھین کہ کہو حال ہی کیسا
الفت جو تجھے خود ہی سائل ہو کسی کی

یہ بھی ہین فقط خوبیِ تقدیر کی باتین
مر جائے کوئی آرزو حاصل ہو کسی کی

پھر کیون وہ شب و روز چھپائے رہی منہ کو
صورت ہی اگر دیکھنے قابل ہو کسی کی

وہ کونسا فتنہ ہی جو اٹھتا نہین اسمین
کیونکر نہ فزون حشر سی محفل ہو کسی کی

جاتا نہین جو ہو کے وہ آزار ہی ہے
الفت نہ تجھے حسرتِ مائل ہو کسی کی

کبتک خیالِ نقشِ کفِ پا کرے کوئی
سر کو رہین کو چۂ اعدا کرے کوئی

دل ہی نہین تو خواہشِ بیجا سی کیا حصول
اسکو مٹا کے خاک تمنا کرے کوئی

اندازِ حسن و عشق کا ایسا مزا ملا
دینے کا دل کی خوب تقاضا کرے کوئی

یہان ہیجو دیِ شوق وہان ضبطِ راز ہو
رسوا بھی ہو چکے تو نہ رسوا کرے کوئی

دل چاہتا ہی پھر سرِ دیوار ہو کوئی
پھر دور سے کسیکو اشارا کرے کوئی

کرتے ہین اونپہ طعن مگر یہ بھی خوف ہے
کل کو نہ میری بات کا شکوا کرے کوئی

یہ کہہ رہی ہی اونکی نزاکت دمِ خرام
آنکھون کا رہگذر نہین بچھونا کرے کوئی

حسرت کو سب قبول ہی جو اوسپہ آبنے
پر وصل کا کسی کے اجارا کرے کوئی

نہین ہی موت جو فرقت مین نیمجان کے لیے
خدا نے رکھی ہی کیا جانے یہ کہان کے لیے

نہین ہی طرزِ کرم کوئی آسمان کے لیے
کہان سی لائے اثر پھر مری فغان کے لیے

عنایت اونکی رقیبون کے حال پر ہیہات
ہوئی ہی آفت تازہ ہماری جان کے لئے

سنا ہی قبر مین ملتی ہی راحت جاوید
یہ جان کھوینگے ہم عیش جاودان کے لئے

کسی کے غم مین نکلتی ہی جسم لاغر سے
بہانہ موت کا ہی جان ناتوان کے لئے

خدا کے گھر مین ہی ڈھونڈا نہ کچھ پتا پایا
گئے حرم مین ہی ہم تیرے آستان کے لئے

ہمارا دعوی الفت غلط سمجھتا ہے
کرینگے جان ہی قربان بدگمان کے لئے

یہ بے سبب نہین عاشق ہی بدگمانی ہے
بہانہ چاہیئے کوئی تو امتحان کے لئے

جلے ہین شمع صفت کیا رقیب محفل مین
قریب اوس نے بٹھایا جو امتحان کے لئے

گمان بد ہی فقط کام کب نکلتا ہے
بہانہ ڈھونڈ لیے کچھ اور امتحان کے لئے

کہان کی نیند قیامت کی ہی یہ بیداری
کہ خواب مرگ نہین تیرے پاسبان کے لئے

پتا نہ پائے یہ قسمت سے ہی یقین مجکو
اثر فلک سے جو آئے مری فغان کے لئے

بنے ہین عیش و طرب غیر کے لئے حسرت
مصیبتین ہین مری جان ناتوان کے لئے

خبر ہی حشر مین کس فتنہ زا کے آنے کی
کہ راہ بند ہی خلق خدا کے آنے کی

سنا ہی ساتھ وہ دشمن کو لیکے آئے گا
خوشی ہی خاک مجھے بیوفا کے آنے کی

پہنا ہی جاکے وہ بیدہب تمہاری گیسو مین
امید کیا ہی دل مبتلا کے آنے کی

عبث یہ آپ مرے قتل پر ہین آمادہ
سمجھ تو لو کہ نہین جان جا کے آنے کی

ملا ہی مجمع اغیار مین وہ اب جاکر
امید کسکو ہی اوس بیوفا کے آنے کی

ہم ایک عمر سے جیتے ہین اس توقع پر
امید دلکو ہی روز جزا کے آنے کی

بگڑ نہ جائے کہین موت سے کہ ای حسرت
خبر ہی نزع مین اوس بیوفا کے آنے کی

بے سبب خم مری دل کے خندان ہونگی
ساتھہ وہ اپنے لئے آج نمکدان ہونگے

ہم یہان حسرت دیدار مین گریان ہونگے
غیر کے ساتھہ وہان وصل کے سامان ہونگے

چار دن کے لئے غیرون سے ہوئی ہی الفت
ہم وہی ہونگے وہی عیش کے سامان ہونگے

حشر مین آئیگی ساتھہ اونکے اگر فوج ادا
میری ہمراہ بھی لاکھون مرے ارمان ہونگے

مژدہ ای جوش جنون آئیگی پھر فصل بہار
وہی ہم ہونگے وہی کوہ و بیابان ہونگے

گریہ مین شوق تجھے پردہ دری کا ہوگا
سیکڑون میری طرح چاک گریبان ہونگے

ظاہر انام محبت سے تنفر ہے اونہین
دلمین کیا کیا نہ بری چاہ کے ارمان ہونگے

جذبۂ دل نے مری کچھہ جو دکھائی تاثیر
اونکے گیسو بھی مری طرح پریشان ہونگے

یہ وہ آفت ہی کہ جائیگی نہ بالا بالا
ہم بھی اکدن ہدف ناوک مژگان ہونگے

آئینگے قبر مین کیا کیا نہ مزے ای حسرت
وہ روانہ جو سوئے گور غریبان ہونگے

اوس نے میت پر آہ و زاری کی
رہگئی بات جان نثاری کی

دیکھکر اوس نے آہ و زاری کی
مل گئی داد بیقراری کی

ہر مصیبت کے وقت مین دل نے
دوستداری سی دوستداری کی

اوسکی فرقت مین یہ حساب رہا — رات بہر مینے دم شماری کی
خوب اوس سنگدل کو تڑپایا — ہی یہ تاثیر بیقراری کی
کرنہ واعظ بیان زلف حور — چھائی جاتی ہی دل پہ تاریکی
میری اولٹی کرین خوشامد وہ — شان ہی یہ جناب باری کی

موشگافی کرے کمر مین تری
طبع حسرت مین ہے وہ باریکی

پیدا ہوے ہین ناز و ادا یار کے لئے — عیش مطرب جہان مین ہین اغیار کے لئے
آکر فلک سے حضرت عیسیٰ بھی بارہا — کیا کیا نہ کر گئے تری بیمار کے لئے
مقتل مین دیکھتا ہے عبث تو ادہر ادہر — حاضر ہی سر مرا تری تلوار کے لئے
بے وجہ احتراز تو پیدا نہین ہوا — کچھ بات بھی ضرور ہی انکار کے لئے
ہی عین وصل مین بھی تمہاری نہین نہین — آئیگا وقت کونسا اقرار کے لئے
نکلی نہ جان زہر بھی کھایا تو کیا ہوا — اب موت بھی نہین ترے بیمار کے لئے
اوسدن سے ہمکو سیف زبان کہہ ہی ہین غیر — بوسے جو ہمنے ابروئے دلدار کے لئے
قاتل نے قتل کر کے مجھے ناز سے کہا — ایسی سزا ہوا ایسے گنہگار کے لئے
رشک رقیب بھی خلش یاد یار بھی — کیا کیا مصیبتین ہین دل زار کے لئے
تسبیح سے غرض ہی نہ زنار سے غرض — گردن ہی میری خنجر خونخوار کے لئے

حسرت عدم کو دونون برابر چلے گئے

ہو ایک راہ کا فرد و بیدار کے لیے

چلا آیا ہے تو ناصح کہان سے
خدا کیواسطے اوٹھہ جا یہان سے

نرالی ہو ادائے دلستانی
تری دینے کو دل لاؤن کہان سے

کہا تک صبر کی بھی انتہا ہے
کلیجہ جل گیا ضبطِ فغان سے

دکھادی عرصۂ محشر ہی مجکو
بہت ہون تنگ ای وحشت یہان سے

یونہی ہنکو دو میری آزمائش
بڑہیگی بدگمانی امتحان سے

شرہ کیونکر اوٹھائے چشمِ بیمار
نہین اوٹھتا ہو تنکا ناتوان سے

جہان کہا قدم یہ سر پہ دیکہا
کہان مین جاؤن چہکر آسمان سے

کریگا قتل مجکو کس خطا پر
کوئی پوچہو تو جاکر بدگمان سے

غلط ہو اوس نے جو لکہا ہو قاصد
ہوا ظاہر مجھی تیرے بیان سے

مبارک ہو یہ گلشن تجکو صیاد
اوڑی جاتے ہین ہمتو آشیان سے

کسی مین بھی نہین حسرت مروت
وفا کیا اوٹھہ گئی سارے جہان سے

جب تیری بزمِ ناز مین اغیار آ گئے
غیرت سی ہم زمین کے اندر سما گئے

کہتے ہین لوگ اونکو کدورت نہین رہی
پہر کیون ہماری خاک کو آکر اوڑا گئے

چہوڑا اونہون نے شکوۂ پنہان کے بعد ظلم
شاید کہ میری طرزِ سخن کو وہ پا گئے

آیا ہو دل لگی مین بیانِ رقیب بھی
آخر ہنسی ہنسی مین وہ مجکو رولا گئے

دل مین بہرا ہوا تہا قیامت کا جو غبار
وہ آج جیتے جی مجھے اوس مین دبا گئے

تہا مبتلاے رنج و مصیبت دل حزین
ناصح تم اور آکے مری جان کہا گئے

پیری چلیگی کچہہ ہی نہ حسرت جناب کی
لیکر وہ تیغ ہاتہہ مین جسوقت آ گئے

یہ شکل ہی جناب مشیخت مآب کی
چہٹتی نہین ہی ہاتہہ سی بوتل شراب کی

تاثیر ہو چلی ہے انہین اضطراب کی
نکلیگی آرزو دل خانہ خراب کی

بل بہر گئے جو آپ مری عرض حال پر
یہ بھی تہی کوئی بات بہلا پیچ و تاب کی

بہتر یہی ہی آپ کچہہ اپنا کرین علاج
حالت بُری ہی ناصح مشفق جناب کی

رکہی تہی پینے یہ کسی دامن کیواسطے
باد صبا نے کیون مری مٹی خراب کی

آتا ہی جب نظر کوئی محبوب دلفریب
پیری مین یاد آتی ہین باتین شباب کی

دامن ابہی تو ہاتہہ مین آیا ہے تو سہی
مین دہجیان اوڑاؤن تمہاری نقاب کی

اچہا ہوا جو سینہ سی میری نکل گیا
یہ ہی سزا تہی اس دل خانہ خراب کی

رکہنا سنبہل کے ہاتہہ دل بیقرار پر
صورت بدل گئی ہی مری اضطراب کی

حسرت ابہی تو اور رہے جلوہ بیدہڑک
کردن سے تمکو چاٹ لگی ہی شراب کی

جان و دل دیکے آشنائی کی
کوئی پوچہے تو کیا برائی کی

اب وہ آتے ہین اے دل مضطر
ٹل گئی ہی گہڑی جدائی کی

حالتِ نزع مین نہ آئے تم
مرتے دم تک ہی بیوفائی کی

آتے آتے وہ پھر گئے اولٹے
طالعِ بد نے نارسائی کی

غیر کا ساتھ تم نہ چھوڑوگے
جھوٹ قسمین ہین پارسائی کی

قابلِ ترک ہی ستم آرا
روز کی بات کج ادائی کی

آج تم میکدے چلو حسرت
چھوڑ دو وطرزِ پارسائی کی

زبان پر آبلے پڑجائین گر حالت بیان کیجے
الٰہی کسطرح سی چارۂ سوزِ نہان کیجے

بیان کرتا ہون حالِ دل تو مجکو روک دیتے ہین
اجازت چاہتا ہون تو یہ کہتے ہین بیان کیجے

نہ مجکو تاب کہنے کی نہ اونکو تاب سننے کی
یہ حالت دونون جانب ہو تو کیا مطلب بیان کیجے

وہان وہ ناز ہا سودا یہ ہم تدبیر سوچے تھے
ذرا تسکین ہوگی چلکے سیرِ بوستان کیجے

بشر ہی کوئی پتھر تو نہین کیون چپ رہے حسرت
سنے جو بدزبانی آپکی اوس سے زبان کیجے

مرگیا ہون سرمۂ تسخیر سے
خاک میری کم نہین اکسیر سے

حالِ دل کہتا کسی تدبیر سے
پیش کچھ چلتی نہین تقدیر سے

آپکو بھی کیا وہ ظالم مل گیا
ناصحا پھرتے ہو کیون دلگیر سے

لولبِ جان بخش نے مارا مجھے
اب شفا ممکن نہین اکسیر سے

کیا چمک ہی آپکے رخسار مین
ماہ شرمندہ ہوا تنویر سے

کچھہ نہین حاصل بجز ذلیل کے
دوستی اچھی نہین بے پیر سے

کھل پڑا تھا اونکی خاموشی سے حسن
چپ ہوا ہون شوخیِ تقریر سے

مجکو دیکھی کاٹ لون ہین خون دگلا
دکھہ گیا ہی ہاتھہ گر شمشیر سے

ہر اشارے مین ہی اونکی نوک جھونک
چھیڑ ہی ہین میرے دلمین تیر سے

آپ روٹھینگے حسرت جان کو
باز آؤ الفتِ بے پیر سے

تصویرِ خاک آئے نظر جلوہ گاہ کی
آنکھون مین بھر گئی ہی مرے گرد راہ کی

ڈرتے ہین دیکھہ دیکھہ کے ابرِ سیاہ کو
اچھی ہوا بندھی ہی مری بختِ سیاہ کی

یان سوزنارِ ہجر عذابِ الیم ہے
گر آتشِ جحیم سزا ہی گناہ کی

بے مہر و بے وفا و ستمگر بلا ی دہر
ایسے سے کیا امید بھلا ہو نباہ کی

ہی اپنی چشمِ شوق کو دستِ مژہ کا کام
چھانی ہی کتنی خاک تری جلوہ گاہ کی

ہر لحظہ رنجشین ہین تو ہر دم عداوتین
صورت رہی ہی کونسی اونسے نباہ کی

ہمرنگ ہو چلا کسی زلفِ سیاہ سے
تقدیر دیکھنا مرے بختِ سیاہ کی

ملجائینگی ہزار تمنائین خاک مین
گر سوی غیر ایک بھی تمنے نگاہ کی

ایسے نہین بگاڑ پڑے جس مین صلح ہو
صورت بناؤ کی ہی نہ صورت نباہ کی

لین اونسے شوخیون سے مری دلمین چٹکیان
آوازِ وصل مین ہی رہی آہ آہ کی

اسکے سوا بہشت مین ہی کیا دھرا ہوا
تصویر کھینچ گئی ہی تری جلوہ گاہ کی

کیا جانے رنگ گردشِ لیل و نہار کا
حسرت کو کیا تمیز سفید و سیاہ کی

نغمہ دلکش ہی یہ یا دل کے بس مین شور ہی
مثلِ تارِ رغنون ہر اک نفس مین شور ہی

وہ ہوی برہم فغانِ نیم شب سے بے سبب
کسکو قابو آہ پر ہی کسکے بس مین شور ہی

کان رکھکر چپکے چپکے سنتی ہین وہ وقتِ ذبح
مرحبا کا میری ہر تارِ نفس مین شور ہی

حسن ایسا اور پھر چرچا نہو چلکر سنو
کسکا غوغا بیس مین ہی کسکا دس مین شور ہی

شکوۂ بیرحمی صیاد بے جا ہے اگر
کیون اسیرانِ چمن کا پھر قفس مین شور ہی

فصلِ گل کیا آئی ہی گویا قیامت آئی ہی
خوبیوانو کا حسرت اس برس مین شور ہی

اون ہی کچھہ کہنا زبانی اور ہی
یہ اسید زندگانی اور ہی

اکو موسی کیطرح سمجھا ہی کیا
اوسکو لافِ لن ترانی اور ہی

پھر دلِ وحشی کو سودا ہو گیا
کیا کوی آفت اٹھانی اور ہی

جذبِ دل پھر اوس سے آنکھین چار ہون
اب کے الفت آزمانی اور ہی

بے تکلف آزما دستِ ستم
کیا کبھی پھر موت آنی اور ہی

غیر جسکو ظلم کہتے ہین مگر
وہ نگاہِ مہربانی اور ہی

بعدِ مردن ہی تلاشِ قبر کیون
کیا کہین کچھہ بدگمانی اور ہی

گالیان کھانے مین آتا ہی مزا
اب کی یہ بدزبانی اور ہی

یہ نہ سمجھو آہِ آتش زای دل
برق کی شعلہ فشانی اور ہی

کھولدیجے طرۂ عنبر فشان
گر بلا سر میری لانی اور ہی

یونتو کر لیتے ہین مجنون شعر سب
پر ہماری خوش بیانی اور ہی

نام لو حسرت نہ کوئے یار کا
گر ہوا دنیا کی کہانی اور ہی

غیر کٹتے ہین ہماری تیزیٔ تقریر سے
اپنا دم بھی کم نہین ہرگز دم شمشیر سے

آپکو پالا پڑا ہی اوس بتِ بے پیر سے
حضرتِ ناصح عیان ہے آپکی تقریر سے

یہ تو ظاہر ہی کہ وہ لکھتا نہین خط کا جواب
کیا کرون دل باز آتا ہی نہین تحریر سے

تنگ ہون ای جوشِ وحشت کیا کرون جاؤن کہان
کم نہین صحرا بھی مجکو خانۂ زنجیر سے

کیا لکھے ہین میری ہی قسمت مین سب ظلم و ستم
کوئی پوچھے تو یہ جاکر کاتبِ تقدیر سے

جب کبھی وہ بات کرتا ہی تو لہجاتے ہین آپ
کسقدر ہوتی ہی فرحت غیر کی تقریر سے

حضرتِ یوسف کی کیا کیا ہوگئی پہیکی شبیہہ
جب ملایا اوسکو ہمنے آپکی تصویر سے

ہی سوال بوسہ اب تک لے لیا ہی مینے کیا
دیتے ہو تعزیر مجکو ہیشتر تقصیر سے

لو مبارک ہو کہ اب غیرون سے ہے الفت ہوگئی
مجکو ثابت ہوگیا ہے آپکی تقریر سے

لاکھہ ہو دنیا مین ہل چل ہی ہی ہمکو یقین
کچھہ نہین ہوتا ہماری آہ کی تاثیر سے

کس طرح ہو اوس بتِ بے مہر سے میرا وصال
میری قسمت کیا ملیگی غیر کی تقدیر سے

چارہ گر کو کیا ہوا سودا مجھے کرتا ہی قید
کب بھلا نکلے گی وحشت خانۂ زنجیر سے

شکر کی جا ہی ہوا میری محبت کا اثر
اونکو وحشت ہو چلی ہی نالۂ شبگیر سے

جسقدر کھچتا ہی نقشہ اوسقدر کھچتا ہی دل
ہوش اڑتے ہین مصور کے تری تصویر سے

میری رسوائی و بدنامی و ذلت کے سوا
تجکو کیا حاصل ہوا ہی غیر کی توقیر سے

مہربان رہتا ہی تجپر وہ بت نامہربان
میری قسمت کیا ہی حسرت تری تقدیر سے

یان صبر و وفا و ان ستم و جور و جفا ہی
سچ ہی کہ محبت کا نتیجہ ہی برا ہی

کیا بخشش و آزردگی غیر کا شکوہ
مجھسے تو مرا دل بھی مرا دم بھی خفا ہی

منظور نہین قتل تو مین زہر ہی مرجاؤن
سفاک بتا تو سہی مرضی تری کیا ہی

چاہو جسے چاہو کہ رہے دلکی تو بات اور
کیون عیب ہی کیا ہم مین ہنر غیر مین کیا ہی

خالِ لبِ جان بخش کا بوسہ مجھے دیجے
حق مین دلِ بیمار کے یہ حبِّ شفا ہی

دیکھین گے نہ وہ خواب مین بھی اہل قیامت
فتنہ جو ترے عشق کا دنیا مین بپا ہی

حسرت نے کہا میرا نہ آغاز مین مانا
پہلے ہی مین اس عشق کو کہتا تھا برا ہی

نالہائے پسِ دل سے جلا کر اوٹھے
غیر کی بزم مین ہم آگ لگا کر اوٹھے

وہ بھی تنگ آ گئے یون بزم مین جمکر بیٹھے
بزم اغیار سے ہم اونکو اوٹھا کر اوٹھے

بزم اغیار مین میرا نہ کیا کچھ بھی خیال
ہاتھ سے آپ جو دامن کو چھڑا کر اوٹھے

وصل کی رات بھی کل مجھپہ قیامت گذری
آتے پائے بھی تھے پاس کہ آکر اوٹھے

غیر کی بزم مین جب آنکھ لڑائی اوس نے
ہم بھی چپکے ہی سے بس آنکھ چرا کر اوٹھے

موت سے بحث رہی مجھ سے نہ کیا کیا حسرت
حالتِ نزع مین وہ منہ جو دکھا کر اوٹھے

دیکھکر رنگ تیری قامت کے
ہوش اڑنے لگے قیامت کے

کون کشتہ ہوا تغافل کا
کسنے صدمے اوٹھائے فرقت کے

شکوہ غیر ہی گناہِ عظیم
ٹکڑے کیجے لبِ شکایت کے

بت کو پوجین نہ آفتاب کو ہم
ہمتو عاشق ہین تیری صورت کے

کون بیٹھا رہے قیامت تک
واہ قربان باغِ جنت کے

کوئی دم اس سے جان بچتی ہی
ہم ہین ممنون تیری غفلت کے

عذر تاثیر جذبِ دل کا نہین
ہم ہی پتلے بنے ندامت کے

یہ ہی روکے سے رُک نہین سکتے
ولولے ہین مری طبیعت کے

اوس سا اک آدمی زمانے مین
آپ قائل نہین ہین حسرت کے

لپٹے جو خاک اوڑکے ہمارے غبار کی
شیخی ہوا کری فلکِ بدشعار کی

حالت نہ پوچھے دلِ امیدوار کی
یاد آگئی اسے کسی غفلت شعار کی

کس روز آکے آپنے مجھپر کرم کیا
نکلی امید کب دلِ امیدوار کی

اختر شمارِ شبِ غم کو بھلا دیا
کیا سخت فکر تھی مجھے روزِ شمار کی

آتی نہین ہی ضعف سی لب تک ہی دیکھیے
حالت بہت ردی ہی مری جانِ زار کی

آئے ہین جب بگڑکے وہ دشمن کے پاس سے
کیا کیا بن آئی ہے دلِ امیدوار کی

گھر دل مین کرلیا ہی مرے اضطراب نے
بگڑی ہی بات صبر و شکیب و قرار کی

آئے نہ آئے کچھ بھی شکایت نہین مجھے
عادت ٹھہر گئی ہے یہ غفلت شعار کی

بیٹھے بٹھائے آپ ہی پسنے لگا ہی دل
کیون یاد آگئی مجھے رفتارِ یار کی

اپنی نہین ہی آپکے دامن سے بے سبب
بیشک یہ خاک ہی کسی امیدوار کی

جاتا ہی کوے غیر مین اوس بیوفا کے ساتھہ
مٹی خراب ہے مرے مشت غبار کی

اوسکے خرامِ ناز نے محشر بپا کیا
امید ہو چلی مجھے روزِ شمار کی

اوس فتنہ گر کے جور و ستم کی ہی یادگار
تحریر دیکھنا مرے لوحِ مزار کی

واعظ سنا ہی آپنے حسرت کا حال کچھہ
حالت بہت خراب ہی اوس دیندار کی

بیٹھا ہی میکدہ مین وہ مسجد کو چھوڑکر
یہ انقلاب شان ہے پروردگار کی

اک مہ جبین کی یاد مین بالکل بھولا اپنا
دہشت رہی نہ پرسشِ روزِ شمار کی

گرچند روز اور یہی حالت یہی رہی
تو خیر دیکھتی نہین اوس بیقرار کی

تمنای دل چاکِ در ہو گئی
وہ صورت جو پیش نظر ہو گئی

نگاہ ترحم ادہر ہو گئی
تمنای سوز جگر ہو گئی

تنفر ہوا اونکو غیرون سے کیون
کسی کی فغان کارگر ہو گئی

وہ گھبرا کے بولے شبِ ماہ مین
سحر ہو گئی بس سحر ہو گئی

زمین سے نکل آئی گھبرا کے خلق
وہ رفتارِ محشر اثر ہو گئی

طبیعت کا بھی کچھ عجب حال ہی
جدھر ہو گئی یہ ادھر ہو گئی

تمنائے وصل و خیالاتِ غیر
یہ حسرت کو فکرِ دگر ہو گئی

کیا رنگِ انقلاب تمہاری نظر مین ہی
دل مین کبھی جگر ہی کبھی دل جگر مین ہی

وحشت کہین گئی بھی ہی مجنون عشق کی
سودائی طرحکا سرِ چارہ گر مین ہی

نظارگی سے پوچھیے اوسکا فروغِ حسن
صد جلوہ ریز نورِ تجلی نظر مین ہی

بس ای ہجومِ یاس نہ لجائے خاک مین
کچھ جلوہ اثر جو فغانِ سحر مین ہی

مہتاب چھٹ گئی مری منہ پر شبِ وصال
چہرہ سفید شام سے فکرِ سحر مین ہی

افغان ہی ایک بات لبِ ہر زہ سنج کو
دل مبتلای درد و امیدِ اثر مین ہی

یہ صلح کوئی دن مین نہ رکھیگا رشکِ عشق
باہم جو آشتی مری دل مین جگر مین ہی

ہر نقشِ پا کے ساتھ ہین آنکھین لگی ہوئی
نورِ نظر کا فرش تری رہگذر مین ہی

رکھتا نہین سہیم عدیل اپنا آج کل
حسرت ہی فردِ اہلِ کمال و ہنر مین ہی

نہین بے سبب دلمین آئے ہوئے
کسیکے ہین پیکان لگائے ہوئے

نگاہون سے مجکو گرائے ہوئے
وہ جاتے ہین فتنہ اوٹھائے ہوئے

وہ رہتے ہین کب بے پھنسائے ہوئے
جو پھندے ہین تیرے لگائے ہوئے

یہ کیا پوچھتے ہو کیا کس نے ظلم
تمہاری ہی ہین ہم ستائے ہوئے

نہ نکلین گے پورے شبِ وصل ہی
جو ارمان ہین دل مین سمائے ہوئے

کسی نے چرایا ہی اونکا ہی دل
وہ آتے ہین آنکھین چرائے ہوئے

نہ کرتے شکایت کا شکوہ مگر
کسی کے ہو تم ہی سکھائے ہوئے

لگائین وہ تلوار حاضر ہین ہم
کہ بیٹھے ہین گردن جھکائے ہوئے

کہین اونکی حسرت سے ان بن ہوئی
جو بیٹھے ہین وہ منہ بنائے ہوئے

گرم کیسی ہی کہانی میری
دیکھیہ تو شعلہ فشانی میری

بھول جانا نہیں عادت اوسے
کوئی لیجائے نشانی میری

ہی تمنای ستائش کسکو
خوب ہے ہیچمدانی میری

قصۂ نالۂ شبگیر نہ پوچھ
رات بھر کی ہی کہانی میری

برق جستہ ہی مرا رنگِ بہار
رنگِ رفتہ ہے جوانی میری

دل مین صد جوشِ فغان رکہتا ہون
شورِ محشر ہی نشانی میری

مین وہ وحشی ہون کہ تا قیدِ حیات
موت کرتی ہی شبانی میری

قولِ حسرت ہے بقولِ غالب
ننگِ پیری ہے جوانی میری

بھری ہی آتشِ داغِ درون سی داستان میری
برنگِ موئے آتش دیدہ ہی گویا زبان میری

عجب یہ شہرِ نا پرسان ہی کس سے داد چاہون مین
دیارِ حسن مین سنتا نہین کوئی فغان میری

بجز اسکے کوئی قصہ زمانے مین نہ رائج ہو
حکایت یاد کرلے تو اگر ای قصہ خوان میری

متاعِ دولتِ دیدار سے کس طرح حاصل ہو
ابھی مشکل ہو آسان تو جو بن لے پاسبان میری

بہا ہی نخت دل بھی سرنگون قسمت جو اولٹی ہی
برنگِ کاسۂ واژون ہی چشمِ خون فشان میری

مجھے مارا ہی طرزِ شرم و اندازِ تغافل نے
نہ ظاہر ہو عدم تک جو حقیقت ہی نہان میری

عدو کا دل بھی ظالم کیا ہی سنگِ آستان تیرا
یہان عاجز جبین میری وہان عاجز فغان میری

اوڑینگے ہوش تیرے اور کٹجائینگے سب دشمن
چلیگی تیغ بن بن کر قیامت کو زبان میری

قیامت مین عدو کی ہو شکایت خاکِ حسرت
نہ دل میرا نہ ہیرا نہ جانِ ناتوان میری

غیر کی اون سے لڑائی ہوتے ہوتے رہگئی
اپنے طالع کی رسائی ہوتے ہوتے رہگئی

دیکھتے ہی حشر مین ظالم نے کچھہ پر چالیا
دادخواہون کی دوہائی ہوتے ہوتے رہگئی

مار ڈالا تہا مجھے اتنے مین عیسیٰ آگئے
ان بتون کی بھی خدائی ہوتے ہوتے رہگئی

کر دیا ٹھنڈا مجھے جلدی سے آبِ تیغ نے
پائے قاتل تک رسائی ہوتے ہوتے رہگئی

تیغ نے آسان کی مشکل مری ہنگامِ ذبح
آج اونکی شل کلائی ہوتے ہوتے رہگئی

قم باذنی کہتے کہتے لب ہلا کر رہ گئے
آپکی معجز نمائی ہوتے ہوتے رہگئی

بیکسی پر میری کیون رحم آگیا جلاد کو
آج خنجر آزمائی ہوتے ہوتے رہگئی

کوئی دشمن کی طرف وہ جاتی جا تی پھر پڑے
اونسے ظاہر بیوفائی ہوتے ہوتے رہگئی

خود بخود وہ آج آکر تم سے حسرت مل گئے
ورنہ کل تو جگ ہنسائی ہوتے ہوتے رہگئی

تنگ آیا ہون فراق یار سے
موت آئے کاش اس آزار سے

رحم آیا کچھ نہ تجکو ہائے ہائے
کاٹ لی گردن مری تلوار سے

دل کیا اپنا سا تیری چشم نے
دوستی اچھی نہین بیمار سے

نالۂ مظلوم نے تاثیر کی
خون ٹپکا ہی نگاہ یار سے

صاف سُنلو دل نہ دینگے مفت ہم
فائدہ کیا روز کی تکرار سے

حسرت اس موقع مین اپنا ہی ملاپ
ربط اونکا بڑھ چلا اغیار سے

ماہتابی پہ کبھی سیر کو آؤ تو سہی
ماہ کو چرخ پہ حیران بناؤ تو سہی

اپنا اعجاز مسیحا کو دکھاؤ تو سہی
کوئی ٹھوکر مری تربت پہ لگاؤ تو سہی

دیکھلین ہم بھی تو کیسی ہی تمہاری صورت
کہین چہرے سے نقاب آج اوٹھاؤ تو سہی

ملک الموت سے پہر جانکے جھگڑے دیکھو
شب ہجران مین کبھی بھول کے آؤ تو سہی

سخت جان مجکو سمجھکر نکر واندیشہ
آزماؤ تو سہی تیغ لگاؤ تو سہی

جب سناؤن نہ سنین اور ملین تو چھین
کیا گذرتی ہی ذرا حال سناؤ تو سہی

ہم نہ کہتے تھے کہ حسرت کو نہ چھیڑو دیکھو

جینیتے کیون ہو ذرا آنکھ ملاؤ تو سہی

تیغ یہ تو نے لگائی مرے قاتل کیسی
تجکو دیتا ہے دعا ئین دلِ بسمل کیسی

دل لگانا کوئی آسان سمجھ رکھا تھا
کیون بنی جان پر او حور شمائل کیسی

دیکھہ لیلی یہ کہین ہو نہ غبارِ مجنون
خاک صحرا مین اوڑی جانبِ محمل کیسی

شور و غوغا تھا فقط میری ہی دم تک سارا
آج سُنسان رہی آپکی محفل کیسی

زہر کرتا ہی اثر اور نہ زخمِ خنجر
جان دینی بھی ہوئی ہجر مین مشکل کیسی

عشوہ و ناز پہ اوس شوخ کے جانا ہی تھا
مول لی تو نے مصیبت یہ مری دل کیسی

کیا کہین بام پہ وہ مہر لقا آیا ہے
آج بگڑی تری صورت مہ کامل کیسی

کون زندان مین نیا آن پہنسا ہی وحشی
آج آتی ہے یہ آوازِ سلاسل کیسی

شیفتہ جب ہو دل و جان سے تجہہ پر حسرت
دشمنی اوس سے پہ ہی حور شمائل کیسی

چھان ڈالے تری فرقت مین بیابان کتنے
پار تلوون سے ہوئے خارِ مغیلان کتنے

مثلِ مجنون ہوئے سرگشتہ و حیران کتنے
تیری پردے نے کیئے چاک گریبان کتنے

میرے باعث سے ہوئے شہرہ عالم صاحب
پہلے فرمائیے تھے آپکے خواہان کتنے

رات کو ماہ جو پہرتا ہی تو دن کو خورشید
تیرے بہی طالبِ دیدار ہین جانان کتنے

امتحان آج وہ کرتا ہی یہ دیکھین ہم بہی
کہ ٹھہرتے ہین مقابل سرِ میدان کتنے

تیر پر تیر نگاہون کے ہمیشہ کہائے
دل کے ناسور ہوے دیکھہ نمایان کتنے

چشم کافر وہ دکھائے تو یہ دیکھین ہم بھی
اہلِ دین کتنے رہے منکرِ ایمان کتنے

کچھ اوسی پر نہین موقوف صنم خانہ مین
مر گئے مٹ گئے حسرت سے مسلمان کتنے

بیتاب دل ہی اور کلیجہ کباب ہے
سوز و گدازِ عشق غضب کا عذاب ہے

پہر تیرِ غم سے دل ہدفِ اضطراب ہے
پہر خانۂ خیال و تمنا خراب ہے

عشرت کے حال مین نہین فکرِ مآل کچھ
سجادۂ نماز بہی رہن شراب ہے

پہر تارِ اشکِ شوق بنا رشتۂ حیات
پہر مرہمِ جراحتِ دل اضطراب ہے

فرصت کہان ہی طالعِ خفتہ سے رات دن
دل کو عبث خیال و تمنائے خواب ہے

پروا نہین ہمین وہ تغافل کیا کرین
ناکامیون سے خوب دل کامیاب ہے

کرتا ہی چاک دامنِ صبحِ شبِ وصال
سچ تو یہ ہے رقیب مرا آفتاب ہے

اذکارِ حور و خلد مین کٹتی ہی روز عمر
زاہد کو ذوقِ مستی و شوقِ شراب ہے

سودا ہی دل کو پہر کسی غفلت شعار کا
پہر آرزوئے وصل مین خانہ خراب ہے

بس ای ہجومِ یاس سنبہلنے دی کچھ مجھے
نظارۂ خیالِ رخِ بے نقاب ہے

حسرت کی سمت چشمِ حقارت نہ کیجیے
کیا جانتے نہین کہ وہ عالی جناب ہے

ابر ہی ساقی ہی گلشن ہی بہار نغمہ ہے
تارِ بارش آج ہم آہنگِ تارِ نغمہ ہے

صورتِ دریا ہی آوازِ ترانہ موج زن
اوسکے ہونٹون سے رواں کیا جوئبارِ نغمہ ہے

اللہ اللہ کسطرح اُمڈا چلا آتا ہی راگ
آپکے سینہ سے پیدا آبشارِ نغمہ ہے

چھیڑتا ہی جب اسے تو بولتا ہی اسکا دل
رشتۂ تسبیح زاہد ایک تارِ نغمہ ہے

دل کو نفرت ہو نہ کیونکر اتقا و زہد سے
غمگسارِ بادہ ہی اور دوستدارِ نغمہ ہے

مین دل افسردہ نہین ہون آپ چھیڑین تو سہی
جو نفس سینہ مین ہی گویا وہ تارِ نغمہ ہے

ہوگئی معدوم دنیا سی صدای جان نواز
گوشِ مشتاق اس الم مین سوگوارِ نغمہ ہے

لحن داؤدی مین گو اسرارِ حق پوشیدہ تھے
گوشِ سامع ہی مگر اک رازدارِ نغمہ ہے

مدرسہ مین شیخ پر کھلجائینگے چودہ طبق
احتیاجِ بادہ ہی اور انتظارِ نغمہ ہے

چھیڑتے ہی اسکے دل ہوتا ہی کیا کیا نغمہ سنج
جنبشِ مژگان ہے یا مضرابِ تارِ نغمہ ہے

خوشنوائی سنکے حسرت ایک مستِ ناز کی
لب رہین بادہ ہی دل خواستگارِ نغمہ ہے

ساتھ اغیار کے مین وہ تو سفر مین پہرتے
ہم ہین دل تھامے ہوئے اپنے ہی گھر مین پہرتے

خوف مٹجائیگا ہو جائیگی کم اسکی لچک
کیون نہین بانده کے دل اپنی کمر مین پہرتے

حورِ جنت مری آنکھون مین سماتی ہی نہین
کسکے یہ وصل کے عالم ہین نظر مین پہرتے

رہ گئی چھد کے کلیجہ مین تو کچھ لطف نہین
تیر میرے کی طرح میری جگر مین پہرتے

اونکی شوخی سے ذرا چین نہ تھا خواب مین بھی
بنکے پتلی وہ رہی دیدۂ تر مین پہرتے

چین دیتی ہی نہین گردشِ افلاک ہمین
عمر گذری ہی ہماری تو سفر مین پہرتے

جوشِ وحشت نے پریشان بنایا ہمکو
کسکے گیسو کے خیالات ہین سر مین پہرتے

طوفِ کعبہ سے ہمیں کام نہیں اے حسرت
ہم تو دیرات رہے یار کے گھر ہیں پھرتے

گر مری خون سے تلوار وہ جلا دیں پھرے
دم اسی کا پسِ مردن دلِ ناشاد بھرے

میں وہ ہوں بلبلِ نالاں جو کری مجکو اسیر
چشمِ خونبار مری خانۂ صیاد بھرے

ضعف سے اب نہ رہی طاقتِ گویائی بھی
آہ کس طرح ترا عاشقِ ناشاد بھرے

پھر نہ محشر میں رہے حاجتِ محضر مجکو
خون سے میرے اگر دامنِ جلاد بھرے

فصد لیگا مری کیا دیکھکے یہ حالِ زبوں
اشک آنکھوں میں تری پہلے ہی فصاد بھرے

غیرتِ مہر و مہ و برقِ تجلی تو ہے
نور کیونکر تری تصویر میں بہزاد بھرے

کہکشاں منہ کو دکھائے نہ کبھی اے حسرت
مانگ میں اپنی جو موتی وہ پیرزاد بھرے

خوب دیکھے تری مژگان کے اشاری ہمنے
تیر کیا کیا نہ کلیجے پہ سہاری ہمنے

تجکو معلوم ہی کیا تیری بلا واقف ہو
دل مصیبت کے گذاری سو گذاری ہمنے

کیوں یہ کہتے ہو کہ ہم ترکِ جفا کرتے ہیں
سب سمجھ دیکھے ہیں اطوار تمہاری ہمنے

دل کے آتے ہی بلا جان پہ آجاتی ہے
لوگ دیکھے ہیں بہت گور کنواری ہمنے

حیف سلجھی نہ کبھی زلفِ پریشان ہمسے
کام بگڑے ہوئے کس روز سنواری ہمنے

آپنے چنکے دکھائے ہیں جبیں پر افشاں
دھجیاں نکلے ہوئے دیکھے تنے تاری ہمنے

غیر کو پاس بٹھا کر یہ دکھایا تمنے
سر پہ چلتے ہوئے دیکھے تنے آری ہمنے

حشر کے روز خدا سے یہ کہینگے حسرت
خوب عصیان کئے رحمت کے سہارے ہمنے

لے لیجے خبر مریض غم کی
اب دیر نہین ہی ایک دم کی

کبتک وہ کرینگے جور ایدل
ہے کوئی تو انتہا ستم کی

یان روز وہی ہی بیقراری
بجلی کی تڑپ ہے ایک دم کی

کعبہ کا خیال دل سے چھوڑا
تصویر ہی سامنے صنم کی

مضمون کمر کا کسنے باندہا
تصویر ہی کچھ گئی عدم کی

سجدے جو کیئے در بتان پر
تقدیر ہماری خوب چمکی

ہر روز ہی جا رہے ہین لاکھون
آباد ہے راہ کیا عدم کی

خواہان کبھی لطف کا نہوگا
لذت جسے ملگئی ستم کی

کل توبہ تھی آج پی ہے حسرت
کیا بات ہے آپکی قسم کی

اچھا اثر یہ رات کے نالے دکھا گئے
دل تھام کر وہ آپ مرے پاس آ گئے

لو عرض مختصر یہ ملا ہمکو یہ جواب
بک بک کے تم تو آج مری کان کھا گئے

وہ آکے رات بھر بھی رہے وصل ہی ہوا
تیرے نہ ولولے دل پر مدعا گئے

ہوش و حواس کب ہین کہ جو دلکو روکلین
دل کیا گیا جہان سے ہم ناصحا گئے

ناصح ہوا یہ عشق کے ہاتھون سے فائدہ
دل کے دیے ہی سیکڑون ارمان آ گئے

برباد کر چلے ہو مجھے تمنے کیا کیا
دل لے گئے ستا گئے دم پر بنا گئے

خالی کہان گئے ترے تیرِ نگاہِ ناز
دل مین ادا ترگئے ہین جگر مین سما گئے

شکوہ نہ چرخ کا ہے نہ تقدیر کا گلا
حسرت جنون کے ہاتھ بریلی مین آ گئے

صدمے بہت فراق مین اونکے اوٹھا چکے
دل کھو چکے ہین جان کو اپنی جلا چکے

مر جائے یا کہ جان مگر کچھ تو چین ہو
جگر گداز شب فراق کا او بے وفا چکے

ہم جانتے تھے جنکو بہت نیک و پارسا
محفل مین اوسکی وہ بھی بہت پی پلا چکے

ہمنے خدا کے نام پہ دل وقف کر دیا
قرضے سے تیرے آج بت بیوفا چکے

وہ عمر وہ شباب وہ عالم نہین رہا
آنے تھے دل مین جسقدر ارمان آ چکے

اب دل مین اور کیا ہے بتاؤ تو میرے جان
دل لے چکے ستا چکے دم پر بنا چکے

وعدہ پہ اونکے دل کو عبث انتظار ہے
اونکو تو بزم غیر مین جانا تھا جا چکے

سچ تو یہ ہے کہ اونکو ہے کعبہ سے کیا غرض
نقش قدم پہ تیرے جو سر کو جھکا چکے

کیسی وفا کہا تو جفا کو ترس گئے
ایسا کچھ اپنے دل سے ہمین وہ بھلا چکے

بھٹکے ہوئے ہین آپ ہی کچھ حضرتِ خضر
گم گشتہ راہِ عشق کو رستہ بتا چکے

دیتے ہین نقد جان و دل اک بوسہ کے عوض
پوری ہم اسکی آج ہین قیمت لگا چکے

آنکھین چرائے بیٹھے ہین جو بزم ناز مین
در پردہ ہین وہی مرے دلکو چرا چکے

ہو گی عدو کی بزم سے فرصت انہین کہان
وہ پھول میری قبر پہ آ کر چڑھا چکے

مدت سے تھا جنہین مری مرنے کا انتظار
آکر وہ میری نعش کو کندھا لگا چکے

مشتاقِ قتل ہم ہین نہین منکر قتل سے
جھگڑا یہ کس طرح سے پہر اب ایخدا چکے

دل کو نثار جان کو قربان کر دیا
پہلے ہم اونکے آنے سے گہر کو لٹا چکے

آیا شبِ فراق نہ افسوس کوئی بہی
محشر کو اون کو موت کو مہمان بلا چکے

کیا کیا دعائین دل سے اونہین دے رہا ہون مین
وہ لاکہہ گالیان سرِ محفل سنا چکے

وہ دور سے ہی دیکہہ کے منہ پہیر لینگے صاف
ہمسے عدو کی بزم مین آنکہین ملا چکے

دل کو لگا کے اوس سے یہ ایذا اوٹہائی ہے
اپنے کیے کی ہمتو سزا خوب پا چکے

حسرت نہین ہی نام اگر دیکہہ لے ہمین
لے ہم ہی اب قسم تری ملنے کی کہا چکے

موت وہ شی ہی کہ آتی نہین ٹلنے کے لیئے
مرنے والے کہین ہوتے ہین سنبہلنے کے لیئے

بات تو خوب نکالی ہی مچلنے کے لیئے
دل نیا چاہتے ہین پاؤن نسے ملنے کے لیئے

وہ مرا حال ردی سنکے یہ فرماتے ہین
کوئی مرتا نہین دنیا مین سنبہلنے کے لیئے

ہمتو سمجہے تہے کہ آرام سی رکہو گے اسے
دل دیا تہا نہ تمہین روز کے جلنے کے لیئے

یاس نے دل سے بہلایا ہے تصور تیرا
ہای کچہہ بہی نرہا جی کے بہلنے کے لیئے

صاف کہتا ہی یہی آپکے سینہ کا ابہار
چشمۂ حسن ہی تیار ابلنے کے لیئے

آپنے وان شبِ وعدہ جو ملی ہی مہندی
ہمکو بہی یان کفِ افسوس ہی ملنے کے لیئے

وعدۂ وصل ہی تیرا ہی جو ٹل جاتا ہے
میری آئی کبہی آتی نہین ٹلنے کے لیئے

یاس سے قحط ہی یا تک تو تمناؤن کا
دل مین ارمان نہین ملتا ہی نکلنے کے لیئے

بیچتے بھی نہین اور مفت نہ دینگے دل کو
ایک بوسہ پہ یہ سودا ہی بدلنے کے لیئے

درد ہی بیٹھہ نہ جائے مری حسرت بنکر
دم بھی ارمان نہ ہو جای نکلنے کے لیئے

تیرا ثانی تو جہان مین نہ ملیگا ہمکو
کاش دل ہی کوئی ملجائے بدلنے کے لیئے

داغ کے پاس ابھی دوڑ کے پہنچے حسرت
کچھہ بھی فرصت ہو اگر گھر سے نکلنے کے لیئے

تمکو کہتے ہین یہ محشر مین گذرنے والے
وہ چلے آتے ہین دل لیکے مکرنے والے

تم سلامت رہو بیداد کے کرنے والے
اور جیتے رہین اس طرز پہ مرنے والے

یاد ہی کچھہ تجھے او یاد نکرنے والے
ہم وہی ہین تری ہر روز کے مرنے والے

ساتھہ لیجا اسے او دلمین گذرنے والے
یاد میری کبھی بھولے سے نکرنے والے

کیا غضب لائے تری زلف پریشان دیکھین
اور بن جاتے ہین بگڑی سے سنورنے والے

موت کی جنکو خوشی ہو وہ کہین رکتے ہین
خوب گذری تری کوچہ سے گذرنے والے

اونکے آتے ہی مجھے ہوش جو کچھہ آیا ہے
وہ یہ کہتے ہین سنبھلتے نہین مرنے والے

حضرت عشق کے آتے ہی یہ صورت بدلی
آج سودائی سے پہرتے ہین سنورنے والے

دادخواہون کو نیا لطف ملے محشر مین
تمسے ملجائین جو دو چار مکرنے والے

نیکنامی سے بہت زندہ جاوید ہوئے
حضرت خضر نہین ایک نہ مرنے والے

قرب معشوق مین ہی عشق کا دریا حائل
پار اس بحر سے او تری مین اترنے والے

میکدہ مین ہی تو رہتے ہین وہ حسرتؔ خاموش
نیک بندے جو ہین اللہ سے ڈرنے والے

وہ کون ہی پھر جس پہ یہ بیداد کروگے
مرجائینگے جب ہم تو بہت یاد کروگے

یہ تو نہین امید کہ تم یاد کروگے
مٹی بھی ہماری کہین برباد کروگے

جب یاد ہمارا دلِ ناشاد کروگے
دل جتنے گرفتار ہین آزاد کروگے

ہمکو بھی کبھی بھول کے کچھ یاد کروگے
یا غیر ہی کا بزم مین دل شاد کروگے

بیداد پہ بیداد ہے ظالم کا یہ کہنا
عاشق ہو ہماری تو نہ فریاد کروگے

اللہ سے بے شبہہ تمہین اجر ملے گا
گر شاد ہمارا دلِ ناشاد کروگے

یہ لطف تو دیکھو کہ وہ کہتے ہین دمِ قتل
کیون اب ہی مرا شکوۂ بیداد کروگے

کافی ہی مرے واسطے اتنا ہی تعلق
الفت کے عوض گر کبھی بیداد کروگے

بولے وہ دمِ قتل کہ تم حشر مین جاکر
فریاد کروگے کہ ہمین یاد کروگے

افسوس تمہین آئیگا اے حضرتِ واعظ
جب خلد مین دنیا کے مزے یاد کروگے

خالی نہین جائیگی کبھی عشق کی تاثیر
ہم یاد کرینگے کبھی تم یاد کروگے

کوچہ کو پھر اپنے کبھی جنت نہ کہوگے
تم یاد اگر قصۂ شداد کروگے

منت کے بڑے ہے طوق مگر یہ تو بتاؤ
جو قید مین ہین اون کو بھی آزاد کروگے

جسطرح گذرتی ہے غنیمت ہی یہ حسرتؔ
اسوقت کو تم آگے بہت یاد کروگے

حسین بھی ہی وہ لاکھونمین لاجواب بھی ہی
فروغِ حسن بھی ہی حسن انتخاب بھی ہی

عدو کے ساتھہ وہ گھر مین ہماری آئے ہین
ہماری جان کو راحت بھی ہی عذاب بھی ہی

الٰہی خیر ہو سامان ہے کسکے آنے کا
کہ آج بزم مین ساغر بھی ہی شراب بھی ہی

تمہین بتاؤ تو کس پر مرے کوئی جاکر
خدا کے گھر مین تمہارا کوئی جواب بھی ہی

یہ صاف صاف تمہاری نگاہ کہتی ہی
کہ رنگِ لطف بھی ہی اور کچھہ عتاب بھی ہی

سوالِ وصل پہ خاموش کیون ہو کچھہ کہدو
ہماری بات کا آخر کوئی جواب بھی ہی

ہزار گالیان دیتے ہو ایک بوسہ پر
تمہاری داد و دہش کا کوئی حساب بھی ہی

ذرا وہ بھار دیا ہی کسیکی شوخی نے
مگر بھار پہ آیا ہوا شباب بھی ہی

یہی سبب ہی کہ آنکھین چرائے جاتے ہو
کہ آج آپ پہ جوبن بھی ہی شباب بھی ہی

اثر کیا ہی کسی دل جلے کی آہون نے
ملا ہوا تری شوخی مین اضطراب بھی ہی

یہ جانتے ہین کہ دشنام مین زبان پہ چڑھی
لگی ہوئی ترے منہ کو مگر شراب بھی ہی

ہماری سامنے بیٹھے ہوی ہین چلمن مین
وہ بے حجاب ہین باقی مگر حجاب بھی ہی

عجیب طرح چلے ہین او دہر جنابِ شیخ
لگایا ریش مطہر مین کچھہ خضاب بھی ہی

ہماری قبر پہ آکر وہ غیر سے بولے
کسیکی فاتحہ پڑہنے کا کچھہ ثواب بھی ہی

کیے ہین یہ تری رحمت کے سب بہروسے پر
ملا ہوا مرے عصیان مین کچھہ ثواب بھی ہی

جدہر کو جم گئی پوری ہی چوٹ کرتی ہے
تری نگاہ مین تمکین بھی ہی شتاب بھی ہی

کوئی بتائے تو یہ ہی سوال حسرت کا

جناب داغ کا دنیا مین اب جواب بہی ہی

تیری تمکین مین اضطراب بہی ہی
کچہہ مری آہ کا میاب بہی ہی

مست بہی ہی وہ بے نقاب بہی ہی
اور باقی کوئی حجاب بہی ہی

شوخ بہی ہی وہ لاجواب بہی ہی
اور ہزارون مین انتخاب بہی ہی

دل لگی بہی ہی دل لگانے مین
دل بہی ہی دلمین اضطراب بہی ہی

کوئی پوچہے تو میری مرگ کے بعد
اب زمانے کو انقلاب بہی ہی

صبح ہوتے ہی تم چلے جانا
ابہی شب بہی ہی وقت خواب بہی ہی

صاف کہتی ہی گردش ساغر
کہ شب مہ مین آفتاب بہی ہی

آنکہہ ملتی ہی تو حجاب کے ساتہہ
لطف کرنے مین اجتناب بہی ہی

وصل مین منہ وہ پیر لیتے ہین
بے حجابی مین کچہہ حجاب بہی ہی

پوچہتا کیا ہی تو تری تلوار
خوبصورت بہی ہی خوش آب بہی ہی

اونکی ہر بات ہی قرینے سے
کچہہ کرم بہی ہی کچہہ عتاب بہی ہی

سچ تو یہ ہے کہ آج کل حسرت
حال ابتر بہی ہی خراب بہی ہی

ہجر کی شب سحر نہین ہوتی
زندگی یون بسر نہین ہوتی

حال سنتے تو رحم آتا ہی
میری اونکو خبر نہین ہوتی

ہجر کی رات کیا قیامت ہے
نہین ہوتی سحر نہین ہوتی

مرگِ دشمن کی ہمنے جب مانگی
کب دعا بے اثر نہین ہوتی

جب مرض کی ہی کچھ نہو تشخیص
پھر دوا چارہ گر نہین ہوتی

جسکی صورت کو چاہتے ہین ہم
اب وہ پیشِ نظر نہین ہوتی

ترکِ مے خوب ہی مگر زاہد
بے پیے بھی گذر نہین ہوتی

زلف اونکی سنور نہین سکتی
یہ لڑائی تو سر نہین ہوتی

وحشتِ دل نکال جنگل کو
ابتو تسکین گھر نہین ہوتی

وہ اگر مل گئے تو پھر حسرت
مجکو اپنی خبر نہین ہوتی

پسند آگئی اچھی صورت کسیکی
مرا دل کو دیگی محبت کسیکی

جبھی تو یہ حور و نپہ مرتے ہو زاہد
نہین تمنے دیکھی ہی صورت کسیکی

یہ ہے حالِ پیرِ خرابات زاہد
نہین ایسی چشمِ مروت کسیکی

تسلی ہو کیا حورِ جنت سے اپنی
نگاہون مین پھرتی ہی صورت کسیکی

شبِ وصلِ دشمن کا شکوہ عبث ہی
ہماری سی قسمت ہی قسمت کسیکی

بتاتے ہین دشمن کو وہ دور ہی سے
نظر آرہی ہے وہ تربت کسیکی

مرے کام کیا آئیگا چارہ گر تو
کوئی بانٹ لے گا مصیبت کسیکی

اثر کچھ تو آخر ہوا آہ کا بھی
مرے حال پر ہی عنایت کسیکی

اثر کر گئی صحبتِ غیر ایسی
نہین ہے وہ اگلی سی عادت کسیکی

اسی ڈر سے لکھتا نہین حال قاصد
کہین ہو نہ میری ہی حالت کسیکی

یہ شے کس طرح سونپ دون آپکو مین
کہ ہی جان آخر امانت کسیکی

لب بام وہ جلوہ گر آج ہونگے
اگر کھل گئی کچھ بھی قسمت کسیکی

نہ کرتے تھے بے شور سے بات پہلے
نہین سنتے اب تو وہ حسرت کسیکی

شورشیون ہون موثر جو دل افگارون کے
ہوش ہون باختہ مکارونکے عیارون کے

رنگ دیکھین جو تری چاند سے رخسارون کے
ہوش اڑ جائین فلک پر ابھی سیارون کے

لے پر بات ہی کہنے مین لگا لیتے ہین
ڈھنگ دیکھے ہی نہین تمنے ابھی یارون کے

دیکھہ پائین جو مرے دیدۂ خونبار کہین
ہوش اڑ جائین چمن مین ابھی فوارون کے

زاہد اجر کچھہ اسکا بھی ملیگا تجکو
صبر جو تونے سمیٹے ہین یہ بیمارون کے

محتسب آج تو برسات ہی ہو جانے دے
عین موسم مین ہی جلسے نہون بیخوارون کے

یہ نئی رسم جفا خوب نکالی صیاد
پر ہی ثابت نہین کمبخت گرفتارون کے

رہ گئے چرخ چہارم پہ سجا چمکر
ڈھنگ دیکھے جو بُرے آپکے بیمارون کے

مجکو آتی ہی نظر آج کچھہ اپہی صورت
خواب مین پائے ہین جلوے تری رخسارون کے

تیغ سے بھی ہین سوا تیری نگاہین ظالم
زخم ہر دل مین لگے ہین نہین تلوارون کے

مجلس وعظ مین کیا رکھا ہی حسرت یہ کہو
جمگھٹے چھوڑ کے جاتے ہو جو بیخوارون کے

وہ مری بزم مین بیٹھے ہین قریب اچھا ہی
ابتو مین بھی یہ سمجھتا ہون نصیب اچھا ہی

جسکا دشمن یہ ہو اہوش سنبھالا اوس نے
سچ تو یہ ہی کہ زمانہ بھی ادیب اچھا ہی

قابلِ رحم ہی اس درجہ ہماری حالت
دوست کہتے ہین یہ مرجائے غریب اچھا ہی

مال مین جاہ مین اقبال مین اور قسمت مین
مجھسے سب طرح سے کمبخت رقیب اچھا ہی

کام اک وقت نکلجائے گا زاہد بنکر
ساتھ مین جبہ و دستار و جریب اچھا ہی

مرضِ ہجر کی اس سے بھی دوا ہوتی ہی
ملک الموت بھی کہتے ہین طبیب اچھا ہی

ناصحا تو ہی بتا اس مین برائی کیا ہے
مجھسے راضی مرا ہوجائے حبیب اچھا ہی

جسقدر تو نے جلایا ہی مجھے او ظالم
یون ہی تجکو بھی جلائے جو رقیب اچھا ہی

اوسکو حاصل ہین عجب درد و محبت کے مزے
مجھسے میرا دلِ آزار نصیب اچھا ہی

چین دیتی نہین یاں گردشِ قسمت حسرت
اک نجومی تو یہ کہتا تھا نصیب اچھا ہی

وعدہ کیا ہی وصل کا اسکی خوشی سہی
اچھا ہے آج رات یہی دل لگی سہی

یہ شکر کی ہی جا کہ طبیعت بری نہین
مانا کہ میری غیر سے قسمت بری سہی

مین کہہ رہا ہون غیر کی تصویر دیکھکر
صورت کو کیا بنائے یہ اچھی کہی سہی

کیا بحث اس سے بچگئے کیون قتلگاہ مین
قاتل کی کچھ کمی سہی کچھ زندگی سہی

اطوار گریہ ہین تو کہلجائے گا تجھے
میرا رقیب تیرا رفیقِ دلی سہی

منظور کیجئے دلِ بیتاب جو کہے
میری خوشی سہی نہ تمہاری خوشی سہی

سائل کو آپ نامِ خدا کچھہ تو دیجئے
بوسہ اگر نہین ہی تو دشنام ہی سہی

کیا خونِ بیگناہ کی اونکو سزا نہین
نا کردہ تم بشر نہین حور و پری سہی

بیشبہہ آپ تو ہین بہت منکسر مزاج
مجکو ہی آج کچے گھڑے کی چڑہی سہی

یہ تو مجھے بتاؤ پھر آؤ گے اسکے بعد
تم ایک پل کی کہتے ہو لو اک گھڑی سہی

قائل ہی ہمتو حسرتِ مکار کے نہین
زاہد سہی وہ غوث سہی یا ولی سہی

سمجھتا دل مین تو کیا جانے کیا ہی
ہماری گفتگو کیا جانے کیا ہی

ہوا بند خو کیا جانے کیا ہی
عدو سے گفتگو کیا جانے کیا ہی

وہ کہتے ہین نہین معلوم ہمکو
تمہاری آرزو کیا جانے کیا ہی

کہین وہ شے نہ ہو زاہد کے گھر مین
مجھے آتی ہی بو کیا جانے کیا ہی

نہین کھلتا ہی کچھہ احوال اونکو
کہ مجکو جستجو کیا جانے کیا ہی

ہماری دیدۂ خونبار سے اب
نہین آتا لہو کیا جانے کیا ہی

نہین ہی تو مگر ہی کچھہ تصور
ہمارے روبرو کیا جانے کیا ہی

نہ شعلہ ہی نہ بجلی ہی نہ تلوار
نگاہِ بند خو کیا جانے کیا ہی

کیا ہی وصل کا وعدہ تو لیکن
خیالِ حیلہ جو کیا جانے کیا ہی

رموزِ عاشقی حسرت سے پوچھو
اسے ای خضر تو کیا جانے کیا ہے

قیامت دل و نپر گذر جائیگی
جدھر تیری ترچھی نظر جائیگی

مصیبت جو ہم پر گذر جائیگی
وہ سمجھے تھے دشمن کے سر جائیگی

فلک سے کسی دن گذر جائیگی
کہین یہ فغان بے اثر جائیگی

شب ہجر مر کر گذر جائیگی
طبیعت یونہین بس ٹھہر جائیگی

وہ پرسان نہین ہی اسی زعم مین
کہ آئی طبیعت کدھر جائیگی

رہیگا نہ کچھ دید باز یکا شوق
طبیعت کچھہ آخر کو بہر جائیگی

تجھے اس سے کیا کام ہی ناصحا
اسی طرح اپنی گذر جائیگی

رکے گی نہ آئی طبیعت مری
خبر ہی نہین یہ کدھر جائیگی

سنا ہو کہ پکڑی گئی دختِ رز
تو کمبخت زاہد کے گھر جائیگی

شبِ غم سے واقف ہو تیری بلا
گذرتی ہی جن پر گذر جائیگی

تمنا کے دیکھو گے مدفن ہزار
جہانتک تمہاری نظر جائیگی

شبِ ہجر مین ان پہ ہو جائے گا
جو وہ لفظ رخصت پہ کہر جائیگی

وہ بگڑی کسی دن جو تجھ سے عدو
شبِ ہجر تیری بھی گھر جائیگی

رہینگے ملے یون ہی باہم جو دل
ہماری تمہاری گذر جائیگی

اسی طرح ہونگے جو وعدے خلاف
تمنا یونہین گھٹکے مر جائیگی

نہ نکلے گی حسرت کی حسرت کبھی
جوانی کسیدن گذر جائیگی

تری بیمار کو امید بھلا کونسی ہے
مرنے والے کی زمانے مین دوا کونسی ہے

مرضِ عشق و محبت کی دوا کونسی ہے
بات اب جان کے دینے کے سوا کونسی ہے

ہمتو اتنا ہی سمجھتے نہین اب تک ظالم
کہ جفا کونسی ہے اور وفا کونسی ہے

چھوڑ دین اب مے و معشوق جبل امید پہ ہم
حورِ جنت مین نرالی وہ ادا کونسی ہے

قتل ہو کر رہِ معشوق مین ہم کہتے ہین
اسکو کہتے ہین وفا اور وفا کونسی ہے

بے سبب مجھ سے وہ ناراض ہوی جاتی ہین
نہین کھلتا یہ مجھے میری خطا کونسی ہے

رنگ لایا ہے کچھ اب جوشِ جوانی اونکا
پوچھتی پھرتی ہی شوخی کہ حیا کونسی ہے

وہ یہ کہتے ہین جو کہنا ہو وہ جلدی کہدو
بات کرنے مین بھلا شرم و حیا کونسی ہے

حسن صورت کی کچھ اپنے ہی شکایت کیجے
مرنے والونکی بھلا اس مین خطا کونسی ہے

ہم اسی فکر مین ہر نزع مین گھلے جاتے ہین
کہ اونہین بد نظر مشقِ جفا کونسی ہے

حور کو دیکھیے بیٹھے ہوے طوبیٰ کی تلے
بات جنت مین بھلا اسکے سوا کونسی ہے

دم نکلتا ہی یہان موت کا آتے آتے
تیرے بیمار کو آئے وہ قضا کونسی ہے

قتل کرتی ہون مجھے سب تو بتاؤن کیونکر
کونسی کم ہی ادا تیری سوا کونسی ہے

دل مین کچھ اور ہے باتون سے کچھ اور کرے
زاہد اب مجھکو بتا دے وہ دعا کونسی ہے

اے بلا لے مرے گھر آپ وہ آئین حسرت
کوئی تدبیر مجھے تو ہی بتا کونسی ہے

مین بھی دیکھون تو وہ دلکش تری صورت کیا ہی
آئی جاتی ہی مری تجھپہ طبیعت کیا ہے

کیون تڑپتا ہے بتا اب تری حالت کیا ہے
تجھ پہ اے دل یہ پڑی سخت مصیبت کیا ہے

خود گلا کاٹ کے مر جائینگے مرنے والے
تم جو تکلیف کرو اسکی ضرورت کیا ہے

نام ہی کوئی نہ لے گر مے و معشوق نہون
روکی ہیکی ہوئی زاہد تو وہ جنت کیا ہے

مفت زاہد نہ لگا دختر رز کو الزام
دیکھ لے چکھ کے ذرا اسمین قباحت کیا ہے

کھچا ہی مجھے کیون کینچکے اوسکی جانب
آج جی مین تری ای شوق شہادت کیا ہے

ناز بیجا جو اوٹھائے تری اپنا ہے جگر
تجھسے دو دن ہی نہیں غیر کی ہمت کیا ہے

حضرت دل وہ بہت آج خفا بیٹھے ہین
مین جو چھیڑون انہین آئی مری شامت کیا ہے

خواہش وصل نہین جس سے ڈری جاتے ہو
آپ سنیے تو ذرا میری حکایت کیا ہے

دل مین یان یاد ہی جو کچھ ہی زبان پر تیری
زاہد اس سے ہی بڑی اور عبادت کیا ہے

زاہد اتنی ہی نہین تجکو سمجھ محشر مین
بخشے جائین نہ گنہگار تو رحمت کیا ہے

گالیان بزم مین پہلے وہ سنا دیتے تھے
اب تو ہوتی نہین کچھ مجھ پہ عنایت کیا ہے

گر نہین مد نظر صاف جلانا اوسکا
کیون ہر اک بات پہ کہتے ہو کہ حسرت کیا ہے

اس طرح بزم مین شب کو نگہہ یار پھری
مین یہ سمجھا کہ گلے پر مرے تلوار پھری

وعدۂ غیر تو پورے ہی کیا کرتے ہو
میری تقدیر کسی روز نہ سرکار پھری

لفظ اقراری کا آج زبان سے نکلا
میری تقدیر پھری آپکی گفتار پھری

دل کا آنا ہی تو کمبخت بلا ہوتا ہے
سیر دیکھو کہ زلیخا سر بازار پھری

مٹگئے عاشق و معشوق کے لاکھون ارمان
تیری گردش نہ مگر چرخِ ستمگار رہی

تو نہ آیا تو شبِ ہجر تصور یہ جما
تیری تصویر نگاہون مین مری یار رہی

خوب ہی جھوم کے گھنگور گھٹا اوٹھی ہی
لے مبارک ہو ہوا اب بتِ میخوار رہی

رحم ہی کچھ مجھے آتا ہی ستمگر ورنہ
عرش تک سے بھی مری آہ ہی سو بار رہی

گرمیِ دل کے سبب غیر کے گھر مین اکثر
آگ دیگی جو مری آہِ شرر بار رہی

دیکھکر اوس بتِ کافر کو ذرا سچ کہنا
تیری نیت بھی کبھی زاہدِ دیندار رہی

سخت جانی کے سوا اور سبب کونسا ہی
طبع کیون مجھسے تری خنجرِ خونخوار رہی

دل ہی قابو مین رہا اور نہ طبیعت اپنی
میری قسمت بھی مثالِ نگہِ یار رہی

دل سے کچھ تیرِ نگہ کو نہ رہے جنبش تھوی
آنکھ سو بار ملائی گئی سو بار رہی

غیر کے گھر مین کیا رشک نے جانا مشکل
رات بھر آہ ہماری پسِ دیوار رہی

اونکے آنے کا تو کیا ذکر ہی حسرت برسون
موت بھی ہاے مری شکل سی بیزار رہی

ساقیا اور بھی ہان آج ذرا تھوڑی سی
ابھی باقی ہے اونہین اور حیا تھوڑی سی

یہ تو ظاہر ہی کہ مدت سے ہون تا رِ ساقی
ابر مین تو مجھے کمبخت پلا تھوڑی سی

سیر ہوتا نہین میرا دلِ مشتاقِ ستم
اور بھی کیجیے کچھ آج جفا تھوڑی سی

میرا فسانۂ غم تمنے سنا ہی لیکن
بات کچھ اور بھی ہی اسکے سوا تھوڑی سی

گھر کیا غیر کی الفت نے تماشہ یہ ہے
چسکا اونکو بھی ہوئی نامِ خدا تھوڑی سی

آج لگتا نہین توبہ کا ٹھکانا زاہد
آسمان پر نظر آتی ہی گھٹا تھوڑی سی

جان لب پر ہی کوئی دم کا ہون مہمان مین تو
اور کر لیجیے جو کرنی ہی جفا تھوڑی سی

لطف دیکھو کہ اسی پر ہی مرے جاتے ہین
ہنسے دیکھی ہی حیا مین وہ ادا تھوڑی سی

کچھہ تو ہو جائے مجھے موت کی حالت معلوم
نیند آئے جو شب ہجر ذرا تھوڑی سی

دل کو یہ صاف بتاتی ہین نگاہین تیری
بیوفائی تو بہت سی ہی وفا تھوڑی سی

وہ یہ کہنے لگے حسرت کی غزل کو سنکر
یاد ہو تجکو تو کچھہ اور سنا تھوڑی سی

جذب دل رنگ لائے جاتا ہی
وہ تصور مین آئے جاتا ہے

جو مراد دل چرائے جاتا ہی
دیکھو وہ منہ چھپائے جاتا ہے

دیکھون چور ہی سے ہی تو کہتے ہین
آنکھون آنکھون مین کہائے جاتا ہے

کچھہ ہے امید جذبۂ دل سے
یہی ہمت بڑھائے جاتا ہے

لطف دیکھو کہ ولولہ دل مین
مفلسی مین ہی آئے جاتا ہے

یہ ہی اوس ہی کی اک عنایت ہی
میرے دل مین جو آئے جاتا ہے

غیر اوس بزم سے چلا لیکن
رنگ اپنا جمائے جاتا ہے

ناصحا جس پہ جان دیتے ہین
ہاتھہ سے وہ ہی ہائے جاتا ہے

ساتھہ جاتا ہی غیر کے ظالم
آگ دل مین لگائے جاتا ہے

دیکھلو تم ہی حضرت ناصح
وہ قیامت اٹھائے جاتا ہے

وہ خفا لاکھ ہون مگر حسرت
اپنا قصہ سنائے جاتا ہے

کب ملاقات کا دیتے ہین وہ پیغام مجھے
لوگ کرتے ہین یونہین مفت مین بدنام مجھے

ساقیا آج پلاتا نہین کیون جام مجھے
کیا نہین جمین سمجھتا ہی مے آشام مجھے

دل مین اب تک ہی مرے اونکی حلاوت باقی
کسی کوچے مین ملے تھے کبھی دشنام مجھے

ناتوان بنکے پڑا ہون تار نگہ پر فورًا
وہ اشارے سے بلائین جو لب بام مجھے

شاد ہو کے کرین ہم وصل کا سامان خوش خوش
آکے قاصد یہ کہو دیجے انعام مجھے

مین تری جال سے اوڑ کر نہین جاتا صیاد
کیون تڑپنے نہین دیتا ہی تہ دام مجھے

مین تو راضی ہون اسی پر وہ نہین منظور مگر
لب شیرین سے وہ دیتے رہین دشنام مجھے

یہ تو معلوم ہی دل دی تو دیا ہے لینے
لینے والے کا مگر یا دنہین نام مجھے

آپ سے جب نہین مطلب تو عدو سے کیا ہے
مفت کیون آپ لگاتے ہین یہ الزام مجھے

مین سمجھتا ہون کہ ہے خوبی قسمت میری
کام اونسے نہ پڑا جن سے رہا کام مجھے

اپنی باتون کا تو کچھ دھیان نہین کہتے ہو
اور پھر اولٹے لگاتے ہو یہ الزام مجھے

پھر تو جاہ مین خوشی سے نہ سماؤن مین بھی
گھر مین اپنے وہ بلائین جو سر شام مجھے

کچھ ذرا رات گئے غیر کے گھر جائین گے
لطف دیکھو کہ بلاتے ہین سر شام مجھے

کبھی ایسا تو نہین مجھ پہ کرم ہوتا تھا
آج کیا بات ہی ساقی نے دیا جام مجھے

چرخ کو دشمن ارباب ہنر کہتے ہین
خیر تو یہ ہی کہ آتا نہین کچھ کام مجھے

پی ہی لیتا ہون مروت سے کہانکی توبہ
گھیر لیتے ہین جو وہ چار مجھے آشام مجھے

ناصحا ذکر نہ اس بات کا لانا ہرگز
دل تو مین وہی ہی چکا دی ہی کیا کام مجھے

بات کہنے کی نہین تم سے کہون کیا حسرت
آج تو اوس نے بلایا ہی سر شام مجھے

یاد تیری مدام ہوتی ہے
صبح سے یون ہی شام ہوتی ہے

چین آتا نہین کسی کروٹ
نیند شب کی حرام ہوتی ہے

مے سے انکار زاہدا توبہ
کہین یہ شی حرام ہوتی ہے

دلکا آنا ہی اک قیامت ہی
پھر کہین روک تھام ہوتی ہے

کچھ خبر بھی ہی عشق کی جاگیر
آجکل اپنے نام ہوتی ہے

جب کسی کام کے نہون واعظ
پھر تو توبہ مدام ہوتی ہے

گالیان بے محل نہین دیتا
جسکے مُنہ مین لگام ہوتی ہے

کر چکے خوب ظلم جتنا تھا
اونکی تُرکی تمام ہوتی ہے

دل کا احوال اک ذرا سُنلو
اب کہانی تمام ہوتی ہے

ہان اشارون سے خیر کے اونکی
بات کچھ لا کلام ہوتی ہے

دل مضطر کی ہی وہی حالت
جب سمک زیر دام ہوتی ہے

کسی کافر سے آجکل حسرت
آپ کی رام رام ہوتی ہے

مانا کہ راہ و رسم مین آیا زوال ہے
مجکو بھی کچھ خیال کچھ اونکو خیال ہی

نامِ خدا بہار پہ آئے ہوئے ہین وہ
گاہک کیون ہزار ہون چہ کہا تو مال ہی

ملتا نہین نوشتۂ تقدیر کی طرح
تیرِ نگاہِ یار سے بچنا محال ہی

آمد یہ خط کی صاف بتاتی ہی آپ کو
آیا بہارِ حسن پہ کیسا زوال ہی

ان ٹھنڈی گرمیون سی تو تسکین ہو چکی
دل کی لگی کو میری بجھانا محال ہی

ملتا نہین ہی وہ بتِ مغرور کیا ہوا
دشمن کا بھی کچھ آج تو میرا سا حال ہی

جب دل ہی مل گیا تو کدورت کہان رہی
سچ تو یہ ہی کہ دل ہی کا ملنا محال ہی

کس مُنہ سے کوئی قیمتِ دلکی کرے امید
لینے مین مفت کے بھی وہان قیل و قال ہی

اپنون مین ہی تو آج ہے بیگانگی کی بو
اسوقت مین تو مہر و محبت کا کال ہی

دل کے بچاؤ کا تو زمانہ نہین رہا
اب تو کسی پہ دل ہی کا آنا محال ہی

دامن عدو کی بزم مین جاکر نہ جھاڑیے
لپٹا ہوا کسی کا دلِ پائمال ہی

حسرت یہ کیا سبب ہی جو روٹھتی ہو تم اودس
ہان خیر تو ہی کیون یہ پریشان حال ہی

جب سے کہ دیکھ لی کوئی اچھی صورت مجھے
اگر سچ پوچھیے تو برج کا ٹکڑا غنیمت ہے

نہ شب کو چین آتا ہی نہ دن کو کوئی راحت ہے
طبیعت جب سے آئی ہی بُری اپنی تو حالت ہے

چُرایا جس بتِ کافر نے دلکو میری سینہ سے
کہون کیا ہمدمون تمسے کہ کیسی اوسکی صورت ہے

ادا خود لوٹ جاتی ہی ادائین دیکھکر اوسکی
بلائی جان ہی غمزہ نازی اوسکا قیامت ہے

ذرا کچھہ ای دلِ ناکام اوسکا پاس بھی کہنا
سنبھلکر آہ کرنا وہ بہت نازک طبیعت ہی

چمن مین گل کو جا کر آسمان پر چاند کو دیکھا
نہ اوسمین تیری خوشبو ہی نہ اوسمین تیری رنگت ہی

طبیعت خاک بھلے ذکر سے حوران جنت کے
مری پیشِ نظر زاہد کسی کافر کی صورت ہی

تڑپنا آہ کرنا لوٹنا غش کھا کے گر جانا
نہ دشمن کی ہی ہو ایسی ہماری جیسی حالت ہی

وہ کافر گالیان دے اور ہم خاموش ہو جائین
مگر کیا کیجیے آئی ہوئی اپنی طبیعت ہی

پریشان کر دیا جب سے کسی کاکل کی سودے نے
نہ وہ پہلی سی حالت ہی نہ وہ اپنی طبیعت ہی

دلِ نادان نہ جانا تو اوسکی بھولی بھولی صورت پر
نگاہین صاف کہتی ہین کہ کچھہ دلمین شرارت ہی

نہین آتا سمجھہ مین کچھہ یہ کیا اندھیر ہی یارب
اوسے مجھہ سے تنفر ہی مجھے اوس سے محبت ہی

یہ کل کی بات ہی اوس نے جو مجکو دور سے دیکھا
کہا ظالم نے دشمن سی یہی کمبخت حسرت ہی

مجکو ظالم ہوئی جس دن سی محبت تیری
دل سی دم بھر بھی اوترتی نہین صورت تیری

نہ وہ انداز نہ وہ چال نہ وہ طرزِ جفا
ہمسری کیا کریگی آشوبِ قیامت تیری

یون تو دنیا مین ہین گو لیلی و شیرین مشہور
چشمِ انصاف سی دیکھے کوئی صورت تیری

ہو محبت کا برا ہاے یہ آفت کیا ہے
دل کے جانے پہ بھی جاتی نہین حسرت تیری

دیکھکر غیر مری حال کو یہ کہتے ہین
ابتو دیکھی نہین جاتی ہے مصیبت تیری

اوس سے مےخوار کی تنبیہہ کو جانا کیسا
محتسب آ نہ گئی ہو کہین شامت تیری

یہ تو مانا کہ ہماری تو بری ہی تقدیر
بخت دشمن سی تو بہتر نہین قسمت تیری

کہین جانا بھی بیدرد دغا کرتے ہین
ہمسے ہوگی نہ قیامت مین شکایت تیری

تجکو ظالم ملے اوسوقت ستانے کا مزا
میری قسمت سے بدلجائے جو قسمت تیری

رند بیخوار تجھے دیکھہ کے چپ ہوجائین
ناصحا ہوش مین آگیا ہے حقیقت تیری

چین کس طور سے دل کو ہو قیامت یہ ہے
نظر آتی ہے ہر اک چیز مین صورت تیری

سخت مجبور ہون کچھہ بن نہین پڑتی مجھہ سے
دل سے جاتی نہین کمبخت محبت تیری

کیا غرض ہے ترے کوچہ سے غرض اتنی ہے
دیکھہ لون دور سے مین چاند سی صورت تیری

ہوگیا ہے اوسے آفت کا غضب کا دعوی
چال کچھہ سیکھہ چلی ہے جو قیامت تیری

لاکھہ پردے ہی سہی مجھے مانع دیدار نہین
دیدۂ دل مین سمائی ہے یہ صورت تیری

کسکو دل تو نے دیا ہمکو بتا تو ظالم
اب تو پہلی سی وہ صورت نہین حسرت تیری

بیچنے دل کا گوارا سر بازار مجھے
کوئی ملجائے مگر تم سا خریدار مجھے

کیا مصیبت ہے یہ توبہ کا برا ہو زاہد
اپنی ٹکڑی مین ملاتے نہین میخوار مجھے

یاد تو رہتی نہین مجھی سے کبھی باتین پھر دن
یاد انتو کبھی کرتے نہین سرکار مجھے

ذبح کرتے ہو کمبخت نے منہ پھیر لیا
رہ گئی بعد فنا حسرت دیدار مجھے

کسی صورت سے ہو دشمن کا کلیجا ٹھنڈا
گالیان اور سنا لیجئے دو چار مجھے

سخت جانی کا یہ باعث ہے جو جیتا ہون
ورنہ فرقت نے کیا جان سے بیزار مجھے

سچ تو فرمائیے ہوا آپکو خفت کیسی
کیجئے غیر کے دھوکے مین اگر پیار مجھے

ناتوان وہ ہون جو آتا ہون ترے کوچہ مین
واب لیتا ہی ترا سایۂ دیوار مجھے

جیتے جی لطف مجھے ضد کا حاصل ہو جائے
تم سے ملجائین کسی روز جو دوچار مجھے

ہچکیون کا مری ای کاش یہی باعث ہو
یاد کرتا ہو مرا شوخ ستمگار مجھے

پھر تو رہتی نہین قابو مین طبیعت حسرت
کوئی ملتا ہے اگر دلبر طرار مجھے

وفا پر ہین اون کی گمان کیسے کیسے
قسم قول ہین درمیان کیسے کیسے

کسی پر ہین اپنے گمان کیسے کیسے
پڑے آکے ہین درمیان کیسے کیسے

شب وصل نکلے تھے جو خار حسرت
ابھی تک ہین دل مین نشان کیسے کیسے

غم و آہ و فریاد و درد و مصیبت
ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

عجب سیرگاہ عدم ہے الٰہی
روانہ ہوئے کاروان کیسے کیسے

کہون کیا شب وصل ذکر عدو پر
چبھے دل مین تیر و سنان کیسے کیسے

خلش بیکسی کاہش و یاس و حسرت
مرے دل مین ہین میہمان کیسے کیسے

کسی شوخ عیار سے تو نے ظالم
اوڑائے ستم آسمان کیسے کیسے

حیا پر نہین شیخ و واعظ ہی قربان
مٹے اس پر ہین ہان کیسے کیسے

دہن سے دہن جب کسی سے ملا ہی
ہمارے دے گئی ہی زبان کیسے کیسے

سوے میکدہ مین جو مسجد سے آیا
ہوے لطف پیر مغان کیسے کیسے

کبھی دل دیا اور کبھی جان اونکو
روانہ کیے ارمغان کیسے کیسے

سُنا جب مرا حالِ دل اوسکے مُنہ سے
پشیمان ہوے رازدان کیسے کیسے

مرے دل کا ارمان نکلا نہ کوئی
لئے تمنے گو امتحان کیسے کیسے

ہوئی ہاے نا منصفی کیسی کیسی
مجھے حشر پر تھے گمان کیسے کیسے

جفا اب وہ کرنے لگے کیسی کیسی
کبھی ہم پہ تھے مہربان کیسے کیسے

تکلم کا دعوٰی ہے اونکے دہن کو
اوبھرنے لگے بے نشان کیسے کیسے

مین ای دادِ حشر تنہا کہونگا
کسی پر ہین مجکو گمان کیسے کیسے

تمہاری نگاہین ہمارا کلیجا
پھر اوس پر ہون وہم و گمان کیسے کیسے

سرِ حشر تم کوئی چھیڑو تو قصہ
ملائینگے پھر ہان مین ہان کیسے کیسے

نئی ایک بے پر کی اوڑتی ہے ہر دم
اکھٹے ہین بے فکریان کیسے کیسے

نہین میرو آتش پہ موقوف حسرت
بہت اور ہین خوش بیان کیسے کیسے

تمہین لطف وے جب کہانی تمہاری
ہمارا ہو قصہ زبانی تمہاری

تسلی کی صورت یہی رہ گئی ہے
مٹے دل مین کچھ ہو نشانی تمہاری

نہ اوجڑے ہوے دلکو پامال کیجے
یہی رہ گئی ہے نشانی تمہاری

شبِ وصل گالی سُناؤ جو مجکو
عجب لطف دے بدزبانی تمہاری

اثر کچھ ہوا ہے کسی کی وفا کا
کہ رنگت ہوئی زعفرانی تمہاری

جو کہنا ہو تحریر کیجے وہ بولے
سنین گے نہ ہم منہ زبانی تمہاری

کسی کا شبِ وصل شوخی سے کہنا
کہ غارت کہین ہو جوانی تمہاری
نہ لطفِ ستم دل سے برباد جائے
بہت ہو چکی مہربانی تمہاری

یہ عشقِ بتان مین سمجھہ جاؤ حسرت
نہ برباد جائے جوانی تمہاری

اگر دیکھین بانکی ادائین تمہاری
فرشتے بھی لے لین بلائین تمہاری
طبیعت اگر آج پائین تمہاری
تو کچھہ تمکو باتین سنائین تمہاری
نہین چھوڑ کر دل سے جاتے کہین تم
کوئی ہم سے پوچھے وفائین تمہاری
نہو شیخ پیرِ حورِ جنت کا طالب
سُنے گر سریلی صدائین تمہاری
جو دیکھو تو آئینہ دل مین اپنے
تمہین آج صورت دکھائین تمہاری
ہمین دل سے دونون پسند آگئی ہین
وفائین تمہاری جفائین تمہاری
برابر نہ ہونگی اگر کوئی دیکھے
وفائین کسیکی جفائین تمہاری
بھلا کون ایسا ہے پھر جسکو چاہین
اگر یاد دل سے بھولائین تمہاری
ستم مین نہ بدنام پھر آسمان ہو
اگر تم سے سیکھے جفائین تمہاری
محبت کی گھاتین کوئی تمسے سیکھے
وفا سے ہین بہتر جفائین تمہاری
کوئی ہمسے پوچھے کہ کیا لطف آئے
جو تصویر تمسے ملائین تمہاری
فزون اور کرتی ہین کچھہ دل کی خواہش
مری التجا پر حیائین تمہاری
غضب ہے نہ آیا ذرا رحم تمکو
بہت ہمنے کین التجائین تمہاری

یہ بیخود ہوے ہونہ سمجھوگے حسرت
اگر تمکو حالت بتائین تمہاری

جو تصویر ہم دیکھہ پائین تمہاری
تصور مین صورت جمائین تمہاری

پسند آگئی ہین ادائین تمہاری
اوٹھا ینگے لاکھون جفائین تمہاری

تم انکار مین بھی نہ اوترو گے پورے
اگر بات ہم آزمائین تمہاری

قیامت مین بھی کوئی گر ہمسے پوچھے
نہ ہم تو یہی باتین بتائین تمہاری

وفا کا ہے سارا طریقہ ہمارا
جفا کی ہین ساری ادائین تمہاری

خفا ہو تو ہم نام ہرگز نہ لینگے
قسم تو قسم ہی جو کھائین تمہاری

کہان پھر چھپوگے بتاؤ تو ہمکو
جو تصویر دل پر بنائین تمہاری

سر حشر گر ہمسے چاہو گواہی
تو دشمن کو ہمت لگائین تمہاری

دعا ہے خدا تمکو آباد رکھے
مرے سر پہ آئین بلائین تمہاری

نہ تسکین حوران جنت سے ہوگی
اگر یاد آئین ادائین تمہاری

تمہین پر مرین اور کہنے نہ پائے
تمہین سے محبت چھپائین تمہاری

تمہارا وہ اب ذکر کرتے ہے حسرت
اثر کر چلین کچھ دعائین تمہاری

یہ ہین مار رکھنے کی راہین تمہاری
غضب کی ہین بیحی نگاہین تمہاری

عدو کے ہوے تم تو بس بندگی ہے
کہان تک محبت نباہین تمہاری

وہ کہتے ہین ہمکو تو جب باور آئے
اگر پار دل کے ہون آہین تمہاری

ذرا تم ہی منصف ہو پھر کیسی اٹکے
بُرائی اگر تمسے چاہین تمہاری

نگاہِ ترحم مین پنہان ستم ہی
ہمین کچھ سمجھتے ہین آہین تمہاری

خزان نے گل و لالہ برباد کردین
چمن مین جو تھین کچھ نگاہین تمہاری

غضب لائے گا یہ تبسم تمہارا
قیامت کرینگی نگاہین تمہاری

تمہارے وہ پہلے سے تیور نہین ہین
کہ بدلی ہوئی ہین نگاہین تمہاری

ذرا آؤ دونون لڑین تو مزا ہے
کلیجا ہمارا نگاہین تمہاری

بتاؤ تو تم بہرِ تسکین دوگے
اگر تمسے تصویر چاہین تمہاری

خدا ہی ذرا مین بھی یہ رنگ دیکھون
ملاقات دشمن نہ چاہین تمہاری

تعجب ہی وہ مجھسے فرمائین حسرت
کہ دلمین کھٹکتی ہین آہین تمہاری

بیسر عیش و عشرت وہ نہین ہی
ہماری ہی حالت وہ نہین ہی

تری جب سے عنایت وہ نہین ہی
وہی ہم ہین طبیعت وہ نہین ہی

خدا کی شان وہ کہتے ہین مجھسے
تمہین ا تو محبت وہ نہین ہی

ملے گو خلد ہی دنیا کے بدلے
مگر اسباب راحت وہ نہین ہی

رہے شب کو جگہ آئینہ دیکھو
تمہاری آج صورت وہ نہین ہی

سہے کبتک تمہاری جور و بیداد
کہ دلمین تاب و طاقت وہ نہین ہی

مجھے دیتا ہی دھوکا بیمروت
تجھے دشمن کی الفت وہ نہین ہی
کبھی ہم چاہنے والے تھے اونکے
مگر اب یاں قسمت وہ نہین ہی

محبت مین کچھ ایسا حال بدلا
جو دیکھا ہمنے حسرت وہ نہین ہی

دل کو غم آشنا کرے کوئی
آپ سے جب وفا کرے کوئی
کیا محبت بھلا کرے کوئی
جب جفا پر جفا کرے کوئی
دل ہی کرنے لگا دغا ہمسے
کسکا اب آسرا کرے کوئی
ہم نگاہون مین حال کہتے ہین
جان جائے خدا کرے کوئی
بھری بیٹھے ہین ہم ہی محفل مین
چھیڑ کی ابتدا کرے کوئی
ساری باتین اسی کے ساتھ تو ہین
دل ہی بگڑی تو کیا کرے کوئی
راتدن یہ دعائین کرتے ہین
آملے اب خدا کرے کوئی
رزق کا جب کفیل رازق ہی
کسکی پھر التجا کرے کوئی
اسی پہلو مین حال دل کہدین
داستان ہی سنا کرے کوئی
دل ہمارا ہی طالب بیداد
پھر جفا پر جفا کرے کوئی

اور بھی اک غزل کہو حسرت
واہ وا مرحبا کرے کوئی

صاف دل کو ذرا کرے کوئی
جب تصور ترا کرے کوئی

ماہ کامل ہو یا کہ ہو خورشید
آپکا سا سہنا کرے کوئی

بات جھوٹی چھپی نہین رہتی
غور دل مین ذرا کرے کوئی

حال کہتا ہے سب زمانے کا
دیدۂ دل جو وا کرے کوئی

آشنائی چھپی نہین رہتی
لاکھ شرم و حیا کرے کوئی

آپ پر ہم تو جان دیتے ہین
کیا غرض دل دیا کرے کوئی

نا امیدی مٹائے دیتی ہے
کیا توقع بھلا کرے کوئی

جب ہوا انکار عذر رضد پیہم
پھر تمنا ہی کیا کرے کوئی

دوست کا دوست ہی تو دوست ہوا
آشنا آشنا کرے کوئی

ہم تو باتون مین تاڑ جاتے ہین
جھوٹا سچا گلا کرے کوئی

دل ہی جب دے دیا شکایت کیا
کیا کسی کا گلا کرے کوئی

ہم تو تم پر ہی جان دیتے ہین
تم سے ایسا ہوا کرے کوئی

دیکھنا ہے ہمین جگر اوس کا
اس ستم پر وفا کرے کوئی

دو طرف ہو تو لطف کیا ٹھہرا
بیوفا سے وفا کرے کوئی

جب یہ آئی تو ٹل نہین سکتی
موت کی کیا دوا کرے کوئی

آہ بے جبکہ جان پر حسرت
ایسی حالت مین کیا کرے کوئی

تم تو کرتے ہو دل لگی دل کی
کیا مٹاؤ گے یہ لگی دل کی

اور میں دشمن کو منہ لگایا ہے — ہائے امید مٹ گئی دل کی
اب تو تسکین ہو گئی تمکو — بیقراری ہی دیکھلی دل کی
کیون دکھاتے ہو دور سے دیدار — یونتو بیتابی نہین لگی دل کی
آپ دشمن کو ڈھونڈھنے نکلے — بُری ہوتی ہے کیا لگی دل کی
میری الفت کا حال ظاہر ہو — دیکھ لین آپ آرسی دل کی
کسی کاکل مین جا پھنسا ہی ہے — جان آفت مین پڑ گئی دل کی
بے خودی مین بتا دیا مینے — بات کافر نے پوچھ لی دل کی
وصل سے پہلے ہی وصال ہوا — بات دل ہی مین رہ گئی دل کی
پھر شکوہ نہ کچھ شکایت ہی — بات جب تم نے مان لی دل کی
جذبۂ دل کا یہ اثر دیکھا — اور اڑنے لگی ہنسی دل کی

ایک کافر کو دیدیا حسرت
قدر کچھ آپ نے نہ کی دل کی

پھر وہ کرتے ہین گفتگو دل کی — کوئی نکلے گی آرزو دل کی
کیون نہ کھلجائے راز الفت کا — جبکہ ہر سانس ہے بو دل کی
دل کے لینے کا گر پڑا چسکا — تیری دل مین ہوا آرزو دل کی
میری محنت کی داد ملجائے — گر کرین آپ آبرو دل کی
عشق کے ہاتھ سے خراب ہوا — اب کہان ہے وہ آبرو دل کی

اسکو کیا سونگھتا ہی دلکو سونگھہ
بوی گل مین کہان ہی بو دل کی

گر نہین چہیڑ تو نکالی کیون
پردی پردی مین گفتگو دل کی

جوش گریہ سے ہو گیا ظاہر
خوب جاری ہی آبجو دل کی

شب فرقتین جلکے خاک ہوا
اب کرین خاک جستجو دل کی

یا تمہارا ہو یا ہمارا ہو
بات ہو جائی دو بدو دل کی

اسکی ہٹی خراب کیون ہوتی
قدر کچھہ جانتا جو تو دل کی

حیف ہی راز عشق چھپ نہ سکا
کہل گئی بات مو بمو دل کی

دلربا ہو جو تجسا ہر جائی
کیون نہ شہرت ہو کو بکو دل کی

مرغ بسمل کو تمنے دیکہا ہی
یہی حالت ہی مو بمو دل کی

تیری آواز کیون نہ دلکش ہو
قدر کرتے ہین خوش گلو دل کی

ای بتو ہے خدا کا گہر یہ بہی
سیر کرنا نہ بے وضو دل کی

کوئی گاہک نہین زمانے مین
ہم کرین کس سے گفتگو دل کی

کیا غضب ہے کہ تم کرو قیمت
غیر سے میری رو برو دل کی

عشق مین کیون نہ ناز ہو حسرت
قدر کرتے ہین شمع رو دل کی

تم مرے جان نہین جانتے حالت دل کی
دل لگانے ہی سے کہلتی ہی حقیقت دل کی

کیون نہ اسکے ہون دل و جان سے گاہک میکش
شیشہ سی ہی ملتی ہوئی صورت دل کی

اوسمین صہبا ہو تو ہے خود بہ تمنا اسمین — شیشہ ہی سی بہت ملتی ہی صورت دل کی
نہ سنا آجائیگی ہی قصۂ شیرین ایسا — آج ہم تمکو سنائینگے حکایت دل کی
ہم جو کچھ کہتے ہین تم اوس سے نہ انکار کرو — ایک ہی بات ہین ملتی ہی شکایت دل کی
ہمنے مانا کہ کہین تم ہو کہین اور رہین ہم — نہین چھپتی ہی مرے جان محبت دل کی
میری دعوی کے لئے ایک یہ کافی ہی گواہ — دیکھنا عصر محشر مین شہادت دل کی
اپنے سینے مین رکھونگا ترے سینے کے لئے — میرے پہلو مین ہے دوسری تربت دل کی
ہای افسوس نہین اسکا ذرا سوگ نہین — آج یہ کسکی شہادت ہی شہادت دل کی
یہ غلط بات ہی یہ لغو تمہارا ہے خیال — مُنہ سے کہسکتا ہی انسان مصیبت دل کی
خاک مین دیدہ و دانستہ ملایا مین نے — پر کرون کیا نہین جاتی ہی محبت دل کی
ملتوی حشر پہ کیون رکھتے ہو میرا قصہ — تمہین انصاف سے لیلو نہ شہادت دل کی
گر پسند آئے تو لینا نہین مختار ہو تم — آؤ لو تمکو دکہا دیتے ہین صورت دل کی
وہی انداز وہی ناز شرارت ہے وہی — ملتی جلتی تری شوخی سی ہی صورت دل کی
سیکڑون مفت لئے لوٹ لئے جہین لئے — پہر بھی لالچ ہی انہین اور ہی چاہت دل کی

جس پہ پڑتی ہی بھگتتا ہی وہی کچھ حسرت
دوسرے کو نہین معلوم مصیبت دل کی

جب فہم مین آجائے کہانی مری دلکی — گر حال سنین آپ زبانی مرے دلکی
تا اسکی رہے جمع عشاق مین پہچان — کر جائیے کچھ آپ نشانی مرے دلکی

یہ جسنے لگائی ہی وہی آکے بجھائے
مشکل ہی بہت آگ بجھانی مرے دلکی

رہتا ہی یہ جا جاکے حسینون کی بغل مین
اب جوش پہ آئی ہے جوانی مرے دلکی

مجکو تو رہا یہ ہی شب وصل مین شکوہ
افسوس کوئی بات نہ مانی مرے دلکی

ہی قصہ فسانہ نہ مجنون کا فسانہ
سن لیجیے کچھ رام کہانی مرے دلکی

سودل سے ابھی اسکے خریدار ہونگے
پر شرط ہی صورت نظر آنی مرے دلکی

اس طور سے بنتا نہین ان جنس کا سودا
پہلے کوئی قیمت نہ لگانی مرے دلکی

یون ہی جو رہی تاک مین وہ چشم فسون ساز
اک روز قضا پھر تو ہی آنی مرے دلکی

جھوٹون ہی بنو مجمع عشاق مین گاہک
منظور ہی گر بات بنانی مرے دلکی

لیجاؤ مرے دل مین جو ہین لاکھ تمنا
رہجائیگی کوئی تو نشانی مرے دلکی

سب لٹکھا ارمان و تمنا تو شب وصل
حسرت ہی فقط ایک نشانی مرے دلکی

یہ طور کچھ فلک نے شعار کے بدلے
خزان نے رنگ نکالا بہار کے بدلے

یہ کسکے پای ستمائی شگوفہ چھوڑ گئے
اوڑا گلال چمن مین غبار کے بدلے

جو چار بوسہ پہ دل لو کہا تو وہ بولے
تم ایک چیز ہی دیتے ہو چار کے بدلے

کرین شکایت اغیار کیا مصیبت ہے
غضب تو یہ ہی کہ تیور ہین یار کے بدلے

یہ انقلاب زمانے کی آج صورت ہے
عزیز زاغ ہوا ہے ہزار کے بدلے

غضب کیا کہ تری حسن کی جو کی تعریف
کچھ آج رنگ مرے راز ... کے بدلے

ہمارا قتل جو منظور ہے کہا مانو
لگاؤ ناوکِ مژگان کٹار کے بدلے

وہ گھر سے غیر کے نکلے تو چرخ نے جلکر
ہماری خاک اوڑائی غبار کے بدلے

ہمارے جذبۂ دل کو بھی ہو گیا دھوکا
عدو کو کھینچکے لایا ہے یار کے بدلے

ہمین ہے یہ بھی غنیمت مگر نصیب کہان
کرین شکایتِ الفت و پیار کے بدلے

تمہاری عقل پہ پتھر پڑے ہین کیا حسرت
بتون کو چاہتے ہو کردگار کے بدلے

آئی ہے عیادت کو مری ساری خدائی
اک وہ نہین آئے ابھی اک موت نہ آئی

پہلے تو مری جان فقط چوری دلکی
کیون آنکھ چرا بیٹھے ہو کیا جی مین سمائی

بوسہ ترا دشمن نے لیا ہے مرے آگے
کمبخت کو دیتا نہین آنکھون سے دکھائی

کیا بات ہے کیون جیتے ہو ذکرِ عدو پر
ظالم نے مجھے آج یہ بے طور سنائی

بیٹھا ہے مرے سامنے دشمن کی بغل مین
اللہ رے ستمگر ترے دیدے کی صفائی

جب دیکھتے ہو مجکو چھپا لیتے ہو منہ کو
اچھی نہین ایسی بھی مری جان رکھائی

کیا خاک ہو پھر میری محبت کی اوسی قدر
ابتک کہین ظالم کی طبیعت نہین آئی

آتی ہی نہین ہے مرا اسوقت جہان مین
یہ بات ستمگر کے کیا جی مین سمائی

کیون قتل پہ تیار ہو انصاف تو کر لو
چاہا تمہین کیا ہے نہ بھلائی ہے برائی

کانون کو پڑا چین تو آنکھین ہین محروم
آواز مجھے دور سے ظالم نے سنائی

افسوس تو یہ ہے کہ بلا کر اوسے دیکھا
لو موت بھی گھر مین مرے مہمان نہ آئی

دیکھا جو لبِ بام کسی شوخ کا جلوہ
بجلی سی چمکتی ہوئی مجکو نظر آئی

آتا ہی نظر تو ہی مین جس سمت کو دیکھون
صورت تری ایسی مری آنکھونمین سمائی

سوچو تو ذرا دل مین یہی قول دیا تھا
دل لیکے مرےجان جو کرتے ہو برائی

حسرت یہ فقط اپنی مقدر کی ہی خوبی
راحت جو کبھی ہمنے محبت مین نہ پائی

کرتے ہین اور کے وصل کے سامان کبھی کبھی
دلکے یہ مین بٹاتے ہین ارمان کبھی کبھی

لاتا ہی رنگ خونِ شہیدان کبھی کبھی
ہوتے ہین بعد قتل پشیمان کبھی کبھی

حسرت بتون کے اب بھی ہین خواہان کبھی کبھی
آتے ہین مفلسی مین ہی ارمان کبھی کبھی

آتا ہی یاد وصل کے میرے سوال پر
کہنا کسی کا جلدی سے ہان ہان کبھی کبھی

بھولے سے آہی رہتا ہی کوئی کسیکے پاس
ہوتی ہی صبح شامِ غریبان کبھی کبھی

ہم اس امید پر ہی اٹھاتے ہین سب ستم
کرتے ہین وصل کے بھی وہ پیمان کبھی کبھی

آشفتگی ہی خاطرِ برہم مین اس لیے
آتی ہی یاد زلفِ پریشان کبھی کبھی

برسون اسی امید پہ ہوتی ہے زندگی
سنتے ہین اونکے منہ سے جو ہان ہان کبھی کبھی

آتی ہی ساتھ یاس کے امید گاہ گاہ
کچھ دل مین گدگداتے ہین ارمان کبھی کبھی

حسرت کسیکی چاہ نے برباد کر دیا
آتے ہین یاد اگلے وہ سامان کبھی کبھی

لائی یہ بلا دلپہ ملاقات کسیکی
اب یاد ہی رہنے لگی دن رات کسیکی

کیا بات ہی کیا آئے ہین اغیار سے لڑکر
سنتے ہی نہین آج تو وہ بات کسیکی

کیا تجھہ سے کہین ایسے کسی قابل ہی نہین ہم
ظالم کبھی ہم پر تھی عنایات کسیکی

مہمان کی خاطر وہ کرین اونکو غرض کیا
ہوتی ہی نہین اون سے مدارات کسیکی

اک غیرت خورشید ہی جو اوسکی بغل مین
کیون دن سے بھی روشن نہو وہ رات کسیکی

دل بھیجدون ای نامہ سان نامہ کے ہمراہ
سنتا ہون وہ لیتے نہین سوغات کسیکی

کچھہ فکر ہی دنیا کی نہ کچھہ دین کا کھٹکا
ہوتی ہی بسر خوب ہی اوقات کسیکی

بدلے ہوے اطوار ہین کچھہ آج کسی کے
تو ترک ہوئی ہمسے ملاقات کسیکی

دنیا کے حسین دیکھہ لئے آنکھہ سے حسرت
کیا بات ہی کیا بات ہی کیا بات کسیکی

بیمروت ہی بیوفا بھی ہے
وہ دل آرام و دلربا بھی ہے

وہ لڑاکر نظر چرا تے ہین
ساتھہ شوخی کے کچھہ حیا بھی ہے

دل کا آنا غضب کا آنا تھا
آگیا جب تو یہ پھرا بھی ہے

دل چرا کر وہ مجھسے کہتے ہین
آپنے دل نہین دیا بھی ہے

دیدبازی کا ہی برا لپکا
یہ مصیبت بھی ہی بلا بھی ہے

دیکھیے کسکی خاک ہو برباد
آج آندھی بھی ہی ہوا بھی ہے

حال دل سنکے کچھہ نہین کہتے
ناامیدی مین آسرا بھی ہے

وہ سر بزم مجھسے کہتے ہین
آپکا کوئی دلربا بھی ہے

بات سیدھی تو ہو نظر ترچھی
کچھ رضامند کچھ خفا ہی ہے

دل چُراتے ہو منہ چھپاتے ہو
ایسی چوری کا کچھ تباہی ہے

مفت بدنام کیوں ہوئی حسرت
کچھ تمہیں اوس سے مدعا ہی ہے

دل کی کس دم ہوس ہی حسرت نکلی
ہر پلکتی شبِ فرقت نکلی

اوس سے ملنے کی نہ صورت نکلی
مفت قابو سے طبیعت نکلی

ہو گئے حشر کے آثار عیان
آپکی چال قیامت نکلی

قتل کے بعد مجھے روتے ہین
آخری وقت محبت نکلی

خلد بھی ہمنے تو دیکھا واعظ
ایک بھی ایسی نہ صورت نکلی

لوگ کہتے ہین جسے روزِ قیام
وہ تو میری شبِ فرقت نکلی

بیوفائی کی شکایت کیسی
یہ تو اک آپکی عادت نکلی

مجھسے وہ دادِ جفا پر بگڑے
شکر کرنے مین شکایت نکلی

جب گلے اوس نے لگایا مجکو
دل سے بیساختہ حسرت نکلی

ہم محبت کو بُرا سمجھے تھے
زندگی کی یہی دولت نکلی

ہم کرین ضبط کہانتک حسرت
اب تو قابو سے طبیعت نکلی

گر شبِ ہجر کی سحر آئی
تو قیامت رقیب پر آئی

گو جہان مین حسین لاکھون ہین
پر طبیعت تو آپ پر آئی

کوئی شکوہ نہ تھا تو کیون لڑی
بات دل کی زبان پر آئی

عشق کو ہم تو کھیل سمجھے تھے
یہ مصیبت تو جان پر آئی

غیر کے غم مین وہ پریشان ہی
یہ بلا بھی ہمارے سر آئی

لے وہ دشمن کے ساتھ جاتی ہین
شرم کچھ آہ بے اثر آئی

غصہ آنے سے بڑھ گیا جوبن
اور رنگت تری نکھر آئی

مجھ پہ پہر کیون جفائین ہوتی ہین
جب طبیعت رقیب پر آئی

منہ چھپایا ہے چین کر دل کو
اونکی صورت نہ پھر نظر آئی

آہ کرنی غضب ہوئی حسرت
چوٹ جو دل مین تھی ابھر آئی

آئنہ نے تیری صورت دیکھ لی
بس حیا اے بیمروت دیکھ لی

اک ذرا سی بات پر برہم ہوے
آپ کی ہمنے محبت دیکھ لی

سر کو ٹکرایا تو کیا حاصل ہوا
شیخ صاحب کی عبادت دیکھ لی

ذکر پر حورون کے وہ کہنے لگے
آپ کی بھی ہمنے نیت دیکھ لی

کیا بتائین دل پہ کیسی بن گئی
جب کسی کافر کی صورت دیکھ لی

جب عدو کے ساتھ وہ جانے لگے
ہمنے آنکھون سے قیامت دیکھ لی

اور پروہ جان اب دینے لگا
آپنے دشمن کی الفت دیکھ لی

حضرت دل آپ ابتو خوش ہوئے
بیوفا سے کرکے الفت دیکھہ لی

بدگمان کو اوس گھڑی آیا یقین
آنکھہ سے جب میری حیرت دیکھہ لی

کردیا رخنہ نگاہِ شوق نے
ہمنے پردیمین بھی صورت دیکھہ لی

نقدِ دل دیتے ہین تمکو مفت مین
اب ہماری تمنے ہمت دیکھہ لی

اک قیامت آگئی دربان پر
جب مری کافر نے صورت دیکھہ لی

آج اس پر تھے توکل او سپر فدا
ہمنے حسرت کی طبیعت دیکھہ لی

شمع بجھتی ہی تو کچھہ دیر دھوان رہتا ہی
مٹنے والونکا اسی طرح نشان رہتا ہی

لب پہ ہر وقت یہان شور و فغان رہتا ہی
صبر کس چیز کو کہتے ہین کہان رہتا ہی

ہمنے مانا کہ تمنا کا نکلنا ہے محال
مٹتے مٹتے تبھی مگر دل مین نشان رہتا ہی

خود مین حیران ہون کہ کیون غیر ہی حالت میری
اب فقط نام ترا ورد زبان رہتا ہی

کون کہتا ہی ترا چاہنے والا مجکو
بھید یہ وہ ہی کہ کھل کر بھی نہان رہتا ہی

زخم تلوار کا بھر جاتا ہی لیکن پیارے
دل مین انسان کی باتو کا نشان رہتا ہی

دیکھہ لیتا ہی جو وہ دورسے گاہک دوجہان
ہوشمین کا ہمیشہ پہر پیر مغان رہتا ہی

شہر مین چشم کا انداز نہ پوچھو ہمسے
یہ وہ فتنہ ہی جو آنکھون سے نہان رہتا ہی

کوچہ زلف مین بھی دل کا پتا کچھہ نہ ملا
نہین معلوم کہ کمبخت کہان رہتا ہی

یان شب ہجر کو رہتے ہو مری مت گذری
اتنے دن تک کوئی مہمان کہان رہتا ہی

قہر دیکھو کہ مرے نام کو سنکر حسرت
وہ یہ کہتے ہین کہ کمبخت کہان رہتا ہی

دلبری کی طرز ہی کچھہ بندہ پرور اور ہی
جسکو دل ہمنے دیا ہی وہ ستمگر اور ہی

فرق ظاہر ہے مگر چشم بصیرت چاہیے
ماہ کامل اور ہی روی منور اور ہی

فرق ہی دونون مین گو ملتی ہوی اندازین
صبح ہجران اور ہی ہی صبح محشر اور ہی

دل کا آنا اک بلای جان آخر ہو گیا
کچھہ ہمارا آجکل تو حال ابتر اور ہی

چھیڑتا مین تو نہین ہون کیون ہنسی جاتی ہو تم
کچھہ تمہاری دل ہی مین ای بندہ پرور اور ہی

چلتے ہو رک کے کیون تیزی روانی کیا ہوئی
مجھہ مین دم باقی ابھی ای تیغ و خنجر اور ہی

ہمنے مانا غیر سی قول و فا ہوتے رہین
جو عنایت خاص ہی اونکی وہ مجھپر اور ہی

داستان حرف مطلب آج سن تو لیجیے
ساری قصون سے مزا کچھہ اسمین بڑھکر اور ہی

وصل ہمدم کو میسر اور مین فرقت نصیب
میری قسمت اور ہی اوسکا مقدر اور ہی

دل اگر تمکو ندون پھر یہ بتاؤ کیا کرون
کون تمسا اب بھانپین ماہ پیکر اور ہی

عشق مین اس گھر کی سب کچھہ خانہ ویرانی ہوئی
اک تصور آپ ہی کا دل کے اندر اور ہی

ایک مدت سی رہا کرتا تھا گو ظالم خراب
حسرت وحشی مگر کچھہ آج مضطر اور ہی

کرتا ہی تنگ اب دل پر مدعا مجھے
ای یاس ہای بھول گئی تو بھی کیا مجھے

ہر دم جو دھیان ہی نگہہ قہر کا مجھے
کچھہ آگیا ہی درد مین شاید مزا مجھے

دو کافرون نے لوٹ لیا دل غضب ہوا — اک معرکہ پڑا ہی یہ اب کے نیا مجھے
دیکھا صنمکدہ مین یہ تقدیر دیکھنا — اتنا کہ وہ جانتے تھے بڑا پارسا مجھے
بیڈھب پہنسا ہی کاکلِ پیچان مین دل مرا — اب کے کسی طرح ہی بچالے خدا مجھے
وہ کہہ رہے ہین حشر مین ہین تیرے ساتھہ ہون — ملتا نہین ہی تجسا کوئی دوسرا مجھے
بنتی نہین ہی شکرِ جفا ہی کیے بغیر — جب سے نہین ہی ہی امیدِ وفا مجھے
جسکی نگاہِ ناز نے دل چاک کر دیا — وہ ہی تو آج دور سے دیکھا کیا مجھے
دلبر نہین جو پاس یہ قاتل تو پاس ہے — اپنے ہی دل سے آج پڑا سامنا مجھے
وہ غیر کی بغل مین ہون اور مین ہون بیقرار — کچھہ ابتو زندگی کا نہین ہے مزا مجھے
یہ چاہتے ہو تم کہ نہ چاہون تو یون سہی — اپنا سا پھر بتاؤ کوئی دوسرا مجھے
جب یہ نکل گیا تو کٹیگی نہ زندگی — لیجائیے اپنے ساتھہ مرا مدعا مجھے
یان جان دینے تک کے بھی اوسان ہی نہین — رکھا نہ تمنے ہاے کسی کام کا مجھے
تیری نگاہِ ناز کا پامال ہوگیا — وہ دل کہ ہی جس پہ بہت ناز تھا مجھے
قاصد سے کہہ رہا ہون کہ اتنا تو تو بتا — کرتا ہی یاد بھی وہ کبھی بے وفا مجھے

حسرت خدا کی شان ہی اونکو ہوا جتاب
شاید کہین لگی ہے مری بددعا مجھے

چہیڑ منظور ہی ہم سے اونہین ہم جان گئے — بات تو کچھہ بھی نہ تھی جسکا بڑا مان گئے
اس ادا سے وہ ملے مجھسے کہ شکوے تو کہان — دیکھکر دور سے اونکو مرے اوسان گئے

کوئی تو انکے نکلنے کی نکلتی صورت
غیر کے دل مین نہ مہمان مرے ارمان گئے

دل چرا کر وہ گئے پر یہ تماشا دیکھو
ساتھہ دل کے بھی چوری مرے ارمان گئے

مدعی دشمن جان اور بلائے دل ہو
لیجئے آج تو ہم آپکو پہچان گئے

غیر سے تم ہو خفا غیر خفا ہو تم سے
بیچمین بیٹھے بٹھائے مجھے کیون ارمان گئے

خواہش وصل عدو شکل ملا دیتی ہے
آج تو آپکے دل مین مرے ارمان گئے

لوٹ منظور ہے تو راہ مین کعبہ کی چلو
کہ ادہر کو ہین بہت آج مسلمان گئے

عرصۂ حشر مین وہ مجھکو چڑانے کیا خوب
جان پہچان تو اسوجہ سے پہچان گئے

اتفاق دیر مین ہوتے ہین محبت والے
اسکو ہم جان گئے جان گئے جان گئے

آپکے ورمحفل زہاد سے تنہا جائین
آپکے ساتھہ تو کتنون ہی کے ایمان گئے

کیا زمانے کی خدا جانے ہوا بدلی ہے
آج وہ غیر کی محفل سے پریشان گئے

دو ہی باتون مین اوسی راہ پہ لائی حسرت
آج تو آپکی ترکیب کو ہم مان گئے

کوئی نہین ہے دل کا خریدار دیکھئے
اے صبر کا بھی سرد ہی بازار دیکھئے

دیتے ہین اشتہار ہم اسکی فروخت کا
ہوتے ہین جمع دل کے خریدار دیکھئے

ہر بار دل مین آئے گا ارمان اک نیا
سو بار مجھکو پھیرئے سو بار دیکھئے

بیخود ہین جام حرص سے دنیا کی بزم مین
اس میکدہ مین کون ہے ہشیار دیکھئے

یہ صاف کہہ رہی ہے کسی کی نگاہ ناز
یون دل کو چھین لیتے ہین ہشیار دیکھئے

جلوہ کسی کا بام پر آئے نہ جب نظر
حسرت سے پھر کے جانبِ دیوار دیکھئے

ڈھیلے ہین میری آنکھ کے اس کام کے لئے
اب بند کر کے روزنِ دیوار دیکھئے

پردہ اوٹھا کے آنکھ ملاؤ تو حشر ہو
اپنی نگاہِ ناز کے کچھہ وار دیکھئے

دشمن کو دیکھہ دیکھہ کے آنکھین جھکائیے
اور مجھکو آپ دیکھہ کے تلوار دیکھئے

ہمکو بھی دیکھنا ہے کہ تقدیر کیا دکھاے
پھرتی ہے جسے اب نگہِ یار دیکھئے

کیسا علاج کسکی دوا ہوش ہی نہین
قابو ہی سے چلے مری غمخوار دیکھئے

لاکھون ہی گھر تباہ ہوے اسکے ہاتھہ سے
دل کو ہوا ہے عشق کا آزار دیکھئے

رکھا ہوا ہے آپ کے پہلو مین آئنہ
اک اور بھی ہے آپ سا طرحدار دیکھئے

بجلی ہی ڈالنی ہے جو حسرت کی جان پر
سو بار منہ چھپائیے سو بار دیکھئے

دین رنج میری طرح سے اغیار تجھے بھی
اللہ کرے عشق کا بیمار تجھے بھی

آگاہ ہوا وسوسۂ محبت کے مزے سے
ملجائین اگر تجھسے ہی دو چار تجھے بھی

اوس چشمِ فسونسار سے گر آنکھ ملائی
آزار ہوا ہے نرگسِ بیمار تجھے بھی

کہتے ہین یہ مانا کہ مجھے سب جنون و مجنون
کچھہ دل مین سمجھتے تو ہین دو چار تجھے بھی

ہو لطف جو دشمن سے کسی روز کرے وہ
بدنام کرونگا سرِ بازار تجھے بھی

کہلجائے مرا حال تجھے ناصحِ نادان
ہو جائے اگر عشق کا آزار تجھے بھی

اغیار کے دل مین نہوئی خاک بھی تاثیر
اب دیکھہ لیا اے نگہِ یار تجھے بھی

ناصح یہ ہوئی ہمسے نہایت ہی حماقت
ابتک جو سمجھتے رہے ہم یار تجھے بھی

کچھہ ذکر نہ کر کوثر و تسنیم کا زاہد
لائین نہ نگاہ پہ مے خوار تجھے بھی

دنیا مین ہمین ایک تہا بس تیرا سہارا
اب چھوڑ دیا ہمنے دل آزار تجھے بھی

دل غیر کو دیتا ہی مجھے صاف کہلایہ
آئی ہے مگر لذت آزار تجھے بھی

گو حسن کی ہے گرمی بازار جہان مین
مہنگا تو ملیگا نہ خریدار تجھے بھی

میرا ہی سا ہو حال ترا ناصح نادان
ملجائے اگر دل کا طلبگار تجھے بھی

تسکین ہو حسرت جو کوئی ہمسے کہے یہ
اب یاد کیا کرتے ہین سرکار تجھے بھی

قول و قسم نہ غیر سے زنہار لیجئے
سو بار دل کو پھیریئے سو بار لیجئے

دشمن سے جرم عشق کا اقرار لیجئے
پھر امتحان کو ہاتھہ مین تلوار لیجئے

جو کچھہ خطا ہوئی دل بیتاب سے ہوئی
حاضر ہی آپ کا یہ گنہگار لیجئے

جب سے سنا ہی آپکو ہی جان کی طلب
ہم جان سے بھی ہو گئے بیزار لیجئے

میرے سبب سے ہو گیا شہرہ جہان مین
اب آپکے بہت ہین خریدار لیجئے

اسکے سوا کچھہ اور تو اب پاس ہی نہین
ہم دل کو نذر کرتے ہین سرکار لیجئے

کچھہ طالبان شوق شہادت پہ رحم ہو
للہ ابتو ہاتھہ مین تلوار لیجئے

افسردہ دل ہوئے تو خلش ہی نہین رہی
چبھتی نہین ہی اب نگہ یار لیجئے

مایوس ہو کے بیٹھہ رہا اضطراب سے
قابو مین آگیا دل بیمار لیجئے

اوس چشمِ نرگسی کو جو دیکھا ہی دور سے
مرتی ہی آج نرگسِ بیمار لیجئے

تنگ آگیا اسیر کو صیاد شور سے
ہوتے ہین ذبح مرغِ گرفتار لیجئے

یہ جنس ہمتو کوی بتان مین ہی لے گئے
کوئی ملا نہ دل کا خریدار لیجئے

پہلے نہ کیجئے میری محبت کا فیصلہ
اس باب مین رقیب کے اظہار لیجئے

حسرت سے دوستی تھی مگر اب یہ حال ہے
ہوتی ہی بات بات پہ تکرار لیجئے

جسوقت کہ آتی ہے اسے یاد کسیکی
سنتا ہی نہین یہ دلِ ناشاد کسیکی

کیا تجکو لگی ہے دلِ ناشاد کسیکی
اسوقت ہمین آئی ہی کیون یاد کسیکی

کرنا نہ شکایت دلِ ناشاد کسیکی
اب اسکو پسند آئی ہی بیداد کسیکی

جس طور سے مین بن سکے بگڑے ہین سے مرکام
امید رہی ایسی نہو برباد کسیکی

کس روح مین بیٹھے ہو تعجب تمہین کیا ہی
کیا عرش پہ جاتی نہین فریاد کسیکی

اے موت یہ کہکر وہ مری قبر پہ روئین
افسوس جوانی ہوئی برباد کسیکی

وہ ناز سے ٹھکرا کے مری نعش کو بولے
یون خاک کیا کرتے ہین برباد کسیکی

جلوہ جو لبِ بام پہ دیکھا ہے کسی کا
گھٹنے لگی اب حلق مین فریاد کسیکی

جی مین ہی کہ موقوف رکھین حشر پہ اسکو
سنتے ہی نہین آپ تو فریاد کسیکی

آیا ہی بہت داورِ محشر کو ترحم
اب حشر مین ملتی ہی نہین داد کسیکی

ارمان نکلجائے نگاہون کا کسی کی
لے آج دعا حسنِ خداداد کسیکی

رضوان سے سوا جبکہ ہون دربان کسی کے
کیون ہو نہ گلی جنت شدّاد کسیکی

لازم ہے کہ اسکا بھی رکھو دل مین تصور
سُن لے نہ کوئی حشر مین فریاد کسیکی

آتے نہین اس سمت کسی طور دکھن سے
یہ عرض تو سنتے نہین اوستاد کسیکی

کیا بات ہے کیون جان سے بیزار ہو حسرت
اسوقت تمہین آئی ہے کیا یاد کسیکی

اون ماہ روسے دل کو ہم ابکے لگائینگے
جسکی کبھی ملک بھی نہ پرچھائین پائینگے

دیکھین تو کیسے آپکو آتی نہین ہے نیند
ہم اپنے دل کی آج کہانی سنائینگے

بیٹھے ہوئے تو آپ یہ فتنے اوٹھاتے ہین
اوٹھینگے بزم سے تو قیامت اوٹھائینگے

جیتے پھرے ہوئے ہین آج وہ وصل رقیب سے
آنکھین ملا سکینگے نہ کبھی سر اوٹھائینگے

ہے قیس و کوہکن کی کہانی سُنی ہوئی
اپنا تمہارا اب کوئی قصہ بنائینگے

ہر بار تم کہا کئے خاموش ہم رہے
ابکے کہو گے ایک تو لاکھون سُنائینگے

توبہ ہے اب دہر کو کبھی ہی جو رخ کرین
مرجائینگے مگر نہ کہین دل لگائینگے

حسرت بہت ہی آپکو وحشت بڑی ہوئی
سودا ہی رہا تو بریلی کو جائینگے

حسرت ہمارے رنگ ابھی دیکھتے رہو
جیتے رہے تو تم کو تماشا دکھائینگے

ہزار بار تو دیکھا ہے آزما کے مجھے
اب اور بات نکالو گے کیا ستا کے مجھے

غریب دیکھ کے مجبور ہون یہ سُن رکھو
حصول تمکو بھی ہوگا نہ کچھ ستا کے مجھے

عدو کو پاس بٹھایا تو مجھ سے کیا مطلب
ذلیل و خوار کیا آپنے بلا کے مجھے

وہ بولے شرم تمہین حشر مین نہ آئیگی
کرو گے پیش یون ہی سائی خدا کے مجھے

کہین رقیب ہی آہی گیا خبر سنکر
وہ بغلین جھانکتے ہین آج تو بلا کے مجھے

ادہین یہ ضد ہی کہ دیکھین تو آتی ہی گیونکر
لوا ہتولا لے پڑی اپنی ہی قضا کے مجھے

امید ہی یہی یاران بادہ پیما سے
کرینگے یاد کبھی کچھ تو پی پلا کے مجھے

کسی کے مار ہی رکھنے کی یہ ادائین ہین
وہ منہ چڑانے لگے گالیان سنا کے مجھے

کہون مین کس سے کہ کیا دلپہ بنگی حسرت
ہوئے وہ گھر کو جو رخصت گلے لگا کے مجھے

دل کے آنے کی قیامت دیکھی
آپ نے میری طبیعت دیکھی

دو قدم وہ جو چلے ہین اٹھکر
آج آنکھون سی قیامت دیکھی

ناسخ دعوی یکتائی ہے
تیری تصویر کی صورت دیکھی

اوسکے جلوی نے کیا یہ بیخود
پہرون اوس نے مری صورت دیکھی

واقعی کرب و بلا یاد ہوئی
حضرت دل کی شہادت دیکھی

حور کے ذکر پہ وہ کہنے لگے
جایئے آپکی نیت دیکھی

جسکو چاہا وہی دشمن نکلا
ہمنے الفت مین عداوت دیکھی

شکوہ جور پہ وہ کہنے لگے
دیکھی بس آپکی چاہت دیکھی

غیر باتون ہی مین بہلاتے ہین
تمنے آئی ہی طبیعت دیکھی

گالیان مفت سنا دیتے ہو — آپکی ہمنے شرافت دیکھی
دل کو پہلو مین چھپا رکھا ہی — اونکی کچھ اور جونیت دیکھی
کیا تماشا ہو جو وہ مجھسے کہین — میری صورت مری سیرت دیکھی
دل کے لینے ہی کے گاہک ٹھہرے — آپکی طرز محبت دیکھی
دل چرالین وہ ادائین یہ ہین — نیچی نظرون مین شرارت دیکھی
لاکھ پردہ ہو کہین چھپتی ہے — دیکھنے والے نے صورت دیکھی
جس سے غش کہا کے گری تھی ہوسی — ہمنے پردے مین وہ صورت دیکھی
محفل عیش جہان رہتی تھی — ہمنے اور گوشہ مین نربت دیکھی
دوست کوئی نہ رہا بعد فنا — شمع ہی اک سر تربت دیکھی
اوسنے دانستہ لگایا ناوک — دور سے جب مری تربت دیکھی
فاتحہ پڑھ کے وہ فرماتے ہین — آج ہمنے تری غفلت دیکھی
غیر کو چاہین تو مین اونسے کہون — دل لگانے کی مصیبت دیکھی
تیری شوخی مین ملا ہمکو جواب — تیری تمکین مین شرارت دیکھی
پہلوئی غیر مین جا کر بیٹھا — ہمسے دوست کی مروت دیکھی
دشمنی کیا جو تعلق ہی نہین — دوستی ہی مین عداوت دیکھی
پوچھتے کیا ہو کہان دیکھا ہے — دل کے آئینہ مین صورت دیکھی
حور پر جان تو یون دیتے ہین — ملتی جلتی تری صورت دیکھی

کوئی بھی جینے کے آثار نہین — بندہ پرور مری حالت دیکھی
اور ہی فکر خود آرائی ہے — اوسنے آئی جو طبیعت دیکھی

جب یہ آئی تو نہین ٹلتی ہے
تمنے حسرت کی طبیعت دیکھی

سخت یہ عشق کی بیماری ہے — لیجئے مرنے کی تیاری ہے
آپکو شغلِ دل آزاری ہے — ہمکو دل دینے کی بیماری ہے
دل کہین دینے کی تیاری ہے — یہ نئی طرح کی بیماری ہے
پنڈلیون پر جو چڑہائے چھاگل — کیا کہین جانے کی تیاری ہے
اسقدر آکے پڑا ہجر کا بوجھ — جان سی چیز ہی اب بھاری ہے
جان دیتے ہوئے مین ڈرتا ہون — یہی اک مال تو سرکاری ہے
خنجر و تیغ کے کہانے دیکھے — دیکھی بھالی ہوئی ترکاری ہے
جان و دل ایک ہی بوسہ پہ لیے — آپکی فیس بہت بھاری ہے
عرض مطلب پہ ملا ہمکو جواب — آپکو بکنے کی بیماری ہے
روزِ محشر یہی سفارش کردی — یہ رقیبونکی طرفداری ہے
نیچی ہی نظرون سے لوٹا دل کو — خوب یہ آپکی عیاری ہے
کیجئے آپ مرے دل پہ ثبوت — یہ گنہگار تو انکاری ہے
گالیان بھی جو سنائین ہمکو — یہ بھی اک آپکی سرداری ہے

بن سنور کر جو چڑھی کوٹھے پر
کسکے اب قتل کی تیاری ہے

تم ہو اور غیر کا ارمانِ وصال
ہم ہین اور رات کی بیداری ہے

وہ عیادت کو جو آئے تو کہا
کہیے کب مرنے کی تیاری ہے

دل و جان بوسہ کے بدلے مانگا
ایسی قیمت ہمین کیا بھاری ہے

دیکھکر دل کو ہمارے بولے
بنداس شے کی خریداری ہے

لیچکے دل تو کہا شرما کر
ایک شے لینے کی تیاری ہے

جو ملا اوسکو سنائی دشنام
واہ اچھی یہ ملنساری ہے

مٹ گئے حسرت و ارمان سارے
اب تو چلنے ہی کی تیاری ہے

دیکھے اوس شوخ کی ٹھوکر کہا کر
جو کوئی حشر کا انکاری ہے

اون سے ظاہر کا ہی ملنا حسرت
وضعداری سے یہ ناچاری ہے

یہی حالت رہی گر آسمانکی
بدل جائیگی صورت پھر جہانکی

یہی حالت ہو گر سوزِ نہان کی
تسلی ہو چکی آشفتگان کی

جلے دل ہی پہ کسنے اب فغان کی
ہوئی ہے شکل نیلی آسمان کی

تری کو چہ مین لایا کھینچکر شوق
بگڑ کر بن گئی تاب و توان کی

عدو کے پاس بیٹھین او خاموش
نئی صورت نکالی امتحان کی

ذرا سی پی اگر واعظ نے آکر
تو لائیگا خبر پھر آسمان کی

ہوا ہی مجھ سے بھی کچھ جان بدتر
کوئی صورت تو دیکھے ازدان کی

ہوا خاموش وہ سائل سمجھکر
بہت کی ہی خوشامد پاسبان کی

ہوئی جب جان سے بیزار عاشق
نکالی خوب تمنے استحان کی

کسی کی جب نکلجاتی ہی حسرت
بدلجاتی ہی رنگت آسمان کی

نہین کہلتا کسیکو حالِ حسرت
خدا جانے کہ مٹی ہے کہان کی

ضد سے ہے انکو وصل کا انکار اور بھی
لوٹ پڑھ چلی ہے بات مین تکرار اور بھی

وہ اٹھے بزم مین مری تعظیم کے لئے
بگڑے ہین آج تو مرے اغیار اور بھی

فرماتے ہین یہ مجھ سے کہ اک آپ ہی نہین
مرتے مری ادا پہ ہین دو چار اور بھی

سو بار میرے حلق پہ خنجر رواں کرو
نکلے گی پھر صدا یہی سو بار اور بھی

سمجھو نہ حشر مین دلِ بیتاب کو گواہ
لاؤنگا ڈھونڈھ ڈھانڈ کے دو چار اور بھی

آنکھین جھکائے لیتے ہو کیون میرے قتل پہ
کیا قتل کرکے آئے ہو دو چار اور بھی

تقدیر ہی مری کہ ہوا مین ہی کامیاب
خواہان ہوے تھے وصل کے دو چار اور بھی

گو دے رہے ہو پر ابھی تسکین نہین ہوئی
دشنام دیجئے مجھے دو چار اور بھی

وہ وقتِ خاص تم مجھے دو جبکے گالیان
اور مین کہون کہ ہان مری سرکار اور بھی

آنکھین دکھائین تمنے اگر باغ مین ذرا
بیمار ہوگی نرگسِ بیمار اور بھی

وعدہ تمہارے آنے کا اور ہوتا آگیا
مرنا ہوا ہی آج تو دشوار اور بھی

بوسہ لیا تو خوبیِ تقدیر دیکھیے
کملا گئے وہ پھول سے رخسار اور بہی

بسمل تڑپ رہا ہے تمہارا شہیدِ ناز
ہان ہان لگا دو ایک تو تلوار اور بہی

نیچی نگاہ کا مجھے بسمل نہ چھوڑ تو
قاتل خدا کیواسطے اک وار اور بہی

اس موسمِ بہار مین للّٰہ ساقیا
ساغر پلا دے آج تو دو چار اور بہی

میری وفا کو دیکھہ کے دشمن سے کہتے ہین
ایسے ہی ایتو ہمکو ہین درکار اور بہی

یہ بات تو نہین ہے کہ متحرلین دل بکین
اس جنس کے ہمانگین ہین بازار اور بہی

دل بیچنا ہی ٹھہرا تو کیا قیدِ برج کی
ملجائینگے جہان مین خریدار اور بہی

وہ ایک ہی نہین ہے کہ جسپر مٹے ہین آپ
حسرت بہت ہین برج مین طرار اور بہی

اور ممکن نہین گر آپ سے جاتے جاتے
گالیان ہی مجھے دو چار سناتے جاتے

ہوگئے سنگیِ غم سے جگر و دل پتھر
رک گئی سانس مری سینہ مین آتے جاتے

تم بہی اوس شخص کا کچھہ نام و نشان جانتے ہو
ہمنے دیکھا ہے کسیکو کہین آتے جاتے

یہ تو واقف نہین کیا شکل ہی انداز ہی کیا
دور سے ہمنے تو دیکھا اوسے آتے جاتے

ہیم بسمل چور ہے اور بہی اک وار کیا
کر دیا خاتمہ جلاد نے جاتے جاتے

دل کے ویرانے کو گلشن نہ بنایا تمنے
عمر گذری اسی گہر مین تمہین آتے جاتے

کیا یہ سمجھے موکہ واقف نہین اغیار سے کچھہ
آخر اوس راہ سے ہم بہی تو ہین آتے جاتے

عقل تھوڑی سی بہی کچھہ جنکو خدا نے دی ہے
خوف کہاتے ہین ترے کوچہ مین آتے جاتے

خوب ہوتا جو مرے کاتبِ اعمال مجھے
میری گذری ہوئی ہر روز سناتے جاتے

جذبِ دل تجکو مبارک ہو کہ وہ آجکی رات
رہگئے محفلِ اغیار مین جاتے جاتے

عاشقون سے بھی وہان پرسشِ اعمال ہوئی
اور جھگڑا یہ لگا خلد مین جاتے جاتے

محفلِ عیش مین کرتا جو طلب وہ حسرتؔ
ہم بھی نوحہ دلِ مرحوم کا گاتے جاتے

آپنے چھیڑ نکالی ہے یہ آتے جاتے
گالیان مفت سنا دیتے ہو جاتے جاتے

وہ یہ کہتے ہین کہ ملتا ہی مزا کچھ اونکو
گالیان ہی مری گر آج وہ کھاتے جاتے

لطف تو جب ہی کہ ہر جشن مین چھپتا پھرتا
پیچھے پیچھے مجھے وہ آپ بلاتے جاتے

فائدہ کیا تھا جو اغیار کا شکوا کرتا
آپ ضد سے نئے دو چار بلاتے جاتے

میرے گھر آئے تھے تدبیر مین تو یہ کرنا تھا
کام بگڑے ہوئے دو چار بناتے جاتے

کہین انصاف ہی منظور تو چلتے چلتے
مجھپہ الزام ہی دو چار لگاتے جاتے

سوگواروں کو مرے لطف تو کچھ آجاتا
وہ جنازے پہ مرے راگ جو گاتے جاتے

کنجِ مرقد مین مری روح شگفتہ ہوتی
نہ سہی پھول وہ تیور ہی چڑھاتے جاتے

یہی رستا ہے تو حسرتؔ سے چھپوگے کب تک
دیکھہ لیگا کبھی وہ بھی تمہین آتے جاتے

تری طرزِ جفا اوس سے لڑی ہے
فلک سے بحث یہ مجکو پڑی ہے

تمہاری گفتگو ہم سے کڑی ہے
طبیعت غیر سے بیشک لڑی ہے

تری گردن مین موتی کی لڑی ہے
یہ کیا تقدیر موتی کی لڑی ہے

سنا کرتے تھے گھر کی خانہ جنگی
حیا سے آنکھ آپس مین لڑی ہے

بہت بگڑے ہوئے ہین اونکے تیور
نظر کیا جانے کس کس سے لڑی ہے

مرے گھر مین وہ آئے شان اوسکی
بہت دن مین مری قسمت لڑی ہے

تمنا ہے گلے ملکر یہ پوچھون
کہ یہ چمپا کلی یا ست لڑی ہے

مری شامت نہین جو اونسے پوچھون
کہ اب کس سے طبیعت جا لڑی ہے

کہون کیا دل کا آنا ہی بُرا ہے
پڑی افتاد جو آکر پڑی ہے

وہ کہتے ہین ملو تم غیر سے سبھی
یہی تو ایک خدا اونکو بُری ہے

عدو پر آسمان پر پاسبان پر
ہماری آہ کس کس پر پڑی ہے

نہ پوچھو حال دل کا غیر کے ساتھہ
ہنسے جب وہ تو اک بجلی پڑی ہے

کسیکا وصل کی شب ہای کہنا
تمہین تو اپنے مطلب کی پڑی ہے

یہ کہتے ہین جو اون کا حال پوچھو
تمہین ایسی ہماری کیا پڑی ہے

چلے ہین اک نگہ مین چھین کر دل
کہون کیا آج اونکی بن پڑی ہے

خجل اپنی چشم سرمہ سا کی
تجھے ظالم ہماری کیا پڑی ہے

نگہ سے دل چرانا اور مکرنا
یہی تو آپ کو عادت پڑی ہے

کیا کرتے ہو جانبازون پہ بیداد
بُری یہ آپ کو عادت پڑی ہے

وہ کہتے ہین سبب اسکا بتاؤ
یہ چوٹی کس لئے پیچھے پڑی ہے

کہین جاتی نہین اونکی تمنّا ہمارے دل مین اونکی بن پڑی ہے
تفکر مین ہون مین نکلیگی کیونکر گرہ جو آپکے دل مین پڑی ہے
اوسے کیا فکر ہے اوسکی بلا سے مصیبت جو پڑی ہم پر پڑی ہے
وہ بولے دیکھکر چوٹی کو اپنی بلا یہ کیون مرے پیچھے پڑی ہے
بچھوڑے گی شبِ غم زندہ مجکو کہ پنجے جھاڑ کر پیچھے پڑی ہے
کسی سے مین سرِ محشر کہون گا کسی پر آنکھ بھی تیری پڑی ہے
بہت مشہور ہین جنکے فسانے اب اونکی خاک وہ دیکھو پڑی ہے
لیا دل اور بوسہ بھی نہ دوگے تمہاری ہر طرح سے بن پڑی ہے
خبر ملنے لگی یہہ محتسب کی کہ اوس سے دخترِ رز بھڑ پڑی ہے
کہانکا عشق اور کسکی محبت یہان تو جان کی اپنی پڑی ہے
مرے مرنے پہ ٹھہرا وصلِ دشمن یہی ساعت بُری آکر پڑی ہے
لگا جب سے کسی بے مہر سے دل کہین کیا اک مصیبت آپڑی ہے
تمنّا کے بنے ہین لاکھ مدفن کڑی سینہ کی تربت کی کڑی ہے
کسیکی زلف کو اے دل سمجھ لے کہ زنجیرِ جنونکی اک کڑی ہے
کسیکی سخت جانی کیا کریگی تمہاری تیغ تو منہ کی کڑی ہے
نکلتے دم مرا دیکھا ہے اوس نے تری تصویر کیا دل کی کڑی ہے
طلب ہے جان کی بھی ساتھہ دل کے یہی تو ایک فرمائش کڑی ہے

خبر رہی ہے عدم کے جانے والو
یہی منزل مسافر کو کڑی ہے

نہ پوچھو ہمدمو تم عشق کی راہ
کٹھن ہی سخت مشکل ہی کڑی ہے

پسند آئی ہے جو شاہِ دکن کو
زمین شعر یہ بیشک کڑی ہے

ستارے ہین شبِ مہ مین نمایان
کہ ماتھے پر ترے افشان جڑی ہے

ہمارا لختِ دل اس کام کا ہے
تمہاری گر انگوٹھی بے جڑی ہے

کہا تھا غیر سے وہ بے وفا ہین
یہ سنکر اون سے ظالم نے جڑی ہے

نظر آتے ہین وہ آزردہ مجکو
کسی نے کچھ مری چغلی جڑی ہے

اوپچکے لے گئے ہین آج بیکش
کہ سر پر دھول واعظ کے جڑی ہے

شکایت ہجر کی فرصت مین سنا
کہ شب کم ہے کہانی یہ بڑی ہے

تمہارا ذکر تھا جو آ گئے تم
تمہاری عمر اب بیشک بڑی ہے

سرِ محفل نگاہین لڑ رہی ہین
بڑی ہے غیر کی قسمت بڑی ہے

جو آنا ہے تجھے ظالم تو آ چک
ہماری سانس سینہ مین اڑی ہے

ہماری زشتیٔ قسمت ہے حسرت
مصیبت عشق کی آکر پڑی ہے

تصور جب سے تیرا ہر گھڑی ہے
جدھر دیکھین وہی صورت کھڑی ہے

تڑپ جس سے پیدا ہر گھڑی ہے
ہماری آہ اون کی پھلجھڑی ہے

جگر مین دل مین پہلو مین نظر مین
تری تصویر ہر جانب کھڑی ہے

کہان دل خلد مین تو روز سے بہلے
کوئی تصویر آنکھون مین کھڑی ہے

ہمیشہ یاد یہ انسان رکھے
کہ سر پر موت کی ساعت کھڑی ہے

کوئی ساتھی نہین ایسا جہان مین
کہ جب دیکھو شب فرقت کھڑی ہے

ہمارا وصل جس ساعت پہ ٹھہرا
وہی تو مرگ دشمن کی گھڑی ہے

وہان آنے کا وعدہ دو گھڑی کا
یہان جینے کی اپنی اک گھڑی ہے

ذرا تو اور بھی ظالم ٹھہر جا
کہ اپنی زندگی کوئی گھڑی ہے

نہین ہر وقت کی دیتا ہے ہمکو
ہمارا دل بھی اک جیسی گھڑی ہے

جسے نادان کہتے ہین قیامت
وہی تو تیرے ملنے کی گھڑی ہے

اسی باعث چلی ہے آج آندہی
شہید ناز کی تربت جھڑی ہے

جسے برسات کہتے ہین جہان مین
مرے اشک مسلسل کی جھڑی ہے

ذرا باتون مین ہوتے ہو مکدر
زمین دل تمہاری بے جھڑی ہے

پہنچے ہوئے کشون مین جاکے واعظ
تمہاری آج ہی بادی جھڑی ہے

خدا جانے کہان شب کو رہا ہے
کہ چہرے کی ترے رونق جھڑی ہے

ہوئے کب کشتۂ بیداد کشتہ
تمہاری تیغ پھولون کی چھڑی ہے

فلک کا رنگ کیون یہ نیلگون ہے
کسی کے لب پہ مستی کی دھڑی ہے

کچھ ایسی ہوگئی یہ جنس ارزان
کہ سودا عشق کا پیسے دھڑی ہے

کسی کا ہای حسرت سے یہ کہنا

کہ تیری زندگی کوئی گھڑی ہے

کسی سے ہوئی آشنائی کسیکی — کرین دل سے کیون ہم برائی کسیکی
کسیکو ادا دل سے بھائی کسیکی — طبیعت کسی پر اب آئی کسیکی
جفا سہتے سہتے نتیجا یہہ نکلا — ہمین کھل گئی بے وفائی کسیکی
نہین ہای افسوس کچھہ یاد اوسکو — کبھی کس سے تھی آشنائی کسیکی
شب وصل غیرون کے ارمان نکلے — کھٹکنے لگی کج ادائی کسیکی
قیامت ہے اپنے نہ ارمان نکلین — عدو سے نہی آشنائی کسیکی
رہا واسطہ کچھہ نہ چوری چھپے کا — ہمین کھل گئی پارسائی کسیکی
یہ مانا کہ مجبور ہو تم بھی حسرت — رولائیگی تمکو جدائی کسیکی
مگر پھر بھی ہشیار ہو دل مین سمجھو — طبیعت جو دشمن پہ آئی کسیکی
تو کیا تمکو امید بہبودگی ہے — ہوئی چیز اپنی پرائی کسیکی
یہی حال ہے پھر تو ہم بھی کرینگے — کسی سے لگائی بجھائی کسیکی

دیگر

نہ یہ غم ہو نہ الم ہو نہ یہ حالت اپنی — اپنے بس مین ہو جو کمبخت طبیعت اپنی
آپ سے صاف یہ کہتے ہین مصیبت اپنی — اپنے قابو مین نہین آج طبیعت اپنی
تم سے کس منہ سے کرین آپ شکایت اپنی — سچ تو یہ اپنا مقدر ہی یہ قسمت اپنی
اسکے ہی ہاتھہ سے سب طرح کا نقصان ہوا — ہمکو برباد کئے دیتی ہے ہمت اپنی
کر دیا صدمۂ فرقت نے یہانتک لاغر — اپنی پہچان مین آتی نہین صورت اپنی

اضطراب اسے کہتے ہین کہ رگ رگ مین بھرے
ملتی جلتی تری شوخی سے ہو صورت اپنی

ہم ہی مجبور ہین باقی ہے بھروسا کسکا
دل ہے اپنا نہ تم اپنے نہ طبیعت اپنی

کیا غرض تھی کہ جو بیداد و ستمائین ایسی
کیا کرین آپ پر آئی ہے طبیعت اپنی

اس قدر ہو گئی برباد ہماری مٹی
کہ قیامت کو بھی ملتی نہین تربت اپنی

گو کہ ظاہر ہے کہ ذرہ سے بھی چیز ہین ہم
جا بجا پھر ہی ہوئی جاتی ہے شہرت اپنی

اب بھی باقی ہے یہی دل مین تمنا حسرت
ہای افسوس نہ نکلی کوئی حسرت اپنی

طبیعت اگر اپنے بس مین رہے
چمن کا مزا پھر قفس مین رہے

شب وصل نازک بدن وہ بنے
نہ بسمین سے چھوٹے نہ بسمین رہے

وہی آدمی ہے کہ جسکو یہان
تری یاد ہر اک نفس مین رہے

بہت سے ہین جنکی برآئی ہوس
بہت وہ بھی ہین جو ہوسمین رہے

نہ گلچین کا ڈر کا نہ صیاد کا
بہت چین سے ہم قفس مین رہے

بڑھیگا تمہین کو شب وصل شوق
ہماری جو ارمان بسمین رہے

یہ سوچو کہ کیا اوسپہ بن جائیگی
کسی کے اگر کوئی بسمین رہے

مرے دلمین ارمان وہ بن گئے
جو تیر مژہ چھپکے نسمین رہے

غضب ہے کہ بیوجہ تیرے سبب
بہت ہمتو بدنام دس مین رہے

سُنا ہی ہے لو پارسا بن چلے

وہ حسرت جو بدنام دس مین ہے

صورت کسیکی دل مین سمائی ہوئی سی ہے
تصویر بعد نقش مٹائی ہوئی سی ہے

شعلہ رخون کے عشق کے آثار ہین عیان
دل مین جو آگ ہے وہ لگائی ہوئی سی ہے

ممکن نہین کہ دور تمنا کی ہو تلاش
یہ پھانس تو جگر مین سمائی ہوئی سی ہے

کہنے ہین سنکے صاف مرے حال دل کو وہ
یہ تو کہانی پہلی سنائی ہوئی سی ہے

دیکھا بھی مجکو بزم عدو مین تو اسطرح
نیچی نگاہ وہ بھی چرائی ہوئی سی ہے

تنے شراب اوڑائی ہے بزم رقیب مین
یہ سرخ سرخ آنکھ جو آئی ہوئی سی ہے

کیا طور ہوگیا ہے تری گفتگو کا آج
ہر بات اک لگائی بجھائی ہوئی سی ہے

یون عذر کر رہے ہین وہ بزم رقیب کا
بگڑی ہوئی سی بات بنائی ہوئی سی ہے

اب دل مین یاس سے یہ تمنا کا حال ہے
مٹتی ہوئی سی شکل مٹائی ہوئی سی ہے

کہتے ہین آپ وعدۂ فردا پہ کیون قسم
جو چیز مدتون ہی کی کہائی ہوئی سی ہے

وہ اور میرے خط سے اونہین اضطراب ہو
قاصد کی یہ تو بات بنائی ہوئی سی ہے

کچھ کان بھر دیے ہین ترے غیر نے ضرور
تقریر آج سیکھی سکھائی ہوئی سی ہے

وہ اور فاتحہ کے لئے آئین قبر پر
اوڑتی سی خیر تو اوڑائی ہوئی سی ہے

اب دل کے بعد اونکو ہوئی جانکی طلب
یہ بات دور کی ہے بھجائی ہوئی سی ہے

کیا میکشی کا پوچھتے ہو حال واعظو
مدت کی پی ہوئی سی پلائی ہوئی سی ہے

کہلتا نہین کہ حضرت حسرت کو کیا ہوا

افسردگی جو شکل پہ چھائی ہوئی سی ہے

کچھ نہ دن ہی مرے لچھے ہین نہ قسمت اچھی
نہین بنتی ہے کسی کام کی صورت اچھی

بام پر گر نظر آئے کوئی صورت اچھی
تو یہ سمجھون کہ مری آج ہے قسمت اچھی

دیکھتا ہون جو کوئی دور سے صورت اچھی
کیا بتاؤن تمہین رہتی نہین نیت اچھی

حور کے ذکر پہ ظالم نے کہا جھلا کر
واہ وا آپکی ابتک نہین نیت اچھی

اون سے کہتا ہون کہ تم جھوٹ نہ جانو اسکو
لاکھ دو لاکھ مین ہے آپکی صورت اچھی

ہر مصیبت سے خدا اوسکو بچا لیتا ہے
ہان مگر چاہیے انسان کی نیّت اچھی

گذری ہے کوچۂ دلدار مین جنکی اوقات
اونکو کیا خاک نظر آئیگی جنت اچھی

زندگی موت سے بدتر ہو تو جینا کیا ہے
کاش مرجائین تو ہو جائے طبیعت اچھی

حضرتِ دل کو جو کہنا تھا کہا محشر مین
ایک گذری مری جانب سے شہادت اچھی

نہ رہی اگلی سی رونق جو متاعِ دل کی
کوئی محبوب لگاتا نہین قیمت اچھی

اوٹھتے جوبن کے جہانمین ہین خریدار بہت
آجکل آپکو ملجائیگی قیمت اچھی

آجتک نقش ہے دل پر مرے اے داورِ حشر
مینے دیکھی تھی کسیکی کہین صورت اچھی

یہی کمبخت کبھی آنکھ جھکا دیتی ہے
سچ ہے موقع کی ہے انسانکو مروت اچھی

لطف جو وعدۂ فردا مین تو ہوگا مجکو
تیرے دل مین مری جانب سے کدورت اچھی

مل گئی کوچۂ جانان مین جگہ تھوڑی سی
بن گئی نام خدا اب مری تربت اچھی

اپنی تصویر کا تم حال نہ پوچھو مجھ سے
بہت اچھی ہے مریجان نہایت اچھی

حور کی صحبتِ ناجنس اک آفت ہوگی
ہم جہنم سے سمجھتے نہین جنت اچھی

کام یہ تیرے تصور نے نکالا میرا
مل گئی دونون جہان سے مجھو فرصت اچھی

یہ سمایا ہے مرے دل مین کسیکا جلوہ
کہ شبِ وصل سے ہے اب شبِ فرقت اچھی

ان حسینون کا بناؤ تو ہے اچھا لیکن
لاکھہ دو لاکھہ مین ہے ایک کی سیرت اچھی

نیند آجائیگی فوراً ابھی سنو تو اسکو
دل کے قصہ سے نہین کوئی حکایت اچھی

بنگئے حضرتِ موسیٰ اسی باعث سے کلیم
آگئی کام سرِطور پہ لکنت اچھی

حشر تک حور کی امید پہ خاموش رہون
آپنے آج سنائی مجھے حضرت اچھی

ہم سمجھتے ہین بہت صاحبِ قسمت اوسکو
اس زمانے مین ہو جس شخص کی صحبت اچھی

آپکے گرد رہے اور رقیبونکا ہجوم
سچ ہے اچھون کی ہی ہوتی نہین صحبت اچھی

مین تو کہتا نہین تم آپ سمجھلو دل مین
بُری عادت ہے بُری اچھی ہو عادت اچھی

حال کہلجائے تو دھوکا نہین کہتا انسان
اس زمانے مین محبت سے عداوت اچھی

ہے شبِ وصل کہان شرم و حیا کا موقع
ان نگاہون مین تو اسوقت شرارت اچھی

شکوہ گردشِ افلاک ہے جس سے سنیے
ابتو دنیا مین کسیکی نہین حالت اچھی

پھنس گئے کوچۂ کاکل مین کسیکے جاکر
حضرتِ دل سے ہوئی آج حماقت اچھی

پاؤن پھیلاکے بہت چین سے سویا آکر
مل گئی خوابِ عدم مین مجھے راحت اچھی

شامت آئی کہ پہنسے جاکے وہ میخوارونمین
ہوگئی حضرتِ واعظ کی مرمت اچھی

بنگئی وہ ہدفِ ناوکِ قاتل آخر
میری تربت کی ہوئی آج مرمت اچھی

مُنہ بنا کر اُونھین دیتا ہون عدو کا پُرسا
مجکو اسوقت یہ وجھی ہے عیادت اچھی

ہو کے مایوس تو ن سے جو ہوا خانہ نشین
یارسائی کی مری ہو گئی شہرت اچھی

غیر کو ساتھ لئے پھول چڑھانے آئے
ملگئی بعد فنا یہ مجھے عزت اچھی

وہی حسرت جسے دعوی تھا زبان دانی کا
نہین کمبخت کی کچھ اب تو طبیعت اچھی

تم خفا جب سے ہوئے ہو گئی قسمت اولٹی
اب ہر اک کام مین ہوتی ہے مری ست اولٹی

ہمکو دعوی تھا کہ دل حشر مین ساتھی ہوگا
لو یہ کمبخت بھی دیتا ہے شہادت اولٹی

شکوہ جور پہ ہے عذر نزاکت اونکو
لطف دیکھو کہ وہ کرتے ہین شکایت اولٹی

آپکا جرم ہی کیا آپکی تقصیر ہے کیا
میری تقدیر بُری میری ہے قسمت اولٹی

جذبہ دل کی شکایت ہی نہ آنے مین اونھین
مفت کی اور ہوئی مجکو ندامت اولٹی

خوگر جور ہون ایسا کہ ستم سے اونکے
مجکو تکلیف مین ملجاتی ہے راحت اولٹی

عیش کیواسطے دل ہمنے دیا تھا اونکو
عشق مین اور پڑی آکے مصیبت اولٹی

شکوہ اغیار کا کرنا تھا کہ توبہ توبہ
آگئی مفت مین ناحق مری شامت اولٹی

دیکھکر اوس بت کافر کو کہا نکی توبہ
بدلی جاتی ہے مسلمانون کی نیت اولٹی

میکدہ چھوڑ کے کعبہ جو چلے ہو حسرت
آج کچھ مت تو نہین آپکی حضرت اولٹی

کرتے ہین فریاد کیون کیسی ہوئی
دل ہوا ناشاد کیون کیسی ہوئی

ہوگیا دل شاد کیون کیسی ہوئی
بھولی تیری یاد کیون کیسی ہوئی

چال چلکر وعدۂ دیدار کی
یہ ہوا ارشاد کیون کیسی ہوئی

وصل کی وہ رات جو گذری کبھی
آپکو ہے یاد کیون کیسی ہوئی

مدتون سے چھوڑ بیٹھے تھے جسے
آگئی پھر یاد کیون کیسی ہوئی

کردیا پامال اور کہتے ہین آپ
خانمان برباد کیون کیسی ہوئی

مرگِ دشمن پر ہم آکر یون کہین
یہ مبارکباد کیون کیسی ہوئی

وصل کی شب حجتون مین کٹگئی
مفت مین برباد کیون کیسی ہوئی

جب نہ دل ہی ہو تو کیا دل کی امید
زندگی برباد کیون کیسی ہوئی

اب طبیعت خوگرِ جور و جفا
او ستم ایجاد کیون کیسی ہوئی

تجکو ای فرہاد اب بھی یاد ہے
عشق کی اُفتاد کیون کیسی ہوئی

اوڑ گئے سب طائرانِ نغمہ سنج
آج ای صیاد کیون کیسی ہوئی

ظلم کا تیرے ہی قصہ برزبان
یہ کہانی یاد کیون کیسی ہوئی

چاہتا ہے داغ سے حسرت یہ داد
یہ غزل اوستاد کیون کیسی ہوئی

اشعارِ متفرقات

اپنی آواز تو اے یار سُناتے جاؤ
گالیان ہی مجھے دو چار سُناتے جاؤ

نہین دیدار دکھاتے ہو تو مشتاقون کو
مژدۂ جلوۂ دیدار سُناتے جاؤ

دل دیا تمکو تو بے شبہہ خطاوار ہین ہم
قتل کا حکم ہی سرکار سناتے جاؤ

دیگر

یہ تو یقین ہے ترا آنا تو ہے محال
سو سو ترے خیال مگر آئے جاتے ہین

اک بوت ہی کہ وہ ہی نہین بسمین آپکے
ورنہ ہزارون مجھپہ ستم ڈہائے جاتے ہین

ہم ہین کہ جان دینے سے انکار ہی نہین
وہ ہین کہ بات بات پہ جھنجلائے جاتے ہین

کیا جانیے وصال مین کیا بات ہوگئی
آنکھین نہین ملاتے وہ شرمائے جاتے ہین

حسرت نہین ہی نام جو منہ دیکھے پھر ترا
لے آج تیرے سر کی قسم کھائے جاتے ہین

دیگر

سوچتے ہین وہ کہ پھر ہم آئین کیا
لے چکے ہین دل طلب فرمائین کیا

جب ملائک لکھتے ہین ناگفتہ بات
رند یارب شرم سے مر جائین کیا

دیگر

چھوڑ دین کیون مے پرستی روز حشر دور ہی
ہوش مین پہلے ہی سے ہم ساقیا آجائین کیا

دیگر

غلط ہی ہم تمہارا شکوہ بیداد کرتے ہین
جو کچھہ گذری ہوئی باتین ہین انکو یاد کرتے ہین

یہ عیاری تو دیکھو وہ کسی کا ہی کہدینا
کبھی فرصت جو ہوتی ہی تو تمکو یاد کرتے ہین

دیگر

جو ہوا ہے ترے انداز کا بسمل قاتل | تا قیامت وہ پکارا کیا قاتل قاتل

دیگر

ہمین تو چھوڑ کر اوسکا ہوا دل | ارے او بیمروت بے وفا دل
کبھی سینہ مین کچھ رکھتے تھے ہم بھی | کبھی اپنے بھی کوئی پاس تھا دل

دیگر

درد کو بھی کہین قیام نہین | یہ مرے دل کی بیقراری ہے

دیگر

محو دیدار کر دیا کس نے | ٹکٹکی باندھ لی ہے نرگس نے

دیگر

اللہ کی ہے شان کہ آ کے بام پر | اب گالیان سناتے ہین وہ میرے نام پر

دیگر

پوچھتے ہین ترے عاشق سے جو ہم کھلنے کو | تو وہ کہتا ہے کہ تیار ہون سم کھانے کو

سلام

مجرئی وہ شافعِ محشر ہوا اچھا ہوا | امتِ عاصی کا اک رہبر ہوا اچھا ہوا
کہتے تھے شبیر یہ بھی اک رہِ تسلیم ہے | سر ہمارا اب تہِ خنجر ہوا اچھا ہوا
امتِ عاصی تو بچ جائے کہا شبیر نے | یان ستم جو کچھ ہوا مجھ پر ہوا اچھا ہوا
حشر کے دن کیا ٹھکانا امتِ عاصی کا تھا | ہان مگر تو ساقیِ کوثر ہوا اچھا ہوا

سرخ رو ہونگا قیامت مین کہا شبیر نے
حلق پر میرے روان خنجر ہوا اچھا ہوا

ماتم شبیر مین رو کر خزانہ ملگیا
اشک کا قطرہ ہر اک گوہر ہوا اچھا ہوا

آنکھ سے جو اشک نکلا ماتم شبیر مین
رشک اختر غیرت گوہر ہوا اچھا ہوا

کیون نہو افسردگی ماہ محرم آگیا
مضطرب میرا دل مضطر ہوا اچھا ہوا

قبر مین شاہ و گدا کا سب تفاخر مٹ گیا
خاک مین ہر ایک کا بستر ہوا اچھا ہوا

کیا قیامت ہے کہ فوج اشقیا مین شور ہے
آج ابن فاطمہ بے سر ہوا اچھا ہوا

ہو سکا جس سے نہ سائل کا کبھی دل سوال
حشر مین وہ ساقی کوثر ہوا اچھا ہوا

اس مکان کی واسطے شایان تھا ایسا ہی مکین
تو جو پیدا کعبہ کے اندر ہوا اچھا ہوا

آسمان سے کچھہ زمین کی سرفرازی بڑہ گئی
جب سپرد خاک وہ سرور ہوا اچھا ہوا

بات تو جب تھی کہ کہتے ماتم شبیر مین
آج ٹکڑے گنبد بے در ہوا اچھا ہوا

اللہ اللہ کوئی دیکھے خاکسار کا عروج
یہ بشر خاکی ہی پیغمبر ہوا اچھا ہوا

اشقیا کہتے تھے ابتو ار لو شبیر کو
کشتہ خنجر علی اکبر ہوا اچھا ہوا

ڈوب جاتا شرک کے دریا مین امت کا جہاز
ناخدا اب سبط پیغمبر ہوا اچھا ہوا

مغفرت کا حشر مین حسرت بہانہ ملگیا
تو مدیح آل پیغمبر ہوا اچھا ہوا

مصنفہ | قطعات | سنہ ۱۸۹۳ء

یہ طبیعت مین انقلاب ہوا | شعر کا لطف کھو دیا ہمنے

مفلسی قرض اور ناداری		عیش سارا ڈبو دیا ہمنے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۳ء
تجکو شاباش ہی زمینداری	۲	خوب تو نے ڈبو دیا ہمکو
سود لینے کی فکر دینے کی		دین دنیا سے کھو دیا ہمکو
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
باقی رہا ہی گنج فقط ابتو نام کا	۳	ٹھیکا بھی ہی محال بہت کچے کام کا
پوچھے کوئی تو صاف یہ کہنے کی بات ہے		ٹوٹا ہی مبلغان علیہ السلام کا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
حیف صد حیف کہ بدلی مری عادت کیسی	۴	میرے احباب کو رہتی ہی شکایت کیسی
ہو جو انصاف تو خود دلمین سمجھ لین اپنے		آپنی جان پہ اپنی تو سخاوت کیسی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
ہاے متھرا مین وہ احباب کا جلسا نرہا	۵	عیش و عشرت کا وہ دنرات کا چرچا نرہا
یاد آتا ہے تو کچھ دل پہ گذر جاتی ہے		کیا کہین آپ سے وہ اپنا زمانا نرہا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
بڑھ گئی حد سے سوا ابتو مصیبت میری	۶	حسن باقی ہے نہ وہ پہلی سی حالت میری
آپ ہی غور سے گر دیکھو ن تو اللہ اللہ		میری تصویر سے ملتی نہین صورت میری
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء

بزمِ اغیار مین شامل وہ اکیلا ہوگا گو کہ مرتا ہون مگر مجکو خوشی ہی اسکی	۷	عیش و عشرت کا بھی پورا ہی جھمیلا ہوگا میرے مرنے کا بھی اوس کوچہ مین میلا ہوگا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
لشکرِ حسرت و افسوس کا ریلا ہوگا مفلسی کی یہی صورت ہی تو حسرت تمکو	۸	حیف صد حیف کہ غمخوار اکیلا ہوگا کچھہ کفن کے بھی تو ملنے مین جھمیلا ہوگا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
پوچھتے کیا ہو مریجان شکایت دلکی بعدِ مردن یہی تربت سے صدا آئیگی	۹	ابتو کچھہ ایسی ہے بگڑی ہوئی حالت دلکی حیف صد حیف نہ نکلی کوئی حسرت دلکی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
اسلام مین پیدا کیا گو ہمکو خدا نے تعظیم نہ کیون برجِ مقدس کی کرین ہم	۱۰	اس بات کو لیکن کوئی بھگتا ہوا جانے دل چھین لیا ہی کسی کافر کی ادا نے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ء
عالم الغیب پہ ظاہر ہے مصیبت میری گو گناہون مین گرفتار ہون لیکن حسرت	۱۱	وہی واقف ہی جو کچھہ آج ہی حالت میری ہاے افسوس نہ نکلی کوئی حسرت میری
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
اپسی برسات سے کیون ہو نہ زمانہ غمگین اوس سے پیاس کا بجھنا تو ہے دشوار مگر	۱۲	ڈوبتے کو نہین تنکے کا سہارا بھی کہین کیا قیامت ہی کہ گرتی ہی یہان اوس نہین

مصنفہ		دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء
اب تو پہلے سے وہ دن ہی نہیں و رات نہیں	۱۳		عیش بھی لاکھ میسر ہوں تو وہ بات نہیں
کیوں نہ مخلوق پریشان ہو احوال ہی یہ			حیف صد حیف کہ بھادوں ہی میں برسات نہیں
مصنفہ		دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء
یہ قہر ہو گیا ہے کہ جینا وبال ہے	۱۴		آنسو بھی خشک ترہیں یہ خشکی کا سال ہے
یہ حال ہے کہ قحط کا رونا تو درکنار			سچ پوچھئے جو آج تو رونے کا کال ہے
مصنفہ		دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء
کون کہتا ہی کہ وہ دن نہیں وہ رات نہیں	۱۵		جیسے ہر سال ہوا کرتی تھی وہ بات نہیں
کیا سبب کیوں یہ زمانے کی ہوا بدلی ہی			صاف تو یہ ہی کہ اب کی ہوئی برسات نہیں
مصنفہ		دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء
سچ اگر پوچھتے ہو دل کا یہ سمجھانا ہے	۱۶		نہ وہ ساقی ہی رہا اور نہ پیمانا ہے
قحط نے خلق کا یہ حال بنایا حسرت			کالعدم خالِ رخِ یار کا بھی دانا ہے
مصنفہ		دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء
کیا پوچھتے ہیں آپ کہ کیا اہتمام ہیں	۱۷		سچ تو یہ ہے کہ بند زمانے کے کام ہیں
یہ ابر کا ہی حال کہ بارش کا ذکر کیا			بس دور دور ہی سے پیام و سلام ہیں
مصنفہ		دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء
قحط نے منہ مرے اللہ دکھایا کیسا	۱۸		فصل کا بنکے بگڑتا ہے یہ نقشا کیسا

منہ برسنے کی تو اب کوئی بھی امید نہین		اوس پر اوس پڑی ہے یہ تماشا کیسا	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء	
خشک آتی ہو نظر جبکہ ہر اک سمت زمین	۱۹	ایسی حالت مین نہ کیونکر ہو زمانہ غمگین	
ابکی برسات کا کچھ حال ہی ایسا حسرت		ابر آتا ہی مگر ہاے برستا ہی نہین	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء	
فکر محصول کی گر کیجے تو ہیہات کہان	۲۰	اور باقی جو اوگھا لیتے تھے وہ بات کہان	
تم زمیندار ہو تو صاف سمجھلو حسرت		خشک سالی کا یہ عالم ہی تو دیہات کہان	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء	
یہ خشک زمانہ ہی کہ ہین لخت جگر خشک	۲۱	ہر چیز نظر آتی ہے اسوقت مگر خشک	
لازم اوسے پھر ہوتا ہے خشکی کا چرانا		تنخواہ ملازم کی مقرر ہوا گر خشک	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء	
خشک سالی ہو موت سے بدتر	۲۲	حال یہ ہے جہان کا ابتر	
کیون نہ مخلوق پھر کہے حسرت		کال آیا نہ کال بھی آکر	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء	
قحط کے حال پہ رونا تھا سو اب وہ بھی نہین	۲۳	ہوئے خاموش کہ جو کچھ ہو خدا کی مرضی	
خشک سالی کا یہ عالم ہی کہ دل خشک ہوا		اشک بھی آنکھ مین آتے نہین بارش کیسی	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۹۷ و ۱۸۹۶ء	

جس سمت نظر کیجئے میدان ہے ہوکا یہ پیٹ کے دھندے مین گرفتار ہے خلقت	۲۴	کچھہ ذکر صراحی کا نہ چرچا ہے سبو کا ہر شخص یہی کہتا ہے بھوکا بھوکا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ و ۹۷ء
حیف صد حیف طبیعت ہی پریشان کیا کیا کرتے اسرار ہین احباب غزل لکھنے کو	۲۵	اور پھر اوسپہ مصیبت ہے سوائی کیسی دل ہی قابو مین نہین نکتہ سرائی کیسی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ء
حضرت کے مین ایمان کا احوال کہون کیا اک آنکھہ مین ہو عیب تو کچھہ عیب گن جائے	۲۶	گر جھوٹ ہو تحریر پچاسے کا سبب ہو دو آنکھون مین نقطے ہین قیامت سے غضب ہے
در مذمت	دیگر	مصنفہ سنہ ۱۸۹۶ء
مجھسے نہین ظاہر مین سبب رنج کا کوئی ایمان تو ہارے ہو مگر یہ بھی سمجھہ لو	۲۷	پھر اوسپہ بھی ایمان جو ہارو تو غضب ہے جسکا کوئی ساتھی نہین اوسکا بھی تو رب ہے
در حسب حال	دیگر	مصنفہ سنہ ۱۸۹۶ء
مدعی کی مرے گھر مین ہی ضیافت صد شکر سچ اگر پوچھو تو یہ بھی ہے عنایت اوسکی	۲۸	لطف دیکھو کہ عداوت مین ہی دعوت صد شکر میرے اللہ نے رکھلی مری عزت صد شکر
حسب حال حافظ فرزند علی صاحب	دیگر	ساکن آگرہ مصنفہ سنہ ۱۸۹۶ء
عادت ہی شرط بات کا پورا ہو آدمی اسواسطے کہ حقے کا ہے ذوق اسقدر	۲۹	خود کہتے ہین کہ جائینگے دوزخ سے بھی پرے جنت مین بھی نجائینگے ہم بے چلم بھرے

دیگر

ایسا جہان مین اسکے پڑا خشک سال ہے	۳۰	معشوق کے بھی چھوڑنے کا احتمال ہے
عشاق مُنہ کو پھیر کے کہنے لگے ہین اب		اس دور مین تو دل کا بھی دینا محال ہے

دیگر

نہین معلوم کہ کیا دیتے تھے کیا رکھتے تھے	۳۱	ہم بھروسا نہ کوئی تیرے سوا رکھتے تھے
قحط مین اپنی زبان پر ہے یہ مصرع حسرت		ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

دیگر

یہ تو ظاہر ہے کبھی چین زمانے کو نہین	۳۲	جو کہ گذری ہوئی باتین ہین وہ آنے کو نہین
اسکے کچھ سال کا لیکن ہے فسانہ ایسا		کیا قیامت ہے یہان زہر بھی کھانے کو نہین

دیگر

ہاے کیا کھائین آج ہم کھانا	۳۳	کیون نہ معلوم پھر ہو ہم کھانا
جب رعایا کا حال ہوا ایسا		اون پہ مشکل ہوا قسم کھانا

مصنفہ **رباعیات** سنہ ۱۸۹۴ء

آئے ہین بڑی دھوم سے ماہ رمضان	رباعی ۱	روزہ کو ہے تیار ہر اک پیر و جوان
تقدیر نے لیکن یہ کہا ہے حسرت		روزہ کے سوا اور ہے کھانے کو کہان

مصنفہ دیگر سنہ ۱۸۹۴ء

ابتک نہین معلوم وہ کیا کیسا ہے	۲	ہے ذائقہ اچھا کہ بُرا کیسا ہے

جو چیز نہ چکھی ہو بتاؤ حسرت		کیا اوسکا بتاؤن کہ مزا کیسا ہی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء

جسدن سے مجھے جوشِ جوانی آیا	۳	پیغام اجل کا یہ زبانی آیا
سمجھے ہین جسے آپ جوانی کا مزا		وہ موت کی لیکر یہ نشانی آیا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء

گو ہمنے بہت اوسکو چھپا کر رکھا	۴	دل تمنے لیا اور چرا کر رکھا
پر صاف کھلی جاتی ہے چوری اوسکی		کچھ زلفِ پریشان مین اوٹھا کر رکھا
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء

اس جنس کے دینے کا ہی سودا ہمکو	۵	انکار مگر یہ ہے ذرا سا ہمکو
دل لیتے ہو لیکن نہین دیتے بوسہ		حجت ہے اسی بات پہ کیا کیا ہمکو
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء

اس فکر مین لذتِ جوانی چھوٹی	۶	سب عیش و نشاط و کامرانی چھوٹی
جب سے کہ پڑا نیل مین آکر ٹوٹا		اوس روز سے سب رام کہانی چھوٹی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء

آرام نہ لطفِ اتفاقی باقی	۷	افسوس رہا نہ کوئی ساقی باقی
کچھ ایسا جما مالگزاری کا خیال		کانون مین صدا آتی ہی باقی باقی
دفترِ حکایت برسات	دیگر	مصنفہ سنہ ۱۸۹۴ء

کچھ اسکے عجب طور کی برسات آئی	۸	اور اپنی تباہی بھی لگے ہات آئی
جو کچھ کہ بنے کچے مکان تھے اپنے		یہ اونکے لئے مرگِ مفاجات آئی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تقدیر کو دیکھا ہی نہ بھالا ہمنے	۹	تدبیر سے گو کام سنبھالا ہمنے
ٹلتا نہیں تقدیر کا لکھا لیکن		اب تک تو بہت کام نکالا ہمنے
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
افسوس مری ہائے وہ حالت نہ رہی	۱۰	وہ عیش وہ احباب کی صحبت نہ رہی
کچھ تفرقۂ افلاک نے ایسا ڈالا		وہ رنگ مرا اور وہ صورت نہ رہی
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تکلیف بھگتتے ہوئے گذرے دو سال	۱۱	اور ایسے کہ ہے رات کو سونا بھی محال
گر ایک ہو تو نام بتاؤں اوسکا		دو چار ہیں امراض اکٹھے فی الحال
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
تکلیف مرض اور وہ قرضے کا خیال	۱۲	آمد نہ وہ دو پیسے کی جسکو فی الحال
تصویر بھی اُوسکی کوئی دیکھے تو کہے		کیونکر نہ ہو اس شخص کو جینا جنجال
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء
حسرت کا کوئی ہمسے نہ پوچھو احوال	۱۳	کمبخت پہ کچھ ایسا پڑا آکے وبال
یا تو کبھی آزاد رہا کرتا تھا		یا فکر ہیں ہے قید بدن کا ہر حال

مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۴ء	
بگڑی ہوئی تقدیر کی حالت سنلو گر گردشِ افلاک کا نقشا دیکھو	۱۴	گذری ہوئی ایک آدہ حکایت سنلو مجھسے ہی ذرا میری مصیبت سنلو	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶و۹۷ء	
غلہ کے جو تاجر ہین وہ برہم بھی نہین بارش کا کچھ احوال ہی ایسا حسرت	۱۵	مخلوق کی حالت کا انھین غم بھی نہین کیا ذکر برسنے کا کہ شبنم بھی نہین	
	دیگر		
کل شب کو عجب خواب مین حالت دیکھی یعنی کہ باین ریشِ مطہر حسرت	۱۶	اک آنکھ نہ جو بھائے وہ صورت دیکھی آئی ہوئی کانی پہ طبیعت دیکھی	
در مذمت	دیگر	مصنفہ سنہ ۱۸۹۶ء	
دشمن کی جو ہوتی تھی ہوئی رسوائی یہ بھی ہے نئی بات جہان مین حسرت	۱۰	اور پھر نہ عدالت مین ہوئی شنوائی نوروز مبارک سے ملی عید آئی	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ء	
کچھ اسکے عجب وصل کا جلسا دیکھا جسوقت کہ نوروز کی ساعت آئی	۱۸	سچ یہ ہے نیا ایک تماشا دیکھا ملتا ہوا کچھ عید کا نقشا دیکھا	
مصنفہ	دیگر	سنہ ۱۸۹۶ء	
کچھ اسکے عجب طرح کے آئے رمضان	۱۹	خستہ ہوا روزہ سے ہر اک پیر و جوان	

سردی ہی نہ گرمی ہی تماشا یہ ہے | | حسرت ہے کسی چیز کا ہی لطف کہان

دیگر

ظاہر نہین سوزش نہانی میری | ۲۰ | برباد گئی عیش جوانی میری
مانا کہ نہ آئے گا ترحم تمکو | | سُن لیجیے پر رام کہانی میری

دیگر

اک قہر ہوا عجب قیامت آئی | ۲۱ | بے طور کسی جگہہ طبیعت آئی
آرام بھی چلدیا اوسی کے ہمراہ | | دل دیکے یہ ایک اور آفت آئی

دیگر

ارمان سا بھر رہا ہی دل مین | ۲۲ | اک درد سا اوٹھ رہا ہے دل مین
کیا جانے ہوئی یہ کیا قیامت | | کیون شور سا مچ رہا ہے دل مین

قطعہ در تعریف فلفل سبز

ہو چلی تھی جو مری کند ذرا طبع روان | | فلفل سبز کا دل نے یہ کہا کیجے بیان
فلفل سبز کی تعریف کوئی کیا لکھے | | سبز بختی کا یہی ہند کی ہی ایک نشان
رنگ وہ رنگ ملاحت وہ ملاحت کیسی | | دیکھکر جسکو ہوا ایک زمانہ قربان
ہای وہ قد کہ جو چھوٹا ہو تو غنچہ کہیئے | | اور جو بالا ہو تو کہیے بھی سرو روان
سرو کی گر کوئی پوچھے کہ روانی کیسی | | توڑئے اسکو تو کھلتا ہی ابھی راز نہان
یا تو کچھہ باغ کی رونق تھی اوسی کے دم سے | | یا ہوئی آکے ابھی زیب دہ دسترخوان

قدردان اوسکے زمانے مین ہین اہل دہلی
آشنا اسکے چٹخارے سے ہی کچھہ اونکی زبان

سُرخ ہوجای تو یاقوت کی کچھہ اصل نہین
رنگ سے اسکے شبابہ نہین شاخ مرجان

سبز پتون مین نظر آتی ہی سرخی اسکی
دہان کے کہیت مین یا عکس شفق کا ہی عیان

ذائقہ چکھئے تو تیزی سے تمہین کہلجائے
شوخ معشوق کی جس طرح سی ہو تیز زبان

گول ہوکر جو کبھی شاخ پہ رہجاتی ہے
ہم سمجھتے ہین اوسے عقدۂ رازِ پنہان

قد کی پوری ہو تو پھر اوسمین تامل کیا ہی
سبزہ رنگونکی زمانے مین ہی تصویر عیان

آجتک اسکی ہی حورون کو تمنا باقی
اسکے جلوسے سے جو محروم رہا باغ جنان

اسکے کھانے سے وہ کچھہ ملتی ہی لذت حسرت
جیسے گویا کسی مایوس کا نکلا ارمان

قطعہ در تعریف پشہ

کچھہ عجب چیز ہین یہ مچھر بھی
شب کو رہتی ہی دل لگی ان سے

نام سے انکے چونک پڑتے ہین
آشنا جو ہین خواب غفلت کے

کیا سُریلی صدائین آتی ہین
گانے والے یہی ہین دُھرپت کے

واہ وا مرحبا تعالی اللہ
کان کاٹے ہین صاف ارگن کے

جب چھوتے ہین ڈنک وہ آکر
مزے ملتے ہین اوٹھتے جوبن کے

اونکی ہر بات اک تماشا ہے
ابھی اوڑکر گئے ابھی آئے

کان پر یا صدائین دیتے تھے
ہات اوٹھاؤ تو پھر نہین ملتے

زوران پر ذرا نہین چلتا
یہ تو اوستاد نکلے رستم کے

ہو زبردست یا ہو کچھ کمزور
کاٹتے کان ہین یہ دونون کے

کیسے آرام سے نہ پھر سوئین
ہمسے ہوجائے دوستی ان سے

جب ہوا آگئی تو پھر حسرت
نہین ملتے پتے بھی مچھر کے

قطعہ در بیان خواب غفلت

نیند بھی ہے جہان مین اک چیز
جس سے ملتی ہے کسقدر راحت

کیسی ہی آدمی ہو آفت مین
جب یہ آئی تو ہوگئی غفلت

عاشقون کے لئے تسلی ہے
کاٹتی ہے یہی شب فرقت

اس کا آنا ہے موت کا آنا
موت سے کچھ نہین مگر نسبت

کیسے ہی شیر دل ہون رستم ہون
ہار دیتے ہین اس سے سب ہمت

جب یہ آنکھون مین آگئی پوری
خوف دشمن دوست کی حاجت

اسکے آتے ہی ہوگئے خاموش
جنکو شور و بکا کی تھی عادت

راحت روح عاشقان ٹھہری
گو کہ آتی نہین شب فرقت

اسکی تعریف کوئی کیا لکھے
اس سے بہتر نہین کوئی حسرت

در شکریہ جناب میر ابو الحسن صاحب سابق تحصیلدار متھرا

حال تحصیلدار اکبرآباد

مرغ کی آج فسن جان پکا کر بھیجی
بوالحسن نام ہین مخدوم و مکرم میرے
تا قیامت وہ رہین حاکم متھرا یا رب
دیکھکر اونکو یہ جلتے رہین ایرے غیرے

دیگر

ملکئی سلطنت ایران کی ساری مجکو
یا تن مردہ کو میرے یہ نئی جان ملی
میر صاحب وہ سلامت رہین جنکے باعث
مرغ کی پکّی ہوئی آج فسن جان ملی

دیگر

دولت ایران کی سب بخشدی گویا اکبار
بوالحسن نے جو کیا لطف سے مہمان مجھے
ایسی تقدیر پہ کیونکر نہون شادان حسرت
میرے مخدوم نے بھیجی ہے فسن جان مجھے

سہرا در تہنیت شادی فرزند ارجمند کنور تحصیل علیخان مدعہ
از نتیجہ فکر مصنف دیوان

خوب ہے اس رخ پُرنور پہ شایان سہرا
ہو مبارک تجھے تحصیل علیخان سہرا
شکر صد شکر کہ اب دل کی تمنا نکلی
تیرے چہرہ پہ ہوا آج نمایان سہرا
رخ نوشاہ کی دیکھی جو چمک سہرے نے
اسلئے ہوگیا حیرت سے پریشان سہرا
تا بنی اور بنے مین ہو محبت قائم
آج ہے سورۂ اخلاص کا خواہان سہرا
رخ نوشاہ کی لیتا ہے بلائین ہلکر
ابتو کرنے لگا اک کار نمایان سہرا
دھوم یہ چار طرف ہے اسی مہمانی کی
محفل عیش مین ہے آج جو مہمان سہرا

مصحفِ رخ سے ترے یہ جو ملا ای نوشا ابتو بے شبہہ بنا حافظِ قرآن سہرا
اُسکو مقیش کے جھڑنے سے خلش ہوتی ہے رخِ نازک پہ ہی نوشہ کے جو تابان سہرا
چھڑکے زخمِ دلِ حاسد پہ یہ جنبش سے نمک تیرے حسنِ نمکین سے ہے نمکدان سہرا
یہی باعث ہے کہ کانوں سے لگا ہی تیرے تاکہ ظاہر کرے کچھہ خواہشِ پنہان سہرا
نغمہ و دف ہی کہین ساغر و بادہ ہی کہین لیکے آیا ہی بہت عیش کا سامان سہرا
رخِ نوشاہ سے مِل مِل کے ہوا کھائی ہی کیون نہ پھر فرطِ طرب سے ہو یہ قرصان سہرا
مرمٹے رشک سے یہ بات گوارا نہوئی حاسدون کی تو ہوا جان کا خواہان سہرا
کچھہ عجب بات ہی ان دونون سے بڑھکر ہی چمک مہِ تابان ہی نہ خورشیدِ درخشان سہرا
جسطرف دیکھیے آتی ہی نظر ایک بہار آج یہ بزمِ طرب مین ہی گل افشان سہرا
بزمِ شب مین ہوئے خورشید کے آثار عیان یا ہوا ہے رخِ نوشہ پہ درخشان سہرا
رکھہ رکھاؤ سے ہے یہ دولہہ دولہن کے ثابت عشق و حسن سے ہی دست و گریبان سہرا
رخِ نوشاہ پہ آیا ہے تو عزت یہ ہوئی سب سے تعظیم کا ہونے لگا خواہان سہرا
مفت مین خوبیِ قسمت سے یہ عزت پائی نہ تو دامن ہی بنا اور نہ گریبان سہرا

آج پوری ہوئی حسرت کی تمنا یہ تمی
باندہین سر پہ ترے فیاض علیخان سہرا

دیگر

خدا کی شان دکھائے یہ آسمان سہرا تمہارے سر پہ بندہے اب بہ عزوشان سہرا

بندہا ہی سر پہ ترے اب بہ عزوشان سہرا
خوشی سے گائیگی ناہید آسمان سہرا

ہوا ہے رونقِ محفل جو بے گمان سہرا
تو انجمن مین کرے کیون نہ گریسان سہرا

ہوا سے ہلتی ہین لڑیان یہ ہی خیال غلط
خوشی سے آج بجاتا ہے تالیان سہرا

عروج اسکو ملا ہی یہ تیرے سر چڑھکر
زمین حسن کا ہے آج آسمان سہرا

اسی سبب سے ہر اک تار ہی جدا اسکا
اوڑائیگا دلِ حاسد کی دھجیان سہرا

یہ سارے عیش و طرب تو اوسی کے تابع ہین
بنا ہے منزلِ عشرت کا سائبان سہرا

خیال تھا رخِ نوشاہ تک وہ پہنچے
بنا ہے یہ نظرِ بد کا پاسبان سہرا

کھلا ہے یہ رخِ روشن پہ تیرے رہ ہلکر
گرائیگا دلِ حاسد پہ بجلیان سہرا

دولہن کے گھر پہونچکر کھلا ہے یہ احوال
کھلائیگا ہمین بے وجہ گالیان سہرا

یہی سبب ہی کہ کانون سے اور رخ سے ہلا
رموزِ حسن کا ہے ایک رازدان سہرا

فروغِ حسن تو اد یکھکر یہ شرم چڑھی
زبانِ حال سے کہتا ہے الامان سہرا

سنینگے ہند کے شاعر تو یہ کہینگے ضرور
بہت نفیس ہے مصحفی کا یہ گمان سہرا

مثنوی

میرے ہمراز دوستو سنلو
اس طرف بھی ذرا خیال کرو

تمکو کچھ حال مین سناتا ہون
نئی ترکیب اک بتاتا ہون

رنگ جو ہو گیا زمانے کا
اس سے واقف ہی سب بڑا چھوٹا

ہوگئے اور ہی علوم و فنون
بید لیلیٰ کا بن گیا مجنون

یعنی جاری ہوئے علوم جدید
لوحِ سیمین بنی ہے لوحِ حدید

مشرقی جو علوم تھے سارے
جو فلک پر بنے تھے ستارے

جنکا پرتو جہان مین پھیلا
اک جہان جنسے فیض پاتا تھا

جنکی تھی اک جہان مین شہرت
جنکو مانے ہوے تھی سب خلقت

جنکا ڈنکا جہان مین بجتا تھا
جنپہ سارا جہان شیدا تھا

فلسفی اور نجومی اہل کلام
سب سمجھتے تھے اونکی بات الہام

جنکو مانا تھا آپنے لاریب
ابتو نکلے ہین اوسمین ہی سو عیب

آسمان کا وجود ہی نہ رہا
بود نابود بود ہی نہ رہا

گو نفس سے مجاہدہ ٹھہرا
سب سے افضل مشاہدہ ٹھہرا

یعنی جو کچھ خلاف نیچر ہو
مانتی عقل اب نہین اوسکو

کیون نہو اک جہان کو اغراض
ہوگئی ہے زمین کو گردش

یہ جو بدلی جہان کی حالت
شاعری کی رہی نہ کچھ وقعت

پوچھتا اب نہین کوئی اوسکو
آپ ہی آپ دل مین غور کرو

جس سے کچھ فنِ شاعری ہی مراد
اوسکو رکھا ذرا نہ تمنے یاد

یعنی پہلے وہ شاعران عرب
جنسے جاری ہوا ہی علم ادب

اونکا گر کچھ کلام دیکھو تم
اپنے ہی مُنہ کو آپ نوچو تم

خود کہو گے مجھے ہی صاف یقین
لغو گوئی ہے شاعری یہ نہین

ہو گیا خیر جو کہ ہونا تھا
مقتضیٰ وہ ہی تھا زمانے کا

خواب غفلت سے اب تو چونکو تم
دل مین اپنے ذرا تو سوچو تم

جب زمانہ بدل گیا سارا
شاعری کا بھی رنگ پھر ہو نیا

یعنی تطبیق ہو زمانے سے
کام رکھو نئے فسانے سے

آجکی بات آجکی ہو زبان
آجکا حال آجکا ہو بیان

صاف کہتا ہے آپ سے حسرت
شاعری کی نئی ہو کچھ رنگت

مثنوی ناتمام

ساقیا زہر کا تو جام پلا
کہ نہین جام تمنا مین مزا

بیٹھے بیٹھے مجھے کچھ یاد آیا
زور پر پھر دل ناشاد آیا

پھر وہی آہ کی طغیانی ہے
اشک کی سلسلہ جنبانی ہے

پھر وہی درد جگر مین اوٹھا
جوش سودا وہی سر مین اوٹھا

پھر وہ وحشت کے خیالات ہوئے
مبتلائے غم و آفات ہوئے

پھر وہی اگلی سی بیتابی ہے
چشم منت کش بے خوابی ہے

درد سا دل مین ہے رہتا ہر دم
ہائے کیسا یہ ہوا جان کو غم

کیا کہون آہ کہ کیا یاد آیا
پھر وہی مہر لقا یاد آیا

جان ہی جسنے ہی کھویا مجکو
عشق مین جسنے ڈبویا مجکو

کام سے جسنے چھوڑایا مجکو
یاد سے جسنے بھلایا مجکو

جس نے برباد کیا ہائے مجھے
جس نے ناشاد کیا ہای مجھے

مضطرب جس نے کیا ہی مجکو
رنج یہ جس نے دیا ہی مجکو

جس نے ارمان کو کھویا میرے
ایکدن ساتھ نہ سویا میرے

جس نے اسدرجہ ستایا مجکو
مفت دیوانہ بنایا مجکو

کھودیا عشق کی بیتابی نے
جان لی چشم کی بیخوابی نے

دل نے بیتاب بنایا مجکو
مفت مین ہای ستایا مجکو

کیا کہون آہ کہ کیا مجکو ہوا
نہین کھلتا کہ یہ ہی باعث کیا

رنج کبتک مین اوٹھاؤن ایسے
شور کبتک مین مچاؤن ایسے

صبر کبتک ہو تحمل کبتک
اوستمگر یہ تغافل کبتک

ہو عنایت تو تغافل بھی سہی
اور دل جور تجاہل بھی سہی

روز کے رنج اوٹھاؤن کبتک
بات مین لب پہ نہ لاؤن کبتک

مجکو ہرگز نہ شکایت ہو کوئی
صبر کی کچھ جو نہایت ہو کوئی

خیر ابتک تو مین خاموش رہا
دیکھلے تو کہ نہین کچھ بھی کہا

دل مین آئی نہ شکایت ہرگز
لب پہ آئی نہ حکایت ہرگز

مرچلا ہائے مین کبتک نہ کہون
اب نہین تاب کہ چپ بیٹھہ رہون

کیا کہون آہ کہ اب تاب نہین — ہوش مین ہی دلِ بیتاب نہین
مین بھی ناچار ہون اب کہتا ہون — دو تو سنلو جو غم سہتا ہون
یعنی کہتا ہون مصیبت اپنی — ابتدا ہی سے حکایت اپنی
جس نے کچھ رنج اوٹھایا ہوگا — کچھ مزا جور کا پایا ہوگا
وہی دیگا مری تقریر کی داد — مرحبا چرخ کے ہاتھون فریاد
قصہ کوتاہ کرون رازِ عیان — کھا گیا ہے مجھے سوزِ پنہان
مین بھی اب کھولون زبانکو اپنی — جوش مین لاؤن فغانکو اپنی
جو کہ گذرا ہے سراسر کہدون — قصۂ عشق مگر کہدون
یعنے اک شوخ پہ ہم مرتے تھے — دل و جان اوسپہ فدا کرتے تھے
اور وہ دشمنِ اربابِ وفا — جسکی عادت ستم و جور و جفا
کج ادائی کو ادا جانے وہ — بیوفائی کو وفا جانے وہ
خواب مین بھی نہ تصور آئے — نامِ عاشق سے تنفر آئے

در تہنیتِ پیدایش نبیرۂ جناب آجہ محمد باقر علیخا صاحب رئیس پنڈراول

واہ کس لطف سے اس جشن نے پائی ترتیب — قطعہ — دور سے آکے ہوئے جمع عزیز اور قریب
یعنی اللہ نے فرزند کو فرزند دیا — راجہ صاحب کو ہوا آج مبارک تقریب

قطعہ در تعزیت ناصر خان کوچوان مرحوم متوطن اونٹ گرہوڑا نسی

ہای پیر ضعیف ناصر خان
دار دنیا سے سوے خُلد گئے

سو برس کے قریب عمر ہوئی
پر قوا تندرست تھے سارے

کھیل رہتا تھا روز چوسر کا
ہاے کیسے مزاق کے وہ تھے

چال چلنی نہ اونکو آتی تھی
مہربان اور کو بناتے تھے

وہ بگڑنا ذرا سی باتون پر
اور کہنا کہ ہم نہین چلتے

گوٹ کو ایک گھر کے رکھنے پر
سیکڑون اونکو ہوتے تھے جھگڑے

ایک کوڑی کی صاف چت پٹ پر
ابھی راضی ہوئے ابھی بگڑے

ہار کر بازی اونکا اوٹھ جانا
اور کہنا کہ ٹھہرو کھیلین گے

یاد آ آ کے روز اوٹھتی ہے
ہوک سی ایک دل مین حسرت کے

قطعۂ تاریخ وفات ناصر خان مرحوم

سیے اک دوست تھے جو ناصر خان
نرد کا کھیل تھا جن سے جاری

یہ شش و پنج طبیعت کو ہوا
کچھ ہوئی تھی نہ اونھین بیماری

اونکے مرتے ہی ہوا کھیل خراب
ہر گئی عقل کی چوسر ساری

فکر تاریخ جو حسرت کو ہوئی
یہ ہوا شعر زبان پر جاری

مات ہے کہکر یہ کہا ہاتف نے
ملک الموت سے بازی ہاری

۱۲۴۳ ۸۷۳

قطعہ تاریخ رحلت جناب عمویصاحب نواب ممتاز الدولہ سر محمد فیض علیخان صاحب بہادر کے سی ایس آئی مرحوم رئیس اعظم قصبہ بہاسو ضلع بلند شہر نور اللہ مرقدہ

ہاے وہ فیضِ علیخان نامدار — ہاتھ مین جنکے تھا بیڑا قوم کا
تھین امیدین یہ کہ اپنے ہاتھ سے — اسکو چھوڑین گے وہ ساحل پر لگا
چلدئے وہ خلد کو اور بیچ مین — رہ گیا یہ قوم کا بیڑا پھنسا
بدنصیبی ہی تری اے قوم یہ — سوچ تو یہ تونے کسکو کھو دیا
کون پچھلون مین ہوا اس شان کا — اور آگے کو تو ہے امید کیا
کسکی یہ توقیر یہ عزت ہوئی — کسکو یہ اعزاز یہ تمغا ملا
کون ایسا ہے کہ جسکے نام سے — نام روشن ہوگیا اس قوم کا
وہ ہی ایسے تھے کہ جنکے ساتھ ہی — مٹ گیا جو کچھ کہ باندھا تھا بھلا
اب کہان ہے اتحاد و اتفاق — کچھ نہین ہے بغض و کینہ کے سوا
وہ ترقی ہے نہ وہ اسباب ہین — اور ہی کچھ ہو گئے ارض و سما
صاف تو یہ بات ہے اس قوم مین — اب نہین ہے کوئی ایسا دوسرا
ہے یہی تاریخ اپنے ہاتھ سے — کھو گیا اک ارمغانِ بے بہا

۱۲ ۱۳ھ

یہ ہی حالت ہے تو اے حسرت سمجھ
اسرا کیا قوم کا باقی رہا

ولہ

رئیس پہلا سو تھے وہ سبز بخت — ہرا قوم کا جن سے سب تھا چمن
سوئے خلد تشریف وہ لیگئے — یہاں چھا گیا ابرِ رنج و محن
امیدین ترقی کی مٹنے لگین — تنزل نے چاہا کہ کیجے وطن
نشان مٹتے جاتے تھے اقبال کے — اور ادبار کرتا تھا جاری چلن
یہ حالت جو دیکھی تو اکبارگی — مرے دل مین پیدا ہوئی اک جلن
یکایک کہا ہاتفِ غیب نے — ذرا غور کر دل مین اے پُر محن
وہ تھے بندۂ خاصِ پروردگار — بہشت اونکا ہے خاص پہلا وطن
کہینگے وہ درگاہِ باری مین جب — یہ سب قوم کا جاکے حال کہن
سفارش ترقی کی ہو جائیگی — رہیگی نہ یہ قوم زیرِ محن
سمجھہ ہے تجھے تو یہ تاریخ ہے — گیا ہے وہان پیک شیرین سخن

۱۲ ۱۳ھ

ندا یہ جو آئی تو حسرت مجھے
ہوا دل سے کچھہ دور رنج و محن

ولہ

ہائے وہ نواب جنکے فیض سے — ہند کا شاداب رہتا تھا چمن
خلد کو وہ تو سدھارے اور یہان — گل ہوا ہے اب چراغِ انجمن
فکر ہے تاریخ کی حسرت اگر — کہہ بھی دے تو بھی ولی روشن سخن

۱۲ ۱۳ھ

ولہ

ہاے مرگِ جنابِ عموی سے
گل ہوا آفتابِ اہلِ خرد
اونکی تاریخ یہ کہی حسرت
مر گئے انتخابِ اہلِ خرد
۱۹۴۰

ولہ

ہای وہ فیض علی خانِ بہادر حسرت
جو کہ تھے بحرِ شریعت کے سراسر غواص
جنکو کچھہ شک ہو سمجھہ لین یہ ہے تاریخ اونکی
سرِ احکامِ خدا سے ملی اب بخششِ خاص
۱۹۴۰

ولہ

ایسی سرکار اب کہان پیدا
جسکو کہتے ہون آدمی فیاض
فیض جاری تھا جو پہاسو مین
ایسا ہوتا ہے کب کوئی فیاض
وہ سدہارے ہین جنکے دیکھے سے
ہوتا کنجوس آدمی فیاض
بعد حاتم کے گر کوئی دیکھے
وہی لاریب تھے سخی فیاض
مولوی مستقی مبارک فال
منتظم مستقل سخی فیاض
ان صفاتون کا کون ہوتا ہے
تھے زمانے مین اک وہی فیاض
کلکِ قدرت نے اونکے مرنے کی
لکھی تاریخ بھی غنی فیاض
۱۹۴۱

ولہ

چچا صاحب اپنے گئے خلد کو
جو کرتے تھے طاعت مین حق کی بسر
یہانتک انھین فکر تھی حشر کی
ہوئی اونکی تاریخ آخر نظر
۱۹۴۱

ولہ

چلے ہو خلد کو نواب ہوگا | تمہارا احمد مختار ہادی
پہونچنے کی کہون تاریخ حسرت | سوی جنت ہوا غفار ہادی

قطعہ تاریخ وفات اہل خانہ مصنف

عصمتی زوجہ کا مرنا ہی ستم | کیون نہ ویران ہو دیار خاتون
فاتحہ پڑہ کے یہ حسرت نے کہا | ہوئی تاریخ مزار خاتون

قطعہ تاریخ رحلت جناب حاجی محمد انور شاہ صاحب مرحوم مغفور

حیف یہ آج کسکا ماتم ہے | آسمان جس سے ہوگیا ہے سیاہ
کیون تلاطم ہوا ہے دنیا مین | کونسا اوٹھ گیا ولی اللہ
سب پریشان آج پھرتی ہے | خلق کا کیون ہوا ہے حال تباہ
یہی کچھ فکر تھی کہ حسرت نے | مجکو اس طور سے کیا آگاہ
تجکو ابتک نہین خبر کمبخت | دو گھڑی کو کھلی تھی خلد کی راہ
کسلئے کیون کھلی سبب کیا ہے | تجکو اس بھید سے کرون آگاہ
جو کہ پابند تھے شریعت کے | اور طریقت کی جانتے تھے راہ
وہ گئے آج دار فانی سے | سوے خلد برین بحشمت وجاہ

صاف اونکا ہوا یہ سال وصال
نور عرفان محمد انور شاہ

ایضاً

حیف حاجی محمد انور شاہ
جو بلاشک تھے مرشدِ کامل
کرکے تلقین سب مریدون کو
آپ خود حق سے ہوگئے واصل
حور و غلمان یہ صاف کہتے تھے
جب ہوے جاکے خلد مین داخل
فکر تاریخ کیون ہے حسرت کو
وہ تو پہلے ہی ہوگئی حاصل

نام نامی سے ملگیا جدم
غیب سے لفظ مرشدِ کامل
۱۲ ۱۳

تقاریظ و قطعات تاریخ دیوان حیرتکدۂ حسرت از شعرائے نازک خیالان و فصیح البیان

قطعۂ تاریخ از ترادشِ قلم معجز رقم شہنشاہِ سخن ناسخِ زبانہاے کہن اوستاد عالی شان بلیغ بیان جوہرِ تیغ زبان آوری و نکتہ دانی شمع محافلِ سخن سنجی و محاورہ بیانی دُرّۃ التاج شاعران زمانہ گوہرِ دستارِ دانشمندانِ فرزانہ مصباح کاشانۂ فصاحت و بلاغت مفتاح دکاکین سلاست و متانت المخاطب بہ دبیر الدولہ فصیح الملک

ناظم یار جنگ جہان اوستا بلبلِ ہندوستان اوستادی و ملجائی جناب نواب مرزا خانصاحب بہادر داغ دہلوی دام ظلکم

دے حسنِ قبول اسکو یارب — مطبوع ہوا کلام حسرت
جیسا ہی مصنف اسکا ذیقدر — ایسی ہی کلام مین ہی شوکت
اس رتبہ کی ہو یہ جسکی تصنیف — کیونکر نہ کرین ہم اُسکی مدحت
وہ معدنِ حلم و علم و دانش — وہ مخزنِ فیض و جود و ہمت
وہ اخترِ آسمانِ اقبال — وہ گوہرِ بحرِ جاہ و حشمت
یہ باغِ سخن ہی وہ فرح بخش — پہنچی ہی مشامِ جانمین نکہت
گلزارِ سخن ہی روح افزا — نظارہ سے جسکے دلکو فرحت
معشوقون سے پوچھو اسکی شوخی — عشاق سے پوچھو اسکی لذت
اشعار کا جا بجا ہے چرچا — دیوان کی جا بجا ہی شہرت
الفاظ مین کسقدر ہی شوخی — معنی مین ہی کسقدر نزاکت
ہر سطر ہے اوسکی زلفِ لیلیٰ — پہر ہین سطور مہر طلعت
کیا کیا ہی ترقی مضامین — کہتے ہین اسی کو بڑہتی دولت

ای داغ یہ لکھے مصرع سال
موجودہ خزینۂ فصاحت

۱۵ م ۱۳

تقریظ من تصنیف شاعر نازک خیال ظہوری ظہور نظیری نظیر ہمپایہ سحبان در فصاحت و بلاغت جناب مولوی عنایت علی صاحب متخلص بہ عنایت ساکن بانس بریلی

الحمد للہ علی کمال الذات والصفات والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خیر البریات وعلی آلہ واصحابہ الف الف مرات الراقمہ

خدا کی ثنا اور نعت نبی ہوئی ہے کسی سے نہ ہوگی کبھی
کرے مدح اصحاب کسکا ہی منہ بڑی بات ہے اور چھوٹا ہو منہ

سبحان اللہ وبحمدہ آج کیا اپہار روز مبینت اندوز ہے کہ کنور محمد اعتماد علیخا صاحب عالیجناب نازک خیال شیرین مقال شاعر ندرت نگار فصیح گفتار نکتہ پرداز اعجاز طراز رئیس قصبہ سعد آباد خجستہ بنیاد ضلع متہرا کا دیوان معجز بیان کی تقریظ کا مجھکو خیال تحریر ہے جسکا ہر شعر اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ لَحِکْمَۃً کی ایک نفیس وعمدہ تفسیر ہے تصریح اس مقال اور تشریح اس اجمال کی اس سوال پر ہے کہ یہ مجہول حسب معمول واسطے حصول معمول کے کہ عبارت روزینہ معینہ سالیانہ سے ہے سعد آباد گیا خان موصوف نے دیوان اپنا دکہایا یعنے خصمانہ بنظر تعمق وغور مشاہدہ کیا سقم سے خالی زحافات سے تہی فصاحت سے مالامال بلاغت سے بہرا پایا جب من اوّلہ الی آخرہ مشاہدہ کیا الراقمہ

پہر کیا اوسنے مجھہ سے یوں ارشاد ای رفیق شفیق ای اوستاد
سال تاریخ تو بھی لکھہ اسکا رہے باقی جہان مین نام ترا

مین یہ بولا کہ ای فصیح زمان	مجکو اوّل تو قدرت اتنی کہان
اور سوا اسکے اب وہ شوق کہان	شعر گوئی کا مجکو ذوق کہان
شعر ہے ولولہ جوانی کا	پیر فانی کو اس سے نسبت کیا
اب ہوا مین ضعیف وزار و نزار	ایک مصرع بھی لکھنا ہی دشوار
عمر اسّی سے ہو گئی ہے زیاد	باقی اب حافظہ رہا ہی نہ یاد
کیسے اشعار کیسی تاریخین	کیسے قطعے مین کیسی تقریظین
عمر اب ہو چکی رہی ہے قلیل	کیسے ارشاد کی کرون تعمیل
بولے تقریر کو نہ دیجے طول	طول بے فائدہ ہی اور فضول
سال تاریخ کیجیے ارقام	کہ یہ ہے بہترین ختم کلام

پھر مینے پہلو تہی کیا اور بہ منت و سماجت اس کار دشوار سے بچنا چاہا اور یون عرض کیا سہا کی کیا تاب کہ آفتاب عالمتاب کے سامنے تاب اپنی دکھائے چراغ کو کہان فروغ کہ مشعل ماہ کے آگے فروغ پائے یعنی کہان یہ سفال ریزہ بیمقدار اور کہان وہ جواہر آبدار کہان یہ خزف پارہائے ناہموار کہان وہ لآلی شاہوار مصرع بہ مین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا پھر فرمایا تبرکاً و تیمناً جیسا لکھا جائے لکھیے تاخیر نہ کیجیے لراقمہ

مین بھی پھر تو قلم دوات اوٹھا	لکھنے بیٹھا تو پہلے کی یہ دعا
رہین حسرت بعیش و عزو وقار	اور دشمن رہین ذلیل و خوار

گو سیر نے قلم مین بوجہ ضعف و کہنسالی کی طاقت نہتی اور بایمین طلاقت نہتی مگر بمقتضائے الامر فوق الادب

تحریرِ تقریظ مین معذور رہون خامہ فرسائی مین مجبور رہون - سنو نکتہ سنجو سخن فہمو شاعرو دیدہ وروماہ رو کدہر ہو دیکھو لکھتا ہون - واقعی دیوانِ معجز بیان حسرت حیرت افزائے جانِ جہان ہے اور حقیقت مین دستنبوِ شاعرانِ زمان ہے ایک گلشن ہے بہار آفرین کہ رنگا رنگ گلہائے مضامینِ رنگین سے پر بہار ہے ہر مصرع شوخی سے بال پری بنکر پرواز کرنے کو طیار ہے - ہر شعر ایک سروِ جویبار ہے خیالات رنگین معانی کا ہر صفحہ گلدستۂ تازہ بہار ہے بہارستانِ شگفتگی کا چستی و برجستگی مضامین بندش الفاظ متین و شوخی ترکیب غریب و محاورات دلفریب و عجیب سبحان اللہ خوبیٔ بیان فصاحت زبان طلاقت لسان لطفِ استعارۂ اسلوبی کنایہ ماشاء اللہ لاقہ

تعریف ہو کیا مجھ سے بھلا اوسکی عنایت	کیا صاف مضامین ہین کیا اوسکی خیالات
آئینہ صفت صاف ہی جو شعر ہی اوسکا	اور ساتھہ مضامین کے صفائی کی مراعات
بندش نئی مضمون سنکر زنی ہے	ترکیب جو عمدہ ہی تو دلچسپ عبارات
فرمائش تاریخ ہوئی مجھ سے عنایت	ہی حالیہ میرے جو بہت اونکی عنایات

سچ تو یہ ہے کہ مصنف نے ذرہ کو آفتاب بنایا ہے اور کاہ کو کوہ کر دکھایا ہے واہ واہ کیا کہنا کیا کیا شاہدانِ معانی آغوشِ الفاظ مین ہم آغوش ہین اور کیسے کیسے پریزادانِ مضامین تازہ عروسِ نظم مین دوشادوش ہین جسطرف آنکھہ اوٹھا کر دیکھیے حسنِ بندشِ استعاراتِ خیالی اور مضامینِ حالی اور رموز و کنایہ محبوبانہ اور کرشمہ و ناز معشوقانہ کا جلوہ

نگاہ مین آتا ہی اور جس سمت نظر کیجیے پریزادانِ سحر بیانی اور شاہدانِ سخندانی اور فسونپردازی اور جادوطرازی عشوہ فروشی و کرشمہ کوشی کا جُھرمٹ نظر آتا ہی اگر اس نگارستان سخنوری کو جادوگری کہیے تو بجا ہے اور سحرِ سامری نام رکھیے تو زیبا ہے نہین نہین نسبتِ ساحری محض بیجا ہے اور مثال جادوگری کی سربسر خطا ہے۔ عصای کلیم کہنا روا ہی کہ بیتسام خوارقِ عادات اوس سے ظہور مین آئے اور نخلِ موسیٰ لکھنا زیبا ہے کہ جسے ایسے ایسے گلہای معانیِ شگفتہ کہلائے۔ اگر حسینانِ پریزاد آویزہ گوشِ ہوش کرین تو مناسب ہے اور عاشقانِ جانباز اپنی جانین نثار کرین تو واجب۔ بارک اللہ کہ اس ناظمِ معجزبیان نے کیا مرتبۂ رفیع پایا ہے اور اُردوے معلّی کو کس رفعت پر پہنچایا ہے ؎ حاسدہ کرین ہان تو شکایت بھی نہین ہے ؛ انصاف تو کہتا ہے خداوند یونہی ہے ؛ زبان شستہ و رفتہ مضامین گوہرِ ناسفتہ فصاحت شیرین بیانی پر فریفتہ بلاغت نازک خیالی پر شیفتہ الحاصل دیوانہ

جو یہ دیوانِ حسرت مینے دیکھا	بھرے مضمون ہین جسمین عشق انگیز
ہر اک شعر اسکا آب و رنگِ گلشن	ہر اک مصرع ہی اک سرو دلاویز
ہر اک صفحہ بہارِ گلشنِ عشق	ہر رنگِ تختۂ گل نکہت آمیز

سبحان اللہ ہر نقطہ سوادِ مردمکِ دیدۂ حور ہے ہر لفظ رشکِ تجلّی نخلِ طور ہی سپیدی صفحۂ یمین غیرتِ سپیدۂ بدر ہے سیاہی الفاظِ مشکین غیرتِ دہِ شبِ قدر ہے یا وہ نہرِ آبِ حیات ہے اور یہ شبِ ظلمات ہے اور مجھ سے پوچھو تو یہ دیوان کیا ہی ایک دُرِ یکتا ہی لعلِ بے بہا ہے مرآتِ پرضیا ہے جامِ جہان نما ہی زیبِ رخسارۂ زیبا ہے

زینتِ چہرۂ دلربا ہی شمعِ شعلۂ طور ہی رشکِ دیدۂ نور ہی آفتابِ درخشانِ سخن ہی ماہتابِ تابانِ انجمنِ ہی جانِ نثارون کی جان ہی شاعرونکا دین وایمان ہے رنگِ گلشنِ خوبی ہی بوی گلِ محبوبی ہی کرشمہ چشمِ جادوگری ہی غمزۂ ابروے سامری ہے معشوق شوخ وطناز ہے محبوب جان نواز ہے لواقعہ

کیا سخن رشکِ روضۂ رضوان	کیا سخن رنگ وبوے باغِ جنان
کیا سخن جوبارِ بلاغ امید	کیا سخن آبشارِ باغِ امید
کیا سخن رنگِ چہرۂ محبوب	زینت افزای شکل وصورتِ خوب
گوہر گوشِ شاہدانِ جہان	جلوۂ چہرۂ پریرویان
شعر ہر ایک عیب سے ہے بری	طعن اسپر دلیلِ بدگہری
آج ہوتے جو آتش وناسخ	طالب دردِ مومن وراسخ
کرتے انکے کلام کی تعریف	اور رضامین نغز کی توصیف
مصحفی میر سوز ومیر کہان	رشک وسودا کی وزیر کہان
وہ زمانہ گیا وہ وقت گیا	بس ہی ممدوح خاتمِ شعرا

المختصر مصنفِ دیوان کو گو فضائلِ صوری ومعنوی قدرِ واقعی حاصل ہین اور کمالاتِ دینی ودنیوی کما ینبغی متواصل ہین دولت واقبال سے مالامال مگر فنونِ ریختہ گوئی مین ایسا کمال ہے کہ ہر مصرع صنائع بدائع لفظی سے مالامال ہی مصحفی وجرأت کا تو کیا ذکر حضرتِ سودا ملک الشعرا اگر اس لیلاے کرشمہ سنج کو ملاحظہ فرماتے مجنون وار مجنون وسودائی جنگل کو نکل جاتے اور

سناب آتش آتش زبان آتش حسد مین جلجاتے میر و میرزا جو زبان ریختہ کے موجد تھے اگر منصفی پر آتے انصاف فرماتے تو اس کلام کو فخر کلام ٹھہراتے مخفی و تواری نرہے کہ بوقت حیات سرکار ذوالاقتدار کنور محمد ارشاد علیخان صاحب مرحوم کہ میرے شاگرد ارشد تھے اور مصنف کے والد ماجد مین اونکو کلام مجید حفظ کراتا تھا اور واسطے حصول فنون شاعری کے کتب منظومہ بہر یع الفہم پڑہاتا تھا اور عیدیان جو دیتا تھا صنعت توشیح مین کہ بیس بیس شعر سے زیادہ ہوتے تھے لکھدیتا تھا اور وقتاً فوقتاً یاد کرادیتا تھا بعد چند مدت کے کتب فارسی و صرف و نحو ضروری کی تحصیل کی اور باسٹر ملازم رکھکر انگریزی کی بھی شوقیہ تکمیل کی اب کہ عنایت الٰہی سے اڑتیس برس کا سن ہی کتب سیر سے شوق ہے اور قصص سے ذوق ہے طبع آزاد انہ ہے مزاج شاہانہ ہی سرشت کریمانہ ہے خصلت حاتمانہ ہے عین ریعان جوانی و عنفوان شباب مین اکثر مختلف اشعار و قطعات و رباعیات تحریر فرمائین جب فنون شعر و حسن و قبح اوسکے سے طبع ماہر ہوئی تو ایسند آئین تقویم پارینہ جانکر پارہ پارہ کین اور ایسے ہی بہت غزلین اور مثنویان تحریر کین مانند اوراق ناکارہ کے قوارہ قوارہ کین غرضکہ ہر علم و فنون مین یگانۂ آفاق ہین اور کمالات مین طاق ہین بواقعہ

لائق و فائق و ظریف و کریم	افصح و ابلغ و حلیم و فہیم
صاحب عز و جاہ و رفعت و شان	فخر تمکین و نازش دوران
خوش سخن نغز گو ہنر پرور	دیدہ ور نکتہ جو سخن گستر
ہین تصانیف انکی حد سے زیاد	نام کیا کیا کرون مین اونکے یاد
ہین فصاحت مین اول سحبان	اور بلاغت مین ثانی حسان

بس اس عنایت بس اللہ بس باقی ہوس ۔ شک آنست کہ خود بہ بوید نہ کہ عطار گوید ۔ ای عنایت نہ کر زیادہ کلام ؛ روک لے تو سن سخن کی لگام ؛ اب امید یہ ہے کہ دل طالبون اور شایقون اس فن عجیبہ کا اس دیوان طرب افزا کے مشاہدہ سے محظوظ ہوا ور یہ باغ پر بہار چشم بد حاسدو سے محفوظ ہو ۔ یارب این آرزوی من چہ خوش ست ؛ تو بدین آرزو مرا برسان ۔

قطعات تاریخ من تصنیف شاعر نازک خیال ظہوری ظہور نظیری نظیر ہمپایۂ سحبان در فصاحت و بلاغت جناب مولوی عنایت علی صاحب متخلص بہ عنایت ساکن بانس بریلی

کیا ہی دیوان لکھا ہی حسرت نے	شاعری یہ نہین کرامت ہے
مرحبا کہتے ہین جو حاسد ہین	ایسی اس مین بھری فصاحت ہے
اللہ اللہ کیا مضامین ہین	لوحش اللہ کیا فصاحت ہے
بندشین چست ہین مضامین خوب	سحر و اعجاز خرق عادت ہے
ایسا برجستہ مادہ جو ملا	ملہم غیب کی عنایت ہے
ہر جاہل اوڑا کے لکھ تاریخ	رشک جرأت کلام حسرت ہے ۱۳۱۵

ولہ

ہوا دیوان حسرت جب مرتب سب	بھری جس مین کہ شوخی و ظرافت ہے
نئی بندش نئے مضمون نئی طرزین	یہ اعجاز و کرامت خرق عادت ہے
جو اعداد یکہتے ہین وہ بھی کہو مین	مصنف کیا زکی عالی فراست ہے

بیانِ تازہ و نازک رنگیلے ہین — رگِ گل سے زیادہ تر نزاکت ہے
ہوئی تاریخ کی مجھہ سے جو فرمائش — عنایت پر بہت اونکی عنایت ہے
لکھون کیا وصف اونکا مین کہ کچھہ مجکو — لیاقت ہے نہ طاقت ہے نہ ہمت ہے
مگر ناگہہ فصاحت نے کہا لکھدے — عجب شیرین زبانی و فصاحت ہے
۱۵ ۱۳

ولہ

لکھا اعتمادِ علیخان نے جب — وہ دیوانِ شایستہ و خوشنما
ہر اک شعر مین وہ گلِ تر کھلے — کہ جسپر ہو سو جان سے بلبل فدا
وہ مضمونِ رنگین وہ اوسکی بہار — کہ رنگِ چمن دیکھکر ہو ہوا
تر و تازہ وہ وہ مضامین خوش — جسے دیکھکر غنچۂ دل ہو وا
ہر اک مصرع نو ہلال فلک — ہر اک شعر رخشان مثالِ مہا
نئی طرز ہے اور نئی بندشین — طبیعت کا کچھہ رنگ ہی ہے نیا
لطافت سے خالی نہین کوئی لفظ — فصاحت سے دیوان ہے سارا بھرا
وہ لطفِ کرشمہ وہ خوبیِ حسن — ہے دردِ دلِ عاشقان کی دوا
نقاط اوسکے خالِ لبِ دلبران — رخِ حور سے دائرے پر صفا
عنایت کو تھی فکر ہر دم یہی — کہ تاریخ طبع اسکی لکھو نگین کیا
کہ ناگہہ کہا بلبلِ طبع نے — گلستانِ زیبائی حسرت کھلا
۱۵ ۱۳

ولہ

حسرت کے کلام باصفا کی — جب شہر و دیار مین ہوئی دھوم
تاریخ لکھی ہر ایک نے پھر — جس جسکو ہوئی خبر یہ معلوم
مجکو بھی ہوا خیالِ تاریخ — ہجری ہون نہین جس سے مفہوم
تہا مین اسی فکر مین کہ ناگاہ — ہاتف نے کہا عروج منظوم
۱۲۱۵ھ

ولہ

نواب اعتماد علیخان نے جب لکھا — دیوانِ دلفریب بصد آب و تاب و زیب
دیکھا حضورانِ جہان نے جو یہ کلام — جاتا رہا ہر ایک کے دل سے سکون و شکیب
تاریخ کی تہی فکر کہ ہاتف نے یون کہا — اعدا کا سر اوڑا کے کہو نظم دلفریب
۱۲۱۵ھ

ولہ

جو دیوان حسرت کا سب مینے دیکھا — حقیقت مین ہی حسن معنی کا زیب
لکھی یون عنایت نے تاریخ اوسکی — کلامِ دل انگیز خاطر فریب
۱۲۱۵ھ

ولہ

خیالِ رنگین بہارِ حسرت کہ لفظ لفظ رشکِ جنت — کلامِ جزبز از فصاحت بیان نادر کہ نیست ثانی
زدیدنِ آن گلِ معانی چو غنچۂ دل بخندہ آمد — بگو عنایت بسال طبعش شگفت طرفہ گلِ معانی
۱۲۱۵ھ

تقریظ و قطعۂ تاریخ از نتیجۂ فکر بلند کلام نمکین و دلپسند شاعر فصیح البیان جناب ماسٹر محمد واحد علیخان صاحب متخلص بہ نازاں ساکن شہر اکبرآباد ملازم ریاست سعدآباد تلمیذ حضرت داغ فصیح الملک بلبلِ ہندوستان

اوستاد بادشاہ دکن خلد اللہ ملکہ

زلافِ حمد و نعت اولی ست بر خاکِ او خفتن بجو دیتوان کردن درودِ میتوان گفتن

ستایش و نیایش گوناگون اوس صنفِ دیوان کن فیکون کو زیبا ہے جسنے اپنی صنعتِ کاملہ و حکمتِ بالغہ سے نسخۂ کائناتِ دو عالم کو ایک لفظِ کُن سے مزیّن کیا اور اپنی صنایعِ بدایع کو اوراقِ ارض و سما پر انشا کا لباس پہنا کر املائی تسطیر کے لئے مُشیّن کیا۔ اور نعت بیغایات اوس ناظمِ کلیاتِ دفترِ رسالت و نبوت کو سزاوار ہے جسنے بیت اللہ کو حشو خباثت بت پرستی سے پاک کیا اور مصرعِ تیغِ اسلام سے چہرۂ فصاحت و بلاغت کا جوہر چڑہایا ہدایت گمراہانِ وادیِ کفر و ضلالت کو تہ خاک کیا۔ اور منقبت اصحاب رسول مقبول کی جو رباعی کے مثال دیوان رسالت کے لئے موزون ہین مقبولِ انام ہو۔

الحمد للہ کہ درین آوان فرحت اقتران کتاب لاجواب گلدستۂ مسرت دیوانِ حسرت جو اپنی خوبی مین آپ نظیر ہے چھپ کر رونق بخش دیدۂ مشتاقان ہے۔

سخنِ عشق پُر فصاحت ہے	نظمِ دلچسپ پُر نزاکت ہے
دُرِ مضمون کا یہ خزینہ ہے	نظم کے بحر کا سفینہ ہے
سادگی کی لطافت اسمین ہے	رنگ و بوی نزاکت اسمین ہے
بندشِ نظم مین زبان کا لطف	سمع کو آئے ہی بیان کا لطف
لفظ شستہ زبان شایستہ	شکلِ حُسنِ بتانِ بایستہ
شعر مین شوخیان لطافت کی	جیسے خوبانِ پُر شرارت کی

نظم دلچسپ خوش بیانی ہے — گوہر قدر مِ معانی ہے
شعر ہر بحر مین لکھا ایسا — در خوش آب بے بہا جیسا
ہین زمینین بہی اس مین نو ایجاد — صورت شاہدان خجستہ نہاد
دیکھکر شعر اس سخندان کا — تنگ ہو قافیہ بہی سحبان کا
اسکو تعریف کی نہ حاجت ہی — آپ آئینہ حال صورت ہی
ثمر فکر اعتماد علی — خان والا تبار سے ہی یہی
طبع موزون کا اور دماغ کا رنگ — ہو ہو ایسا جیسا داغ کا رنگ
صاحب جاہ و علم و دولت ہی — ربع مسکون مین اسکی شہرت ہی
ہی دعا اپنی نازشام و سحر — یا الٰہی بآل پیغمبر
یادگار انکی یہ کتاب رہے — تا یہ فرش زمین بر آب رہے

قطعہ تاریخ

حسرت نے لکھا یہ خوب دیوان — ہی ساری جہان مین جسکی شہرت
آغاز سے لیکے انتہا تک — ہر شعر ہے معدن مسرت
موزون ہی کلام روزمرہ — ہی لطف زبانکی جسمین لذت
تاریخ طبع اسکی اے نازش — ہی سُرمہ چشم حور جنت

تقریظ از چکیدۂ قلم بلاغت رقم شاعر نازک خیال واقف اسرار نکتہ دانی ماہر طرز خوش بیانی واقف علوم وفنون جناب نواب

مرزا فرخ صاحب متخلص بہ فرخ کہ از خاندان نواب افراسیاب خان مرحوم اند ساکن شاہجہان آباد عرف دہلی

شعر و سخن کا اوج کے اوپر کمال ہی — کتنا رسیع یان شعرا کا خیال ہی
موجود کیا عدم کی حقیقت بناتے ہین — جسکو نہ آنکھہ دیکھہ سکے وہ دکھاتے ہین
تاب و توان حدِ بشر سے گذرتے ہین — بے پر کے آسمان پہ پرواز کرتے ہین
غالب کی صور تو نمین انہین خوب راہ ہی — نقش اونکا چشم دل کے لئے سیر گاہ ہی
گر کچھہ کہا زبان سے تو دل شاد کر دیا — ویران گھر کو بات مین آباد کر دیا
جو کچھہ کیا کلام تو فرحت فزا ہوا — روتا ہوا بھی سنکے ہنسے وہ مزا ہوا
ناپید واقعات کو پیدا بناتے ہین — شاہد کو ایک آن مین شہید بناتے ہین
اندیشہ کرے چرخ چہارم پہ جائین وہ — ظلمات مین دکھانے کو آئینہ لائین وہ
حائل نہین حجاب کوئی اونکو راہ مین — چودہ طبق کو دیکھتے ہین اک نگاہ مین
دانائے روزگار بناتے ہین آپکو — شاگرد کردگار بناتے ہین آپکو
دراصل شاعرون کو کچھہ ایسا ہی یار ہی — اور یون تو جو کہے کوئی کسکا اجارہ ہی
اسکے ثبوت پر کوئی چاہے اگر دلیل — حاضر ہے یہ کتاب کہ خود اپنی ہی وکیل
بے لمع صاف نور برسنے کو دیکھیے — بے باغ اس بہار درسنے کو دیکھیے
فقرہ یہان ہر ایک فصاحت کا باب ہی — اغلاق کی تو فصل کی مٹی خراب ہی
ڈالا ہے تیل صاف زبان کے چراغمین — بیساختگی کا پھول کھلایا ہی باغمین

کیا ناظرونکو عالمِ حیرت مین لاتی ہے
صاف آئنہ کی طرح سے صورت دکھاتی ہے

دیوان ہی کہ عشق کا گنجینہ جانئے
یا شوق عاشقانکا اسے سینہ جانئے

جس نظمِ دلستان مین دلآویز رنگ ہو
کیونکر نہ اوس سے نظمِ ثریا بھی دنگ ہو

اللہ یہ کلام ہی کیا پیارا پیارا ہے
گویا میر کی زبان کا چرباوتارا ہے

غالب کی طرز کو کہین پامال کر دیا
مومن کی نظم کا کہین احوال کر دیا

حاجت نہین ہی مشعلِ خور کو چراغ کی
آنکھون سے دیکھلو ہی زبان صاف داغ کی

ہوتے ہین ایسے صاف ہی فقرے کہین بھلا
سانچے مین جسطرح سے کہ الماس ہوڈھلا

لفظ اوسمین دیکھکر جو کہا تو کہا بجا
یاقوت کے نگینہ ہین یہ نصب جا بجا

حرفون کے اتصال سے ہوتا ہی یہ عیان
ترشی ہوئی جڑی ہین زمرد کی چُنیان

شعرون مین کیا مراد کا چشمہ اُبلتا ہی
معنی ہین کس بہار کا مطلب نکلتا ہی

مضمون خوب حال بتاتا ہی دور کا
بندش عجیب رنگ دکھاتی ہی نور کا

تمثیل بے مثال کی صورت دکھائی ہی
تشبیہ غیر شبہہ کی بھی کیا صفائی ہی

نکتہ ہی خاص کچھہ نہین موتی کے مول کا
دفتر ہی سارا ہے یہ جواہر کی تول کا

کسطرح سے کمال ہی اس نظم کا کمال
کیونکر نہو کہ حضرتِ حسرت کا ہی خیال

گو بحرِ علم و فضل کا پیدا نہین کنار
یہ نامدار پیر کے اوسکو ہوا ہے پار

میدانِ شاعری مین کہین وہ یگانہ ہی
علمِ نجوم مین کہین اوسکا فسانہ ہے

حکمت مین بھی ہی لائقِ صد قیل و قال وہ
تاریخ مین ہی سب سے سوا باکمال وہ

علم الہیات سے ہے باخبر بہت
معقول کی وہ بین ہین پیش نظر بہت

عالم ہی علم مجلس و اخلاق عام کا
ماہر ہے طرز بخشش و لطف تمام کا

شرم و حیا کی بزم مین مسند نشین ہی وہ
میدان خوبروئی مین ماہ مبین ہی وہ

نواب اعتماد علیخان سرفراز
سو پشت سے ہی جسکو ریاست مین امتیاز

جس اصل سے سپاہ گری کو ہی افتخار
اوس نسل مین سے ہے وہ شجاعت کا تاجدار

فرخ نے لکھدیا جو حقیقت مین حال تھا
اسکو قلم سے اپنے نہ ایسا خیال تھا

بس کہہ رجوع دل سے بدرگاہ کردگار
آباد و شاد رکھہ اوسے دنیا مین برقرار

وله
(قطعہ تاریخ)

دیوان تمو خ حسرت مضمون نواز کا
دیکھا تو واقعی وہ عدیم المثال ہے

مطبع سے طبع ہو کے جو آیا حضور مین
فرخ بہار باغ بقا اوسکا سال ہے

۱۲۱۵ھ

قطعات تاریخ نتیجہ فکر منشی غلام حسنین متخلص بہ غم متوطن موضع شہبازپور ڈوپرکنہ حسن پور ضلع مرادآباد ملازم ریاست سعیدآباد ضلع متھرا

اتفاقاً ایک دن دیوان حالی دیکھکر
دل کو تھا میرے نہایت ہی ملال شاعری

سو تاسف سے وہ لکھتے ہین کہ یعنی ہند مین
ہی چراغ صبح یا وقت زوال شاعری

ذوق و غالب میر و مرزا ہی پہ اسکا ختم ہی
محض اک فعل عبث ہی اب خیال شاعری

پڑھ کے مین کہتا تھا دل مین ہادہی وقت تھا
ایک یہ ہی جسکو کہیے انفعال شاعری

ناگہان اک صورتِ معنی نظر آئی مجھے
جس سے یکسر تھا عیاں حسن و جمالِ شاعری

دیکھتے ہی اسکو چیز مجھکو اک حیرت ہوئی
یا الٰہی کس کا ہی یہ قیل و قالِ شاعری

آخر کش کو خوض سے ایسا ہوا مفہوم دل
حضرتِ حسرت کہ ہین ماہِ کمالِ شاعری

شعر گوئی مین نہین ہی آجکل اونکا نظیر
فی المثل ہی ہند مین اونکی مثالِ شاعری

کیون نہ کیلے اونکو اقلیمِ سخن کا بادشاہ
کر چکے ہین کل زمینین پائمالِ شاعری

خشک ہونے ہی کو تھا فیضِ زبان نے آپکے
سبز گویا کر دیا ہے پھر نہالِ شاعری

بلکہ تہی کتمِ عدم مین از سرِ نو آپ نے
چرخ پر پہنچا دیا اوجِ کمالِ شاعری

ہین مصنف واہ واہ اس کلامِ پاک کے
جسپہ ہی قربان جان عز و جلالِ شاعری

غور سے اہلِ زبان دیکھو کہ بحرِ شعر مین
موجزن ہی کیا صفا آبِ زلالِ شاعری

لفظ کا کیا ذکر ہی اک حرف تک بیجا نہین
نقطہ نقطہ اسکا ہی مصداق دالِ شاعری

شاعرون مین لکھنؤ دہلی کے جو کچھ ہی نفاق
اونکو منصف ہی یہ بہر انفصالِ شاعری

حسنِ معنی کے لئے آئینۂ اشعار مین
نقطہ نقطہ سے عیان ہی خط و خالِ شاعری

آنکر دیکھین تو اب وہ حالِ رنگین بیان
اسکو کہتے ہین کلامِ بے مثالِ شاعری

ہی دعا غم کی کہ یارب باغِ گیتی مین مدام
پھولتا پھلتا رہی یہ نونہالِ شاعری

اور مصنف ہین جو اسکے حسرت والانژاد
پائین عمرِ خضر وہ اہلِ کمالِ شاعری

ولہ
قطعۂ تاریخ

حضرتِ حسرت کا دیوان جبکہ شائع ہو چکا
دیدۂ اہلِ بصیرت کا ہوا نذرِ نگاہ

ANIA UNIVERSITY

فکرِ سالِ طبع جب عمؔ کو ہوئی دل میں گہا
روشنیِ طبعِ حسرتؔ ۱۳ بس یہ ہے تاریخ واہ ۱۳

قطعاتِ تاریخ تصنیفِ لطیف از نتائجِ طبعِ شاعرِ شیریں زبان فن شعر گوئی کے شائق جناب میر حشمت علی صاحب عاشقؔ پنشنر سب انسپکٹر پولیس حال سب جج سمال سعد آباد ساکن محلۂ ناجگنج من مضافات آگرہ

قطعہ تاریخ سال اوّل ترتیبِ دیوان

دیوانِ حسرتؔ ست گلستانِ بیخزاں
مقبولِ اہلِ معنی و مطبوعِ شاعراں

باآب و تاب کلکِ زبان شد گہر فشاں
ہر کہ و مہ کشاد بہ تحسینِ او زبان

ہر حرفِ پاک معنی و مضمونِ بیکراں
ہر نکتہ اش چو نکتۂ خالِ پری رخان

از ہر ورق فروغِ مہ و مہر روشناں
ہر صفحہ ایست صفحۂ رخسارِ مہوشاں

ہر بیت بیتِ کعبۂ مقصودِ عاشقاں
ہر مصرعِ اش چو مصرعِ ابروئے دلبراں

عاشق نمود از سرِ پاکیزگی بیاں
شد رونما سخن ۱۳ ۱۳۱۳ ہجری بہ تنسیب ۱۳ ثمر بوستانِ جاں ۱۳ ۱۳۱۳ ہجری ریلا تنسیب

تاریخ تعمیہ دہلا تعمیہ بدیں
از نصف نصف مصرعۂ آخر شدہ عیاں

ولہ

کیا تصنیف حسرتؔ نے جو یہ دیوانِ لاثانی
تو کی تحسین ہر اہلِ سخن نے ورثنا خوانی

عجب فن رسا پایا عجب موزوں طبیعت ہے
ہوئے پنے وقت کا یہ انوری سعدی و خاقانی

ہر اک اہلِ زباں نے نقدِ جاں و دل فدا کر کے
خریدا یہ دُرِ نایاب دریائے سخندانی

نہ پھر ایسا کھنچے نقشہ کسی کے دستِ قدرت سے
ہوا بہزاد حیران و رمانی نے بھی چین مانی

سراعدا قلم کر کے لکھی تاریخ عاشق نے
عجب دلچسپ حسن و عشق کا قصہ ہے زورانی ۱۳۱۵ھ

ولہ

جب ہوا تصنیف یہ دیوانِ حسرت بے نظیر
جان کو راحت ہوئی دل کو ملا آرام چین

غیب سے آئی ندا تاریخ اس دیوان کی
لکھدی اول ڈنٹی اور بعد کے شش رنج ۱۳۱۶ھ

ولہ

بحمد اللہ کہ این دیوانِ حسرت
مرتب گشت با صد زیب و زینت

پئے تاریخ ہجری عاشقِ زار
بگفتہ ۔ شد گلستانِ محبت ۱۳۱۵ھ

قطعات تاریخ من تصنیف شاعر خوش سخن شیرین بیان در فن شاعری ہمنبرد آصف ماسٹر سید تصوف حسین صاحب متخلص بہ آصف ساکن محلہ حکیمان مضافات آگرہ

صد شکر ہے دیوان چھپا آج یہ اونکا
ہے جنکی بلاغت پہ فدا جانِ بلاغت

نواب سخن فہم سخن سنج سخنگو
اک تازہ گلِ نورسِ بستانِ بلاغت

دیوان ہے یا حسنِ معانی کا مرقع
دیوان ہے یا کوئی پرستانِ بلاغت

ہر مصرع برجستہ ہے اک پھولونکی ڈالی
ہر شعر کو سمجھو چمنستانِ بلاغت

ہر لفظ کے گھونگٹ مین زلیخاے معانی — ہر شعر ہی اک یوسفِ کنعانِ بلاغت
جس شعر مین لکھا ہی کہین چوٹی کا مضمون — ہی شانہ کشِ زلفِ پریشانِ بلاغت
ہر نقطہ ہے خالِ رخِ محبوب کا نقشہ — ہر حرف ہی اک نیّرِ تابانِ بلاغت
بندش نئی مضمون نئے دہنگ نرالا — موجود ہی ہر رنگ کا سامانِ بلاغت
سادی یہ جگہہ بیچ مین سطرونکی نہین ہے — بتہا ہی بڑے زور سے عمانِ بلاغت
دیکھا ہو کسینے کبھی دیوان اگر ایسا — بتلائے قسم کہا کے بایمانِ بلاغت
واصف کو ہوئی فکر کہ لکھے کوئی تاریخ — ہی وہ بھی تو اک بلبلِ لبنانِ بلاغت
دیکھا جو یہ دیوان تو ہاتف نے ندا دی — اب آپ پہ نازل ہوا قرآنِ بلاغت ۱۸

ولہ

چھپا دیوان اوس بحرِ کرم کا — سمندر سے ہی بڑہکر جسکی تمت
خوش اخلاق موثر اطوار و خوش اسلوب — حیادار و حیا جو با مروت
جو دیکھے جی یہی چاہے کہ دیکھو — قسم قرآن کی ہی خوبصورت
مرصع ہر غزل ہر شعرِ عالی — عجب الفاظ کی ہی شان و شوکت
مضامین ہین کہ ہین پھولون کے انبار — کہلے ہین ہر طرف گلہاے جنت
ہر اک مطلع مین شوکت کے مضامین — ہر اک مقطع مین ہی حسرت ہی حسرت
غضب بے قرار جانا کہین فکر — کہین مضمونِ قامت ہی قیامت
کہین وصفِ کمر لکھا ہی ایسا — فدا جسپر حسینون کی نزاکت

عجب ہی آئینِ بندش کی صفائی — کہ جس سے آئنہ ہی محوِ حیرت
لکھو عمدہ کوئی تاریخ واصف — کہ جولانی پہ ہی اسدِ مطبعت

کہا دم بھر مین یہ فکرِ رسا نے — ہر اک مصرع ہی کیا دریای وحدت ۱۳
نہو بجا تو اک یہ بھی ہی تاریخ — ہر اک بحر اسکی ہی بحرِ فصاحت ۱۳

ولہ

کلامِ پاک نوابِ سخنگو — رخِ معنی کا ای واصف ہے غازہ
نہین ہر صفحہ دیوان مین شعر — گلِ مضمون بچے ہین تازہ تازہ ۹۷ ۱۸

قطعاتِ تاریخ فصاحت عنوان نتیجہ طبع از فن شعر ماہر منشی بلدیو پرشاد صاحب شاطر سعد آبادی تلمیذ ناطق الملک سید الشعرا میر مومن حسین صاحب صافی

خامۂ خوش فکر حسرت کرد دیوانے رقم — کز دُر نایاب الفاظش ربود ند آب و تاب
کہکشان ہر سطر او مدِ نظر ہر مدّ او — نقطۂ او انجمِ تابان و دوائر آفتاب
منتخب دیوے پسند دلکش جملہ مضمونِ بلند — ہر غزل ہر قطعہ ہر بندِ مخمس انتخاب
حسنِ معنی از تلفظ ہمچو معنی آشکار — شوخیِ مضمون عیان چون شوخیِ عہدِ شباب
چون شنیدم شد مکمل جملہ آن نظمِ فصیح — می نمودم بہر سالِ طبع فکرِ بے حساب
فکرِ شاطر گفت ناگہ مصرعِ سالِ مسیح — ہست این دیوان حسرت بیمثال و لاجواب ۹۷ ۱۸
کلکِ شاطر کرد سالِ طبع در ہجری رقم — طبع شد دیوانِ حسرت جانفزا و لاجواب ۱۵ ۱۲

ولہ

خوب حسرت نے لکھا دیوان فصیح لاجواب
ہر غزل جسکی مرصع ہی شگفتہ ہے کلام
سالِ سمت کلک شاطر نے لکھا بیساختہ
ہوگیا دیوان حسرت دلکشای خاص و عام
۱۲۴۹

ولہ

چو شد ز فکرت حسرت مکمل این دیوان
شدہ بہ بزم سخن جا بجا ثنا خوانی
نوشت مصرع تاریخ خامۂ شاطر
رقم نمود چہ دیوان فصیح و لاثانی
۱۲۵۰

قطعات تاریخ از نتائج طبع شعر فہم نکتہ دان گوبند سہای صاحب فغان فرخ آبادی تلمیذ حضرت شور الہ آبادی

سخنور دیکھکر کہتے ہین یہ حسرت کے دیوانکو
بیاض دیدۂ مشتاق ہی آنکھونکا تارا ہی
تعلی مضامین سے زمین شعر ہی گردون
کلام اچھا ہی بندش چست عمدہ روز مرا ہی
مبرا ہی کلام پاک یکسر جملہ عیبون سے
کہین تعقید اسمین ہی نہ پرکن ہی نہ ایطا ہی
نہ الفاظ ثقیلہ ہین نہ عیب شایگان اسمین
عیوب ظاہری و باطنی سے یہ مبرا ہی
فصاحت سی فصاحت ہی بلاغت کا ہی کیا کہنا
مخمس کیا غزل کیا قطعہ کیا جو ہی وہ چیدا ہی
صنائع سے بدایع سے رعایت سے نہین خالی
خدا کے فضل سی جو چاہیے یان سب مہیا ہی
سر اسلام سے لکھا ی فغان تاریخ چھپنے کی
پری کے بھیس مین دیوان حسرت چھپکے نکلا ہی
۱۲۵۱

ولہ

چھپ گیا حضرتِ حسرت کا کلامِ رنگین | آج ہر اہلِ سخن خوش ہی کہ ارمان نکلا
مصرعِ سال کیا کلکِ فغان نے تحریر | چشمِ بد دور بڑی شان کا دیوان نکلا
۱۳ ۱۵

قطعات تاریخ من نتائج طبع صاحب فہم و ذکا جناب مولانا محمد بقا حسین خان صاحب منجم عالیجاہی المتخلص بفلکی و بقا ساکن فیروز آباد کہ در فن نجوم عدیل و نظیر خود نہ دارند مضافات آگرہ

بہارِ لالہ و گل پر عجب عالم ہی نزہت کا | کہا جاتا ہی نقشہ آنکھ مین پھولونکی رنگت کا
جدہر دیکھو چمن مین قمریان مشغول تحسین ہین | زبان پر بلبلون کی باغ مین نغمہ ہی مدحت کا
صدائے بلبل و قمری سے حیرت بڑھگئی میری | الٰہی آج کیون گلزار مین سامان ہی عشرت کا
جوانانِ چمن بولے بقا کیون تجکو حیرت ہی | یہ اوسکی تہنیت ہی چھپ گیا دیوان حسرت کا
نہایت روزمرہ صاف ہے فضلِ الٰہی سے | بہت ہی پاک ہی رنگ دیکھا ہی طبیعت کا
مضامین چلبلے ہین بندشین بھی پیاری پیاری ہین | بجا ہی گر اسے کہیے کہ دفتر ہی فصاحت کا
جو دیکھا بیت کو ہر بیت ابروی حسینان ہی | ہر اک مصرع نمونہ خاص معشوقون کے قامت کا
مجھے بھی فکر تھی تاریخ اسکے طبع کی لکھون | نمونہ داغ کا ہی رنگ حسرت کی طبیعت کا
ندائے بلبلِ سدرہ یکایک کان مین آئی | خدا کا فضل ہی ہی وقت ہی یہ خیر و برکت کا
مسیحی ای بقا سنہ بے سر اہمال یون لکھدو | تمکاؤ نکا گلدستہ ہی لو دیوان حسرت کا
۱۹۷

ولہ

چھپا دیوان جناب حسرت کا — چمن لازوال ہے لکھدو
سر آمد سے ای بقا تاریخ — نسخۂ بے مثال ہے لکھدو ۱۲۱۵

قطعہ تاریخ من تصنیف لطیف امین الفصاحت ناطق الملک سید الشعرا میر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ کہ یکے از اوستادان مسلم الثبوت شہر مذکور اند

آج دیوان حضرت حسرت — نادر روزگار طبع ہوا
کہتے ہین سب گہر شناس سخن — دفتر آبدار طبع ہوا
ای صفی پڑھ یہ مصرع تاریخ — سخن شاہوار طبع ہوا ۱۲۱۵

قطعہ تاریخ من تصنیف سید لائق حسین قوی خلف الصدق ناطق الملک سید الشعرا میر مومن حسین صاحب صفی امروہی حال مقیم آگرہ

یہ ہے کلام حضرت حسرت کا ای قوی — جسکا جواب ہی نہین ممکن خدا گواہ
تاریخ اسکے چھپنے کی ہاتف نے یہ کہی — اچھا سخن مزے کا ہے گویا نبات واہ ۱۲۱۵

قطعات تاریخ از تصنیف لطیف شاعر خوش بیان شیخ رحیم بخش صاحب

متخلص بہ فروغ ساکن قصبہ اورنگ آباد ضلع بلند شہر شاگرد رشید قلق دہلوی

چھپا جبکہ دیوان سرکار کا — کھلا اہل بینش پہ پوشیدہ راز
کوئی لکھ سکے اوسکی تعریف کیا — کہ موصوف پر وصف کو خود ہے ناز
بس اتنا ہی کافی ہے اہل بصر — کرین حسرت و داغ مین امتیاز
تامل ہے کیون فکر تاریخ مین — یہ کیا سوچتے ہو نشیب و فراز
کرین شیر تاق لکھدو فروغ — گلستان نازک خیالی ہے باز ۱۳ ۱۵

دلہ

چھپا ہی وہ دیوان حسرت کہ بس — ثنا ہو نہین سکتی جسکی رقم
بنایا ہی تختون کو قرطاس کے — ریاضت سے رشک ریاض ارم
وہ نزہت کہ ہو باغ رضوان نثار — وہ شوخی کہ گل ہون فدا ہر دم
حسینونکو ہو جسکے دیکھی سے رشک — وہ ہر بیت مین زلف کا پیچ و خم
بتائید اصلاح نواب داغ — یہ اوراق مفرد ہوے جب بہم
ہوئی فکر تاریخ مجکو فروغ — کیا حق نے آسان یہ کار اہم
پکارا یہ ہاتف کہ دیوان مین ہین — مضامین حسرت فزا ایک قلم ۱۸ ۹۷

قطعہ تاریخ از تصنیف شریف جناب قاضی باسط علی خان صاحب

متخلص بہ باسط قاضی شہر اکبر آباد

بلبل کے عجیب چہچہے ہین — گلشن مین ہی کہرام عجب تری آج
کہتے ہین یہ ہر شجر سے پتے — کیون بند ہی اب زبان تری آج
کہتی ہی بہار یہ خزان سے — نکلیگا خیال خود سری آج
گلچین نے بھری ہین جھولیان مین — کلیان چنکر کھری کھری آج
سرسبز نہال آرزو ہے — شاخ امید ہے ہری آج
حسرت کا جو دیکھا ہے دیوان — ظاہر ہوئی اوسکی بتری آج
دیوان ہی لطیف زینت آگین — ممکن نہین اسکی ہمسری آج
نظم دیوان کی کیا صفت ہو — ہے خاتمہ سخنوری آج
آورد کا ذکر ہی نہین ہے — بندش مین ہی شکل دلبری آج
کیا خوب ہی آمد مضامین — تاریخ کی فکر ہی مری آج
ہوز برسے عیسوی نمایان — ایسی تاریخ ہو مری آج
باسط نے لکھا سر ادب سے — باغ شاداب شاعری آج

قطعہ تاریخ از تصنیف لطیف شاعر نازک خیال جناب منشی شیام سندر لعل صاحب کایستہہ مرادآبادی مختار عام ریاست سعدآباد ضلع متہرا

ہوا تصنیف جب دیوان حسرت فکر نے تجکو — کہا دل نے صریح بات ہی تو بیگان کہدے

یہ کھٹکا تھا کہ بات اپنی کہین بیجا نہ ضائع ہو
وگرنہ عقل کہتی تھی کہ گنج شایگان کہدے

پہلا پہولا جو پایا ہر طرف نخل معانی کو
تیز فہم یہ بولے کہ گلزار جنان کہدے

عبارت مین روانی ہی بیان مین بی تسلسل ہی
بلاشبہہ اسے موج دریای روان کہدے

مصنف کی ثنا و مدح مین کیون تا بامل ہے
سخنور نکتہ دان عالی خیال اہل زبان کہدے

ادب سے پہلے لیکے عفو گستاخی کا پروانہ
رئیس و نامور و ضعدار و نوجوان کہدے

جہانگیر جاہ و نوشیروان کی تو کہانی ہے
مگر یان عادل باخیر و فیاض جہان کہدے

فزون اقبال ہو ملک سخن مین نیلم روشن ہو
شاکر ختم اور تاریخ یہ ای مدح خوان کہدے

تامل سے کہا ہاتف نے مجھسے جلد یاری چھوڑ
فروغ حسرت اب سن عیسوی ای مہربان کہدے

۱۸ ۹۷

قطعہ تاریخ من تصنیف سید محسن حسین صاحب سخی امروہی برادر جناب سید الشعرا میر مومن حسین صاحب صفی امروہی

حضرت حسرت نے فرمایا جو یہ دیوان جمع
شش جہت مین غلغلہ حسن بیان کا ہو گیا

جس زمین پست کو بخشی بلندی فکر سے
مرتبہ اسکو بہی حاصل آسمان کا ہو گیا

سیدہی باتین ہی تو خالی الف ہی سے نہین
چستی بندش سے ہر مضمون بانکا ہو گیا

ای سخی میرے تاریخ ہے داد سخن
واہ واہ اب خاتمہ لطف زبان کا ہو گیا

۱۵

قطعات تاریخ از تتبیجہ فکر شاعر خوش بیان جناب فقیر محمد خان صاحب

متخلص بہ انور ساکن شہر آگرہ مالک مطبع انوری و مدرسہ سینٹ جانس کالج آگرہ

ہوگیا حسرت خوش فکر کا دیوان تیار
کیا ہی دلکش ثمر طبع خداداد یہ ہے

وردِ عشاق ہے ایسا ہی پسندیدہ سخن
سبق قیس ہی فرہاد کو ہی یاد یہ ہے

حیرت اندوز ہوا مصرع تاریخ انور
حسرت افزای دل عاشق آزاد یہ ہے ۱۳ ۱۵

ولہ

روزمرہ صاف ہے پیاری زبان
کیون نہو دیوان حسرت دل پسند

چوچلا شوخی ظرافت اس مین ہے
شاعری مین ہی یہ رنگت دل پسند

سال فصلی مین گل مصرع کہلا
ہے گلستان فصاحت دل پسند ۱۲ ۵

ولہ

مرتب ہوگیا دیوان حسرت
کلام دل پسند و جانفزا ہی

عجب شیرین و رنگین مین مضامین
فصاحت کا چمن گویا کہلا ہی

لکھو تم عیسوی تاریخ انور
گل رنگین ریاض عشق کا ہی ۹۷ ۱۹

ولہ

عجب شگفتہ یہ باغ سخن ہی ای انور
ہوئی ہے نکہت گلہای فدکیہ بہرہ

سخن کے سننے سے اک چوٹ دل پہ لگتی ہی
کلام حضرت حسرت ہی کیا ہی درد آمیز

لکھا ہے مصرع تاریخ سال سمت مین
سخن سلیس کلام نفیس و معنی خیز
۵۴ سمت ۱۹

قطعہ تاریخ نتیجہ فکر منشی محمد بشیر الدین متخلص بہ بیباک ساکن اکبر آباد ملازم ریاست سعد آباد ضلع متہرا

وہ اعتماد علی خان رئیس سعد آباد
کیا ہی حق نے جسے آج صاحب دیوان

زبان صاف ہی ایسی کہ شاعران ہند
ہین اس فصیح و زبان دانکے آگے ہیچمدان

فصاحت و بلاغت تو پانون پڑتی ہی
ہی اپنے وقت کا حسرت بھی ثانی سحبان

پری کے بھیس مین نکلا جو چھپکے مطبع سے
بنایا پھر تو اک عالم نے اسکو حرز جان

رہے ہمیشہ یہ سرسبز باغ حسرت کا
خدا رکھے اسے شاداب تا قیام جہان

ہوا خیال جو تاریخ کا مجھے بیباک
بہ روش غیب پکارا۔ ہے مرات خوبان
۱۳ ھ ۱۵

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند فصاحت پیوند شاعر نازک خیال جناب میر وارث علی صاحب تخلص مرتب ساکن اکبر آباد

چھپ گیا چھپ گیا دیوان کنور صاحب کا
آئین دیکھین اسی جویاے کلام مرغوب

کون عاشق ہی نہین دل سی جو اسکا عاشق
کون محبوب ہے جسکا یہ نہین ہی محبوب

جب مرتب نے کہا خوب ہی دیوان ہی یہ
سنکے ہاتف نے ندا دی۔ ہی اجی خوب سے خوب
۱۳ ھ ۱۵

قطعۂ تاریخ من تصنیف شاعر بامذاق مشہور آفاق مخزن فصاحت معدن ظرافت سخنور سحر بیان محمد عنایت اللہ خانصاحب اکبرآبادی عرف کالیخان صاحب متخلص بہ سفلی

اب کما کھائینگے ارباب نشاط	حضرت حسرت کا دیوان چھپ گیا
ورد رکھیئے آپ بھی دیوان جی	دافع دیوانگی ہے بر ملا
مصرع تاریخ ای سفلی لکھو	رنڈیون کی روزی کا رستہ کھلا

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ یہہ دیوان فصاحت عنوان بلاغت نشان من تصنیف لطیف بلبل بوستان سخنوری ہمپایۂ خاقانی وانوری سخن سنج نازک خیال شمع افروز فانوس کمال امیر فیاض جہان دستگیر درماندگان عالی جناب کنور محمد اعتماد علی خان صاحب رئیس اعظم قصبۂ فیض بنیاد سعد آباد ضلع متہرا ماہ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ ہجری مطبع انوری مین زیور طبع سے مزین ہوکر آویزۂ گوش حسینان جہان ہوا۔

قیمت عصہ فی جلد